سلسلۂ آصفیہ

جلد دوم

دکن مین موسیو تھیونو ایک فرانسیسی کی سیاحت

۶۸-۱۶۵۵ع

باہتمام و نگرانی

جناب شمس العلما مولوی سید علی صاحب بلگرامی بی اے - بی ایل ایف جی ایس

اسوشیئٹ رائل اسکول آف مائنس لندن

ممبر آف دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹین اینڈ آیرلینڈ

ممبر آف دی فیڈریٹیڈ انسٹی ٹیوشن آف مائننگ انجنیرس

ممبر ایشیاٹک سوسائٹی بنگال و بمبئی

بی ایل گولڈ میڈلسٹ کلکتہ یونیورسٹی

ممتحن سنسکرت مدراس یونیورسٹی وغیرہ وغیرہ

معتمد تعمیرات و ریلوے و معدنیات سرکار نظام

سررشتہ علوم و فنون سرکار عالی مین ترجمہ ہوا

در مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان جوفی طبع ہوا

۱۸۹۷ع

سلسلۂ آصفیہ

جلد دوم

دکن میں موسیو تھیونو ایک فرانسیسی کی سیاحت

۱۷۵۵-۶۹ء

باہتمام و نگرانی

شمس العلما مولوی سید علی صاحب بلگرامی بی اے بی ایل ایف جی ایس

اسوشئیٹ رائل اسکول آف مائنس لندن

ممبر آف دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹین اینڈ آئرلینڈ

ممبر آف دی فیڈریٹیڈ انسٹی ٹیوشن آف مائننگ انجینیرس

ممبر ایشیاٹک سوسائٹی بنگال و بمبئی

بی ایل گولڈ میڈلسٹ کلکتہ یونیورسٹی

ممتحن سنسکرت مدراس یونیورسٹی وغیرہ وغیرہ

مہتمم تعمیرات و ریلوے و معدنیات سرکار نظام

سررشتہ علوم و فنون سرکار عالی میں ترجمہ ہوا

در مطبع مفید عام آگرہ میں باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع ہوا

سنہ ۱۸۹۷ء

جس وقت پیروانِ دینِ اسلام نے عرب کے ریگستان سے قدم باہر نکالا اور
... کلمۃ اللہ سے فارغ ہوئے تو ان کی ترقی تمدنی کا پہلا کام یہ ہوا کہ مشرق و مغرب کے
علوم و فنون کو انہون نے زبان عربی کی فصاحت و بلاغت کا زیور پہنایا - اور جو بے بہا
قدیم تصنیفات یونان و روم کی اُجڑی ہوئی خانقاہون اور ہندوستان و ایران کے افسانہ
... کتابون مین چھپی ہوئی تھین اُن کو نہ فقط تلف ہونے سے بچایا بلکہ ترجمون کے
ذریعہ ... ان کو ایسے زمانون مین زندہ و سلامت رکھا جب یورپ جہالت کی تاریکی مین
... تھا اور انہی تراجم کی بدولت یورپ نے وہ جدید نشو و نما پائی جس کا نام تاریخ مین
... ۃ الثانیہ رکھا گیا ہے -

... سری صدی ہجری کا آغاز تھا کہ سنہ ۱۱۳ھ ہجری مین ہشام عبدالملک کے حکم سے

فارس کی سب سے مفصل تاریخ کا عربی مین ترجمہ کیا گیا۔ پھر رفتہ رفتہ اس صیغہ ترجمہ نے وہ وسعت حاصل کی کہ دنیا کی تمام قومون کا علمی ذخیرہ عربی زبان مین آگیا۔

اسلام کی حکومت اندلس مین بھی پھیلے یہی طریقہ جاری رہا اور اس کے بعد وہ علمی اور عملی تحقیقات ہوئین جن سے آج تک مسلمانون کا نام روشن ہے۔

تمدن اسلامی کی وہ فطرت جس کا بہت بڑا جز ترقی علوم وفنون ہے ہندوستان کے سلاطین مغلیہ مین بھی اعلی درجہ پر رہی البیرونی اور ابو الفضل و فیضی کے سے نامور علماو محققین نے ہندوستان ہی کے سلاطین اسلامیہ کے دربار مین نام و عزت حاصل کی۔

دکن کے سلاطین بہمنیہ بھی علم و ادب کے کم قدردان نہ تھے۔ انھین کے سایۂ عاطفت مین ابوالقاسم فرشتہ نے وہ بے نظیر تاریخ ہندوستان و دکن کی لکھی جو اس وقت تک بھی ایک بہت معتبر ذخیرۂ تاریخی ہے۔

دولت آصفیہ خلد اللہ تعالی نے بھی جو وقتاً فوقتاً ترقی علوم مین کوششین کی ہین وہ محتاج بیان نہیں ہین لیکن اس دولت ابد قرار مین اس وقت تک کوئی مستقل سررشتہ تراجم و تصنیفات کا جس کے ذریعہ سے علوم مغربیہ کی اشاعت زبان اُردو مین ہو سکے نہ تھا۔ الحمد للہ کہ مدار المہام وقت وزیر با تدبیر عالیجناب معلی القاب جناب نواب محمد فضل الدین خان سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک سر وقار الامرا بہادر کے سی آئی۔ ای وزیر اعظم ریاست دکن نے ایک صیغۂ علوم وفنون قایم فرمایا ہے جس سے غرض یہ ہے کہ مفید اور بکار آمد کتابین مختلف السنۂ یورپ سے اُردو زبان مین ترجمہ ہون

اور نیز جدید تصانیف و تحقیقات علمیہ اسی زبان مین شایع کرائی جائین جس سے اُردو زبان مین نہ فقط مضامین مختلفہ کے بیان سے وسعت تامّہ پیدا ہو بلکہ علوم و فنون و تاریخ کے زبان ملکی مین ہو جانے سے تعلیم قومی مین ترقی ہو۔

اس سر رشتہ کی نگرانی جناب شمس العلما مولوی سید علی صاحب بلگرامی بالقابہ کے سپرد کی گئی ہے جس سے پورا اطمینان ہو سکتا ہے کہ حسب امید یہ صیغۂ علوم و فنون ترقی کریگا اور عامۂ خلایق کو معتد بہ فواید حاصل ہونگے۔ جو کتابین اس صیغہ کی نگرانی مین مرتب ہونگی وہ سلسلۂ آصفیہ کے نام سے مشتہر کی جائینگی۔

اس سلسلہ کی پہلی کتاب سفر نامہ موسیو ٹیورنیر ہے جس کو ایک خاص مناسبت سلسلۂ آصفیہ کے ساتھ ہے کیونکہ موسیو ٹیورنیر نے سترہوین صدی کے وسط مین ممالک محروسہ سرکار عالی کے ایک بہت بڑے حصہ کا سفر کیا ہے جس کی سرگذشت اس کتاب مین لکھی گئی ہے۔

اس سلسلہ کی دوسری جلد یہی ہے جسمین موسیو تھیونو کے سیاحت کے اوس حصہ کا ترجمہ ہے جو دکن سے متعلق ہے۔

اسکی تیسری اور چوتھی جلدین جو تاریخ دکن کی دو ابتدائی جلدین ہین زیر طبع ہین جس مین سے تیسری جلد تقریباً چھپکر طیار ہو گئی ہے۔
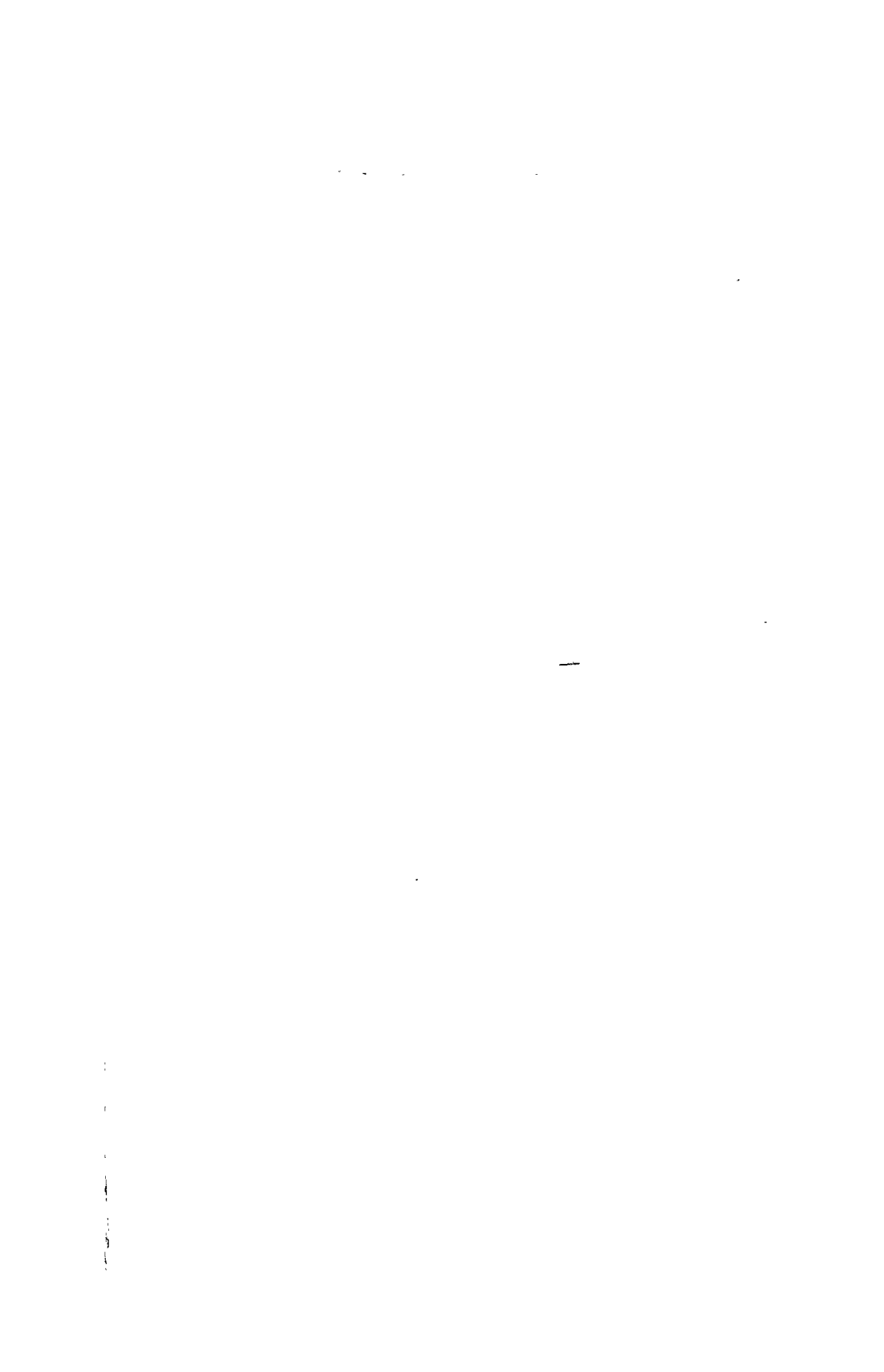
فہرست مضامین سیاحت موسیو تھیونو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلسَّفَرُ وَسِیْلَۃُ الظَّفَر سفر کے جو جو کچھ فوایدہین وہ ادنیٰ تامل سے ہر کسی شخص کے خیال
مین آسکتے ہین جنکے بیان کی چندان ضرورت نہین - گو اہل یورپ پندرہوین صدی عیسوی
سے ہی بڑے بڑے دور و دراز سفر کرنے لگے تھے - مگر جو جوش و خروش اوس کا عوام
مین سترہوین صدی مین جاکر پہیلا وہ پہلے کبھی نہین ہوا تھا - ہر قوم کے آدمی یہی چاہتے تھے
کہ ہم ہی پیش قدمی کرکے مشرق مین جاکر وہان کے حالات دریافت کرین اور وہان جو کچھ
خدا کی دولت لٹ رہی ہے اوس کی اطلاع اپنے اہل قوم کو دین ان سفرون کے نتایج
جو کچھ ان سیاحون کی نسلون کو حاصل ہوے وہ بالکل عیان ہین اون کو مسلمانون کی طرح یہان کی
صرف بادشاہی ہی حاصل نہین ہوگئی بلکہ صنعت و تجارت کے منافع اور برکات سماوی
اور دفائن و خزاین ارضی غرض کہ ان ممالک کے کل نفماے الٰہی جن پر کبھی کسی ماسبق کے

خیالات بھی نہ پہونچے تھے وہ بھی اسکے قبض و دخل مین آگئیں اور آتی جاتی ہین - اور
وہ دولت اور علم سے ایسے مالا مال ہو گیے ہین کہ اون کی دولت کو سنبھالنا اور اوس
علم کے بوجھ کو اوٹھانا اور پھر اوسی پر منفعت کے قابل کرنا اور غفلت کے عیش و سرور
مین نہ پڑنا بھی اونھین کا کام ہے -

اونھین سیاحون مین سے ایک شخص موسیو دی تھیونو فرانسیسی ہے جو ۶ - جون سنہ ۱۶۳۳ء
کو ایک شریف خاندان مین پیدا ہوا - اور نوار کالج جو پیرس دار السلطنت فرانس کی
یونیورسٹی سے متعلق تھا تعلیم پا کر اٹھارہ سال کے عمر مین فارغ التحصیل ہو گیا - چونکہ اس
زمانہ مین یورپ کے سیاح مشرقی ملکون کے سفرنامے لکھ رہے تھے اور اپنی اپنی سیر و
سیاحت کے حالات قلمبند کر کے ملک مین پھیلا رہے تھے یہ تحریرات موسیو تھیونو کی
نظر سے بھی گذرین - اوس کا مزاج ایک تو قدرت نے ہی محقق بنایا تھا دوسرے سیاحون
کی تحریرون نے اس کے دل مین شوق کی ایسی آگ بھڑکائی کہ اُس نے حب الوطنی کی
مضبوط زنجیرون کے بندھنون کو ڈھیلا کر دیا - اس نے صرف سفر کا ارادہ ہی نہین کیا بلکہ
سنہ ۱۶۵۲ء مین جب وہ صرف اونیس سال کا نوجوان تھا اور جو عمر کہ ہمارے ملک مین ابھی
کھیل کود کی سمجھی جاتی ہے اوس عمر مین وہ فرانس سے اس سفر پر روانہ ہوا جس کے
کارنامہ کو آج دو سو برس سے علما دیکھ دیکھ کر فوائد حاصل کر رہے ہین - سب سے زیادہ مشہور
اور ہونہار مقام اوسوقت انگلستان نظر آتا تھا پہلے وہ یہین پہونچا - مگر بہت جلد یہان
سے ہالینڈ کو چلا گیا - پھر یہان سے کولن اور فرینک فورٹ ہوتا ہوا راٹزبن روانہ ہوا
کہ وہان شاہی پارلیمنٹ دیکھے - پھر جرمنی کی سیر دیکھتا ہوا اطالیہ مین داخل ہوا اور کوہستان
ٹرال سے پہلے ویرونا مین اور پھر وینس اور لورٹیو مین جا کر شہر روم کی سیر کی یہان

پوپ انوسینٹ دہم کے مرجانے کی وجہ سے کچھ دن ٹھیرنا پڑا تاکہ رسوم تعزیت اور نئے پوپ کی تقریبات تہنیت کے دیکھنے کا اسے عمدہ موقع ملے - اب اوس نے سوچا کہ سفر تو کرنا چاہیے - مگر نہ ایسا جیسا ہمارے مشرقی ملکون کے بڑے بڑے سیاحون نے کیا اور اوس سے کچھ بھی نتائج حاصل نہ کیے اور آخر اسی مثل کے مصداق بنے "دو اتر جاؤ یا دکھن وہ ہی کرم کے لچھن ٹکڑے کھاے دن بہلاے کپڑے پھاٹے گھر کو آئیے" بلکہ سفر ہو تو ایسا ہو جس سے علم و ہنر حاصل ہو ملک اور اہل ملک کو فائدہ پہونچے یہ قانون قدرت ہے کہ جو شخص جس چیز کی تلاش کرتا ہو بشرطیکہ طاقت بشری سے خارج نہو اوسے ضرور مل جاتی ہے -

چہ خوش زد مثل شاہ گویندگان	کہ جویندہ گانند یابندگان

ملک اطالیہ کے اسے مشہور و معروف شہر روم مین اوسے موسیو ہربلو فرانسیسی ایسا شخص ملگیا جس نے اوس کے تمام دلی مقاصد مین جان ڈالدی موسیو تہیونو نے خود اس کی تعریف لکھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اوس زمانہ مین علوم محققہ اور واقفیت زبانہاے مشرقی کے لحاظ سے ایسا ذی علم تہا کہ یورپ بہر مین کوئی اوس کی لیاقت کو نہین پہونچتا تھا - فرانسیسی تو اوس کی مادری زبان تھی اوس کے سوا یونانی لاطینی - عبرانی عراقی سریانی عربی ترکی فارسی زبانون مین اوسے وہ کمال تھا کہ اہل اللسان بھی اوس کے آگے پانی بہرتے تہے - پھر اوسے یہ زبانین ہی صرف نہین آتی تہین بلکہ قدیم اور حال کی تاریخ وجغرافیہ مین بھی اوسے وہ مہارت تھی کہ بڑے بڑے متبحر عالم بھی اوس کے سامنے سر نیاز خم کرتے تہے موسیو تہیونو جیسا محقق جسے یہ نعمت غیر مترقبہ حاصل ہوئی بہلا کیون نہ اس سے فائدہ حاصل کرتا فوراً اس سے اتحاد پیدا کرلیا ادہر اس محقق نے بھی

موسیو صاحب کو اپنے مذاق کا شخص سمجھکر اپنا دوست بنالیا اور سفر کے قواید واضح طور پر
اس کے ذہن نشین کر دیے - پھر تو کیا تھا - دیوانہ کو ایک ہوس کرتی ہے - موسیو تھیو نو
نے اوسی کی رفاقت مین سفر کا ارادہ کیا - اور تاریخ بھی مقرر ہوگئی - مگر لِکُلِّ شَیٍٔ آفَتٌ وَلِلعِلمِ
آفَاتٌ موسیو ہرپلو کو کوئی ایسی ناگہانی ضرورت پیش آگئی کہ اوس کا سفر ملتوی ہو گیا -
مگر اس نوجوان کا جوش اسے کب نچلا بیٹھنے دیتا تھا دل مین تو سفر کے عشق کی آگ لگ چکی
تھی آخر ۳۱ - مئی ۱۸۵۵ء کو وہان سے چل کھڑا ہوا - اور ۱۰ - جون کو جزیرہ سسلی کے
شہر مسینا مین پہونچا - یہ پہلا مقام ہے جہان سے اوس نے اپنے سفر کے حالات
لکھنے شروع کیے ہین - پھر وہان سے ۲۴ جون کو روانہ ہو کر ۳۰ کو جزیرہ مالٹا مین آیا اور
موسیو ہرپلو کے انتظار مین ایک مدت تک وہان رہا - مگر جب اوس نے لکھ بھیجا کہ وہ
ابھی نہین آسکتا تو ۴ نومبر ۱۸۵۵ء کو وہان سے قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا اور ۱۳ -
ستمبر ۱۸۵۵ء کو کئی جزیرے راستہ کے دیکھتا ہوا وہان جا پہنچا - اور ۳۰ - اگست ۱۸۵۶ء
تک وہان رہا - وہان رہ کے اس عرصہ مین جو حالات اس نے نہایت عمدگی اور تفصیل
سے قسطنطنیہ کے لکھے ہین قابل دید ہین - پھر یہان سے برسا - سمرنا ہوتا ہوا
جزیرہ چیو مین ۱۱ - اکتوبر کو داخل ہوا - اور ۱۵ نومبر کو یہان سے روانہ ہو کر جزیرہ سوماس
مین اور وہان سے ۲۹ - کو جزیرہ روڈز مین اور ۲۸ - دسمبر کو یہان سے روانہ ہو کر یکم جنوری
۱۸۵۷ء کو سکندریہ مین آیا - اور ۶ - جنوری کو رزتا ہوتا ہوا قاہرہ مین داخل ہوا
یہان کے معمولی روزمرہ کے واقعات کے علاوہ اس نے جس خوبی سے یہان کے عجائب وغرائب کا
نقشہ کھینچا ہے وہ کچھ ایسا دلکش اور پُر لطف ہے کہ دیکھکر چھوڑنے کو جی نہین چاہتا - آخر
ایک سال رہکر ۱۷ - جنوری ۱۸۵۸ء کو قاہرہ سے سوئیز مین آیا پھر وہان سے ۲۵ جنوری

کو جبل موسی یا کوہ طور کو روانہ ہوا اور ۳۰ - کو منزل مقصود جا پہونچا اور ۴ - فروری کو
سوئیز پہر سوئیز سے ۱۴ - فروری کو قاہرہ واپس آگیا - پہر ۲۳ - مارچ کو شہر قدس کا
ارادہ کیا - اور ۱۲ - اپریل کو وہان داخل ہوا - پہر ۵ - مئے کو ایکہ اور ۸ - مئی کو ناصرہ
مین پہونچکر ۱۲ - کو پہر ایکہ ہی مین چلا آیا - پہر ۱۹ - مئی کو ایکہ سے دمیاط اور ۴ - جون کو
دمیاط سے روانہ ہو کر قاہرہ مین ۱۰ جون کو داخل ہوا - چونکہ اب سات برس سفر کرتے
ہوئے گذر گیے تھے اسے کیا تو اپنا وطن یاد آرہا تہا یا کچھہ ایسی ضرورت پیش آئی جس سے
اوس نے فرانس کے جانے کا ارادہ کیا - اور ۳ - جنوری ۱۶۵۹ء کو قاہرہ سے ابوقیر اور
وہان سے ٹونس پہونچکر ۲۶ مارچ کو یہان سے ایک انگریزی جہاز مین کوچ کیا - راستہ مین اس نے
انگریزون اور اسپین والون کی بحری جنگ کی بھی خوب سیر کی جسمین انگریز فتحیاب ہوئے تہے
پہر لیگہارن مین پہونچکر اٹلی کے اون شہرون کو دیکھتا ہوا جو اوس کے پہلے سفر مین رہگیے تھی
اپنے وطن مالوفہ فرانس مین بخیریت جا پہونچا -

اس سفر مین اسے کچھہ بہت بڑا تجربہ ہوا تھا کیونکہ زیادہ تران ہی حالات کی نسبت اسے
کچھہ علم حاصل ہوا تہا جو اس نے اٹھارہ برس کی عمر تک مدرسہ مین پڑہے تہے یہ اتنے
مفید نہین تھے کہ ان سے سیاحی کے اعلی نتائج پیدا ہو سکتے اس نظر سے وہ اپنے وطن
مین چار برس سے زیادہ نہ ٹہرا اور آخر خوب لکھہ پڑہکر اور اعلیٰ درجہ کی تعلیم حاصل کر کے ایسے
بڑے سفر کی تیاری کرنے لگا جو پہلے سے زیادہ دور دراز اور صعب تھا - معلوم ہوتا ہے
کہ اس کے رشتہ دار اور دوست اوس کے سفر پر راضی نہ تھی اس لیے اوس نے خفیہ خفیہ سفر کے ہی سامان
نہ کیے بلکہ اپنے سفر خرچ کا بھی کامل طور پر بندوبست کرلیا کہ کسی قسم کی دقت نہ پڑے - غالباً کسی امیر
نے اوس کی تنخواہ مقرر کر دی ہوگی - اب اوس نے بظاہر چند روز کے لیے برگندی کے

سفر کا بہانہ کیا اور اپنا ما فی الضمیر بغیر کسی کے کہے سنے ۱۶۔ اکتوبر ۱۶۶۳ء کو پیرس سے ایران اور ہندوستان کے سفر کے ارادہ سے چل کھڑا ہوا اور مارسلیس سے جہاز مین بیٹھکر بحر روم کے بعض کنارے کے مقامات کو دیکھتا ہوا ۱۴۔ فروری ۱۶۶۴ء کو سکندریہ مین داخل ہوا۔ اور ۲۸ کو وہان سے کوچ کرکے بندر سعید و بیروت وغیرہ مین ہوتا ہوا ۲۸ مارچ کو دمشق مین پہونچا اور پہر ۲۱۔ اپریل کو یہان سے روانہ ہوکر ۳۰۔ کو حلب مین داخل ہوا۔ دو مہینے یہان ٹہرکر ایک قافلہ کے ساتھ موصل روانہ ہوا۔ اور بہت سے دیہات و قصبات مین سیر کرتا اور حضرت الیاس علیہ السلام کے حجرے اور بادشاہ نمرود کے تخت اور جہان حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ مین ڈالے گیے تھے اوس مقام کو اور نیز چاہ اور مزار حضرت ایوب علیہ السلام کو دیکھتا ہوا دیار بکر پہونچا۔ اور پہر ۲۶۔ جولائی کو موصل مین داخل ہوا۔ یہان سے ۸۔ اگست کو چلکر ۱۶۔ کو حضرت امام موسیٰ رض اور امام اعظم کے مزارون پر ہوتا ہوا بغداد مین جاکر قیام کیا۔ اور چار ہی دن کے بعد ۲۰۔ اگست کو ہمدان ایک قافلہ کے ساتھ کوچ کیا۔

یہان سے سلطنت روم جسے اہل یورپ ترکی کہتے ہین تمام ہو گئی اور موسیو تہیونو سلطنت فارس مین داخل ہوا۔ راستہ مین بہت سے مقامات کو دیکھتا بہالتا اور حالات قلمبند کرتا ۱۰۔ ستمبر ۱۶۶۴ء کو ہمدان پہنچا۔ اور پہر ۲۰۔ ستمبر کو چلکر یکم اکتوبر ۱۶۶۴ء کو اصفہان پہونچ گیا۔ یہان کے حالات بہی اوس نے بڑے شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہین۔ پانچ مہینے یہان قیام کرکے ۲۴۔ فروری ۱۶۶۵ء کو شیراز روانہ ہوکر ۱۲۔ مارچ کو اوسمین جا ڈیرہ ڈالا۔ لیکن یہان سے بہت ہی جلد ۱۶۔ مارچ کو چل کھڑا ہوا۔ اور لار ہوتا ہوا ہندوستان کے ارادہ سے بندر عباس مین آیا۔ مگر یہان کل چھہ جہاز تھے۔ چار ڈچ لوگون کے ایک

مسلمانون کا اور ایک ارمینون کا۔ ڈچون نے تو فرانسیسیون کو ہندوستان مین لانے کی ہی قسم کہائی تہی۔ مسلمانون کے جہاز مین تہیونو سوار نہوا۔ کیونکہ جہاز کے ناقص ہونے کی وجہ سے یہ اندیشہ تھا کہین سیواجی جو آجکل دکن کے مغرب مین بحری اور خشکی کے راستون لوٹ مار کر رہا تہا مبادا جہاز کو کوئی نقصان پہونچا یے ارمینون کے جہاز مین جگہہ نہ تہی سوا اس کے جہاز کا ماسٹر ایک ڈچ تھا۔ اور تہیونو نے ٹیورنیر کی وساطت سے سنا تھا کہ وہ فرانسیسیون کو لیجانے سے انکار کرتا ہے۔ اس لیئے مجبوراً تہیونو یہان سے پہر شیراز واپس آیا۔ اور راہدارون کے خوف سے انگریزون کی چٹہی لیکر انگریزی بھیس مین یکم مئی تک وہان پہونچ گیا۔ اور ۲۸ ستمبر کو پہر وہان سے نکل کہڑا ہوا اور جہاز مین سوار ہوکر ۱۷ اکتوبر کو بصرہ جا پہنچا۔ یہان سے ۶ نومبر کو ایک ارمنی جہاز مین سوار ہوکر جانب ہندوستان روانہ ہوا اور سمندر کے عجائبات وغیرہ کو لکہتا لکہاتا ۱۰ جنوری ۱۶۶۶ء کو بندر سورت مین آداخل ہوا۔ پہر یکم فروری کو احمدآباد گجرات اور وہان سے ۱۶ فروری کو کہمبات جاکر پہر سورت کو لوٹ آیا۔ اب یہان سے ہندوستان کے وہ اکثر مقامات مین پہرا۔ اور بڑی شرح وبسط سے حالات لکہے۔ مگر جسطرح اوس نے اپنے پہلے سفرون کی روانگی اور پہونچنے کی تاریخین لکہی ہین۔ اس سفر مین اس قسم کی کوئی ترتیب نہین دی بلکہ یہ بہی نہین لکہا کہ وہ کسی مقام پر گیا یا نہین صرف اون کے حالات لکہدیے ہین۔ اور حالات کی تفصیل اور ترتیب کی جو کیفیت ہونی چاہیے وہ نہین ہے۔ یہ ضروری امر تھا کہ اوس کے سفرنامہ کے پہلے حصہ سے یہ حصے بہتر ہوتے مگر ایسا نہین ہے اس کی وجہ ہم آیندہ لکہینگے۔ غرض اوس کے سفر ہند کا سلسلہ قیاساً اوس کے سلسلہ تحریر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سورت سے آگرہ گیا۔ مگر راستہ کا حال اپنی عادت کے خلاف اوس نے

کچھ بھی نہین لکھا ہے - پھر آگرہ سے دہلی اور وہان سے اجمیر اور اجمیر سے سندہ
اور وہان سے براہ ملتان قندہار کابل کشمیر ہوتا ہوا لاہور پہونچا - پھر یہان سے
اودہ الہ آباد ہوتا ہوا بنگالہ جا کر صوبہ مالوہ مین چلا آیا - یہان سے اوس نے براہ
برہانپور سورت اورنگ آباد آکر مالابار اور دکن کی سیر کی اور پھر سورت واپس چلا آیا
ان مقامات کے حالات جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا اوس نے اسی سلسلہ سے لکھے ہین مگر
راستون کا اسقدر کم ذکر کیا ہے جسے بمنزلہ نکرنے کے سمجھنا چاہیے - جس سے یہ بھی نہین
کھلتا کہ آیا وہ ان سب مقامات مین گیا بھی ہے یا نہین - لیکن مقام سورت سے فروری
سنہ ۱۶۶۸ء مین اس نے ہندوستان کو الوداع کہا - اور بندر عباس مملکت فارس
مین پہونچکر شیراز چلا گیا - یہان اتفاق سے اسکی ران مین اسکے ہی طپنچہ کی گولی لگ گئی
اور جب اوسے یہان جراح بہم نہ پہونچا تو علاج کی غرض سے وہ اصفہان آیا - یہان
چار پانچ مہینے رہکر جب زخم اور ماندگی سے آرام ہو گیا تو ۲۵ - اکتوبر سنہ ۱۶۶۸ء کو یہان سے
کوچ کیا - اور براہ کاشان قم مین پہونچکر بیمار ہو گیا - ایسی سخت بیماری مین بھی اس کا قدم
نہ ڈگا رستہ کے شداید جھیلتا ہوا گو ساوہ مین داخل ہوا - مگر طاقت جواب دے چکی تھی
اس ناتوانی مین بیچارا کچھ حالات قلمبند نہ کر سکا - آخر گرتا پڑتا ۱۶ - نومبر کو ایک گانون فرنگ
مین پہونچا - جب یہان سے بھی آگے تیس ۳۰ کوس بڑھکر وہ ایک گانون میانہ مین وارد ہوا
جو اوس کے آخری منزل تھی - تو اوسے عین عالم شباب مین جب کہ اوس کی چونتیس ۳۴ برس
کی عمر تھی ناگہانی وہ سفر آخرت پیش آگیا جس سے آگے پھر کوئی سفر نہین کر سکتا -
اس مین شک نہین کہ تھیونو سے کہین بڑے بڑے سیاح اور جہانیان جہان گشت اعلی
درجہ کے تجربہ کار لایق و فایق شخص جنہون نے اپنی قوم اپنے ملک بلکہ تمام عالم کو ترقی دینے

اور سرسبز کرنے کے لیے محنتین کین سختیان اوٹھائین مصیبتین جھیلین اور اس دار فانی
مین آئے اور گذر گیے مگر ان کے کارنمایان عالم کی پیشانی پر سنہری حرفون سے کندہ ہین
اور جن کے نتائج خیز کوششون کی زمانہ داد دے رہا ہے اور جو ہمیشہ اس دنیا مین زندہ
رہین گے گو وہ ہمین آنکھون سے نہین دکھائی دیتے۔ مگر ان کا ذکر ہر وقت نوک
زبان رہتا ہے۔ اسلیے ہمین لازم ہے کہ اگر اون مین سے کسی کا نام ہمین معلوم ہوجائے
تو اوسے قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھین اور یاد کرین موسیو تھیونو نہ تو کوئی تاجر تھا
جو اپنی تجارت کی غرض سے آیا ہو اور نہ کسی بادشاہ کا سفیر نہ کمپنی کا ملازم تھا جو سفارت
یا خدمت بجالانے کے لیے اوس نے سفر کیا ہو۔ بلکہ وہ صرف اس غرض سے آیا تھا
کہ دنیا مین علم کو ترقی دے۔ اور جابجا سے ذخیرہ معلومات اکٹھا کرے۔ ان معلومات
کے فراہم کرنے کا اوسے اتنا شوق تھا کہ اوس نے اپنے اقارب دوست آشنا چھوڑے
وطن کے آرام کو ترک کیا۔ ملک در ملک پھرا کوہ و دشت چھان ڈالے اور علوم ریاضی ہیئت
اور فلسفہ کے سوا انگریزی لاطینی پرتگالی ترکی عربی فارسی ہندوستانی مالاباری
اور تلنگی زبانین سیکھین۔ ساتھ ہی ان ملکون کی تاریخ و جغرافیہ مین کمال پیدا کیا۔ اور ایسی سخت
محنتین کین کہ اس تک و دو مین جب کبھی کسی منزل پر پہونچتا تو حالات کی جستجو مین جابجا
دوڑتا پھرتا اور جگہ جگہ ہر کس و ناکس سے واقعات کو پوچھتا اور جب تک ہر روایت کو اپنی
عقل کی کسوٹی پر رکھکے نہ پرکھ لیتا کبھی اپنے روزنامچہ مین درج نکرتا۔ اسی وجہ سے جس
مضمون کو اس نے بیان کیا ہے اس تفصیل اور عمدگی سے اسکا نقشہ کھینچا ہے کہ کوئی
ضروری بات درج ہونے سے نہین رہی جس واقعہ کو لکھتا ہے اسکی ہو بہو تصویر کھینچکر
دکھا دیتا ہے۔ سیاحون کے لیے اوس کی تحریر رہنما کا کام دیتی تھی آخر اس نے

اس ہی تحقیق اور گران مایہ کام پر عین عالم جوانی مین اپنی لعل سی جان نثار کردی اور قبل
از وقت دنیا سے رخصت ہو گیا۔

موسیو تھیو نو کا سفر نامہ تین حصون پر منقسم ہے۔ ہر ایک حصہ مین کیے کیے مقالے ہے
اور ہر مقالہ مین کیے کیے باب ہین۔ پہلا حصہ روم اور مصر کے بیان مین ہے۔ دوسرے
حصہ مین فارس کے ملک کا حال ہے۔ تیسرے مین ہندوستان کی کیفیت درج
ہے۔ پہلے حصہ کو اوس نے مصر سے واپس آکر پیرس مین خود ہی مکمل کر کے چھپنے کو
دیدیا تھا۔ باقی دو حصے اوس کی زندگی مین نہ چھپ سکے۔ مرتے وقت اس نے ایک
شخص سے وصیت کی کہ میرے سفر نامے میرے بعد ضرور شایع کر دے جائین چنانچہ اسکی
وصیت کے موافق اس کے سفر نامے شایع کر دے گیے۔ گو اڈیٹر نے نہایت کوشش کی
ہے کہ تھیو نو کے الفاظ جون کے تون بنے رہین۔ لیکن یہ یقین کامل ہے کہ اگر تھیو نو کی
زندگی وفا کرتی تو اسکا چھپتے وقت کچھ اور ہی رنگ و روپ ہوتا اور اوس کے بیاض سے
کچھ اور ہی جلوہ دکھائی دیتا اسپر بھی وہ ایسے دلچسپ ہین کہ اون کے سامنے کسی اچھے
سے اچھے ناول مین بھی دل نہین لگتا۔ اور فائدہ رسانی مین وہ ایسے مفید ہین کہ اگر ہم مین
لیاقت ہو تو اوس سے بے انتہا دولت اور علم حاصل کر سکتے ہین۔ اس کے سوا تھیو نو نے
اپنے سفر یورپ کے حالات بھی لکھے تہے اور اونہین صاف بھی کرا لیا تہا اور پہلے حصہ کے
چھاپنے کے وقت وہ موجود بھی تھے۔ مگر اوس نے اس سبب سے نہ چھپوائے کہ وہان
کے حالات کو اہل یورپ بخوبی جانتے تھے۔ علاوہ برین ہندوستان مین سے اوس نے
ایک اور بڑی چیز جمع کی تہی۔ یہان کے نباتات کے حالات پانچ جلدون مین لکھے تھے
اور اوس مین وہ علمی لیاقت خرچ کی تہی جو یادو شاید۔ جہان کسی درخت کا حال لکھا ہے

وہان اصل درخت سے ایک شاخ پتون اور پہلون سمیت توڑ کر ایک صفحہ پر لگا دی ہے اور تمام پہول پتیون پنکہڑیون کا بیان درج کیا ہے - یہ دونون کتابین اڈیٹر کے پاس موجود نہین اور دنیا سے اوسی طرح معدوم ہوگئین جیسے اور بے انتہا آدمیون کی محنتین برباد اور اون کے نتایج نیست و نابود ہو گئے ہین - ایک انگریزی شاعر نے کیا خوب کہا ہے - بہت سے گوہر بے بہا قعر سمندر مین چہپے پڑے ہین مگر کوئی نہین جانتا بہت سے خوشبودار گل کہلتے ہین اور اپنی عطر بیز خوشبوؤن کو جنگل کی ہواؤن مین برباد کر دیتے ہین مگر کوئی بہی ان سے اپنا دماغ معطر نہین کرتا -

تہیونو کے سفرنامہ کے تینون حصہ کا ترجمہ فرانسیسی سے انگریزی مین ایک شخص مسٹر اے لیول نے ١٦٨٧ء مین کر کے چہاپا ہے - جس کو دو سو برس سے زیادہ ہو گئے ہین - انگلستان کے تمام اہل علم اوس کو پڑہتے اور فائدہ اوٹہاتے ہین - اس کی تقطیع بڑی اور ٥٠٠ صفحے ہین - اس قدر بڑی کتاب کا ترجمہ دکن کی ضرورتون سے زیادہ سمجہکر ہم نے نہ کیا - صرف وہی حالات اوس مین سے ہم نے منتخب کر لئے ہین جو دکن کے متعلق ہین -

سیاحت موسیو تھیونو فرانسیسی ممالک دکن مین

مقالہ اول

باب چہل و دوم

صوبۂ خاندیس

صوبۂ خاندیس مالوہ کے جنوب مین ہے ۔ مغلون نے اسے حال مین فتح کر کے برار اور اُڑلیسہ کے مفتوحہ حصہ کو بھی اس مین شریک کر لیا ہے ۔ یہ صوبے نہایت وسیع ہین ان مین جتنے شہر اور قریے ہین بڑے آباد اور زرخیز ہین ۔ کہ ان کے برابر مغلون کی عملداری مین دولتمند ملک بہت کم نظر آتے ہین ۔ اوس یادداشت سے جس مین سے مین نے ان ملکون کی آمدنی لکھی ہے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ دو کرور ستر لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ اس صوبہ کی آمدنی ہوتی ہے ۔ اس صوبہ کا دارالحکومت برہانپور ہے ۲۸ درجہ عرض بلد پر یہ شہر واقع ہے ۔ اور سورت سے قریب اسّی کوس کے ہے ۔ اس کا صوبہ دار شاہی خاندان مین سے ہوا کرتا ہے ۔ چنانچہ اورنگ زیب خود یہان کا صوبہ دار رہا ہے ۔

اس مقام پر ڈی لابولای اور سیبنر فرانسیسی ایسٹ انڈیا کمپنی کے کارپرداز برہانپور کے بنئیون کے پاس سفارشی خطوط لائے تھے ۔ مگر حماقت سے اون سے ہی بگاڑلی ۔ جب یہ لوگ برہانپور مین پہونچے تو بنئے تھالیون مین مٹھائی رکھکر اور کچھ روپیہ ہاتھون مین لیکر اون کے پاس آئے ۔ یہ بھلے مانس اس ملک کے دستور سے ناواقف تھے کہ جس

سے نئے شخص کی یہ عزت کرتے ہین اوسے اسی قسم کا نذرانہ دیا کرتے ہین یہ حضرات سمجھے
کہ انہون نے ہمین محتاج جانا ہے کہ کچہہ مٹھائی اور روپیہ غرض پچیس تیس روپیہ
کی مالیت ہمین لا کر دی ہے اس خیال سے وہ یکایک برافروختہ ہو گیے اور خواہ
مخواہ بنیون کو گالیان دینے لگے اور قریب تہا کہ انہین مارین جس سے وہ سخت آفت
مین پہنس جاتے مگر خیر ہوئی کہ اسباب ایسے مہیا ہو گیے کہ یہ آفت اوپر کی اوپر ٹل گئی
اگر اون کو اس ملک کے دستور سے واقفیت ہوتی تو اون کو چاہیے تہا کہ روپیہ لے
لیتے اور پہر بنیون کو کچہہ تہوڑے سے تحفے تحایف دیکر اون کا معاوضہ کر دیتے اگر وہ
چاہتے کہ کچھ تحفے تحائف ندین۔ اور ایسا لین دین نہ کرین تو وہ اوسے لے لیتے اور پہر واپس
کر دیتے۔ اور اگر یہ بھی نہ کرتے تو اس نذرانہ کو صرف ہاتہہ ہی لگا دینا اور شکریہ ادا کر دینا کافی تہا۔

جس زمانہ مین کہ مین برہانپور پہونچا وہ دن نہایت خراب تہے بارش شدت سے ہو رہی
تہی۔ شہر کے نشیبی راستون مین بالکل پانی بہرا ہوا تہا۔ گویا بالکل ندیان بہری تہین۔
برہانپور ایک بڑا شہر ہے اور ایک ناہموار زمین پر آباد ہے۔ بعض سڑکین بہت اونچی ہین
اور بعض بہت نیچی۔ یہان تک کہ اگر کوئی شخص اوپر کی سڑک پر سے نیچے کی سڑک کو
دیکہے تو نیچے کی سڑکین اوسے مثل خندقون کے دکہائی دینگی یہ نشیب و فراز اس کثرت
سے ہے کہ انسان چلتے چلتے تہک جاتا ہے۔ مکان کچہہ خوبصورت نہین ہین اکثر
مٹی کے بنے ہوئے ہین۔ مگر کہپریل کے کہپرون (۱) پر رنگ کیا ہوا ہے اور چہتون پر قسم

(۱) یہ کہپرے غالباً کچی چینی کے ہونگے جو ہندوستان مین ایک عرصہ دراز سے بنتے ہین اور اب اس
انگریزی چینی کے برتنون کے سامنے اوس کا رواج بس چند ہی مقامات پر رہ گیا ہے۔ پچاس برس پہلے
ہندوستان مین اسی کے برتن بہت خوبصورت بنتے تہے۔

قسم کی رنگ آمیزی ہو رہی ہے ۔ جب یہ رنگ بڑے بڑے اور اقسام اقسام کے درختون کی سبزی مین ملکر جو شہر مین ہر جگہہ نہایت کثرت سے نظر آتے ہین عجیب لطف پیدا کرتے ہین ۔ دو کاروان سرائین ہین ایک مین تو مسافر قیام کرتے ہین اور دوسری مین بادشاہ کا خزانہ رہتا ہے جو اس صوبہ سے وصول ہو کر آتا ہے ۔ یہ مسافرون کی سرا دوسری سرا سے کہین بڑی ہے ۔ اور مربع شکل کی بنی ہوئی ہے دونون سراؤن کا رخ ایک میدان کی طرف ہے ۔ یہ میدان بڑا وسیع ہے ۔ کم از کم پانچ سو قدم لنبا اور ساڑھے تین سو قدم چوڑا ہوگا ۔ لیکن یہ سب میدان کچھہ خوشنما نہین ہے ۔ کیونکہ اوسمین کچھہ بڑے بڑے جھونپڑے پڑے ہوئے ہین ۔ اور وہان ترکاری اور میوہ فروش بیٹھتے ہین ۔

اسی میدان سے قلعہ کو راستہ جاتا ہے ۔ اس قلعہ کے بڑے دروازہ کی دونون طرف دو بڑے بڑے برج ہین ۔ اوس کی دیوارین چھہ سات فیدم(۱) اونچی ہین ۔ اور چارون طرف شہر پناہ بنی ہوئی ہے ۔ اس مین کچھہ کچھہ فاصلہ پر عظیم الشان گول برج ہین جو دیوار سے بہت آگے کو نکلے ہوئے ہین ۔ اور ان کا قطر قریب قریب تیس تیس قدم کے ہے ۔ اسکے اندر شاہی محلات ہین وہان کوئی شخص بلا اجازت نہین جا سکتا ۔ دریاے تاپتی شہر کے مشرق کی طرف بہتا ہے ۔ اور قلعہ کی ایک جانب بالکل دریا کے سامنے کو ہے ۔ یہان دیوارین کامل آٹھ فیدم اونچی ہین ۔ اون کے اوپر خوبصورت بالاخانے بنے ہوئے ہین جب کبھی بادشاہ برہانپور مین ہوتا ہے تو وہان آکر بیٹھتا ہے ۔ اور تماشا دیکھا کرتا ہے یہان دریا مین ہاتھیون کی لڑائی بادشاہ ملاحظہ کرتا ہے یہان ایک پورا ہاتی پتھر کا بنا ہوا ہے ۔

(۱) فیدم چھہ فیٹ کا ایک پیمانہ ہوتا ہے ۔

سرخ سا چمکتا پتھر ہے - اوس کا پچھلا دھڑ پانی مین ہے - اور بائین طرف کو جھکا ہوا ہے یہ ہاتی جس کی یہ مورت بنی ہوئی ہے اسی جگہ شاہ جہان اورنگ زیب کے باپ کے سامنے مرگیا تھا - یہ ہاتی شاہ کا بہت پیارا تھا اوسی وجہ سے بطور یادگار اس کی مورت بنوادی ہے - اب ہندو اپنے دیوتاؤن کی طرح اوس پر اقسام اقسام کے رنگ لگایا کرتے ہین -

برہانپور مین سب لوگ تاپتی کا پانی نہین پیتے وہ پانی کچھ کھاری سا ہے یہان میدان مین ایک بڑا مربع حوض بنا ہوا ہے ایک چشمہ سے اوس مین بڑی دور سے پانی آتا ہے اور چونکہ نالہ جو اس حوض تک گیا ہے سرا مین ہوکر جاتا ہے اس لیے سرا سے والے بھی وہ ہی پانی پیتے ہین - پھر یہان سے وہ زمین کے نیچے ہی نیچے اوس بڑے حوض تک چلا جاتا ہے - پانی کا اس قدر خرچ ہے کہ یہ حوض رات مین کئی مرتبہ خالی ہو جاتا ہے - مگر پھر بھر جاتا ہے - اور اون کو پانی کی کچھ تکلیف نہین ہوتی اس دریا کی دوسری طرف کثرت سے مکانات ہین - اور اس قدر ہین کہ اگر اونہین دوسرا شہر کہین تو بیجا نہین ہے -

اس صوبہ کی بڑی تجارت کی چیز روئی کا کپڑا ہے - اور برہانپور مین اوس کا لین دین ایسے ہی ہوتا ہے جیسے ہندوستان کی اور بڑی بڑی منڈیون مین اور چھینٹین بھی وہان ایسے ہی ہوتی ہین جیسے اور جگہ ہوتی ہین - مگر سفید کپڑا یہان کا بہت ہی اچھا ہوتا ہے - کیونکہ اوسے طلائی اور نقرئی تار ملاکر بنتے ہین جس سے وہ نہایت خوشنما ہو جاتا ہے - امیر اوس کے برقع اوڑھنیان رومال ڈوپٹے بناتے ہین - مگر یہ سفید طلائی اور نقرئی کپڑے بہت گران ہوتے ہین - غرض کہ ہندوستان مین میرے نزدیک کپڑے کی تجارت کے لحاظ سے کوئی ملک اس سے بڑھکر نہین ہے - یہان چاول اور نیل

بھی کثرت سے پیدا ہوتا ہے اور انہین اجناس کی تجارت اوڑیسہ اور برار وغیرہ اور اس صوبہ کے اور شہرون مین بھی ہوتی ہے۔

باب چہل وسوم

صوبۂ بالاگھاٹ

بالاگھاٹ مغلون کا ایک نہایت زرخیز صوبہ خاندیس کے جنوب مین واقع ہے۔ اوس سے اونھین دو کرور پچاس لاکھ روپیہ سالانہ محاصل وصول ہوتا ہی جب سورت سے اورنگ آباد کو جانا چاہین جو اس صوبہ کا دار الحکومت ہے تو دامن گھاٹ سے سیدھے مشرق کو جاتے ہین اور پھر جنوب مشرق کو لوٹ کر صوبہ جات بکلانہ اور تلنگانہ مین گذرنا پڑتا ہے۔ کچھ حصہ تو مین نے بالاگھاٹ کا اوس وقت دیکھا تھا کہ جب مین گولکنڈہ کو گیا تھا۔ اوس وقت مین نے دو رتھ کرایہ کیے تھے۔ ایک تو مین نے اپنے لیے اور دوسرا اپنے آدمیون اور اسباب کے واسطے۔ کرایہ فی رتھ ۷ اکراون[1] ماہوار ٹھیرا تھا۔ اور دو خدمتگار نوکر رکھے تھے جن مین سے ہر ایک کو دو کراون ماہانہ اور ڈھائی پنیس ہر روز خوراک کے واسطے دیتا تھا یہی یہان کا دستور ہے۔ یہ لوگ اپنے آقا کے رتھ یا گاڑی کے ساتھ ہمیشہ رہتے ہین تاکہ جب پہیا بڑے راستہ مین ادہر ادہر لڑکے تو اوسے سنبھالین۔ جب کوئی شخص کہین کھانے پینے کے لیے ٹھیرے تو یہ لوگ باورچیخانہ سے باہر سب کام کرتے ہین۔ مگر وہ ایسا کھانا نہین پکایا کرتے جو ان کے مذہب مین کھانا ناجائز ہے۔ غرض کہ وہ اور سب

(۱) کراون پانچ شلنگ یا پانچ روپیہ خالی کا اور پنیس سوا آنے کے قریب ہوتا ہے۔

کاموں مین بہت اچھے ہین اور خوب کام کرتے ہین - جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے
وہ مول لے آتے ہین - اور اپنے آقا کے مال و اسباب کی خوب نگرانی کرتے ہین
اور رات بھر پہرہ دیتے ہین علاوہ تلوار - خنجر اور بندوق کے تیر کمان اور برچھی بھی اونکے
پاس رہتی ہے اور ہر دشمن کے مقابلہ کرنے کے لیے ہر وقت مستعد رہتے ہین یہہ
خدمتگار ہندو مسلمان دونوں ذات کے ہوتے ہین - ہندؤن مین راجپوت خدمتگار
اکثر دیکھے گیے ہین - ہم راجپوتون کو نوکر رکھتا تھا - کیونکہ یہ لوگ مسلمانون کی بہ نسبت
زیادہ کام کے ہوتے ہین - مسلمان مغرور ہوتے ہین اور اگر وہ کسی قسم کی دغابازی اور
فریب کرین تو اون پر نالش کرکے انتقام[1] لینا دشوار ہے - مین اس وقت موسیو بیزن ایک

(۱) اگر کسی خاص موقع اور زمانہ مین اسلام کی عملداری مین مسلمانون کے ساتھ مقدمات دیوانی فوجداری مین ایسی
بیجا رعایت روا رکھی گئی ہو تو اوس سے قطعی انکار نہین ہوسکتا - مگر علی العموم جیسا موسیو تھیونو نے لکھدیا - یہہ
اونکا خیال مسلمانون کی نسبت محض غلط ہے اور غالباً اس سبب سے پیدا ہوا ہے کہ اہل یورپ اپنی قوم کی اسیطرح
پاسداری کیا کرتے ہین - مسلمانون کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اون کے قاضی اور مفتی ہمیشہ بلا رو رعایت قضایا کو
فیصل کرتے رہے ہین - اور تمدنی اور معاشرتی حقوق مین اونھون نے کبھی تعصب مذہبی کو کام نہین فرمایا - مسلمانون
کے مغرور ہونے کی نسبت جو موسیو تھیونو کی راے ہے وہ بالکل صحیح ہے اوسوقت تو وہ برسر حکومت تھے
یہ فطرتی بات تھی کہ وہ مغرور ہوتے مگر اب بھی وہ غرور سے خالی نہین ہین گو رسی جل گئی مگر بل نہین
گیا ہے - لیکن ہم اسوقت اس اون کے غرور کو ایک عمدہ صفت سمجھتے ہین بلکہ اس کو دوسرے
الفاظ مین یون لکھتے ہین کہ وہ صاحب غیرت اور اپنی عزت کے پابند ہوتے ہین اور جب تک
ان مین یہہ صفت رہیگی اوس وقت تک اون سے امید ہے کہ وہ اپنی گئی ہوئی عزت اور
عظمت کو پھر حاصل کرلین -

فرانسیسی تاجر کے ساتھ تھا۔ یہہ شخص بہت خوش مزاج اور نہایت ذہین آدمی تھا
اور اوس کے ساتھ دس بارہ گاڑی رتھہ اور چودہ خدمتگار اور نوکر اور مال و اسباب
تھا سب ہم آٹھہ فرانسیسی اور کل پینتالیس آدمی تھے۔ ہم سورت سے شام کو نکلے
اور ایک باغ کے پاس جو بادشاہ بیگم کا باغ کہلاتا ہے اور جو دامن گھاٹ کے باہر ہے
جا کر ٹھہرے۔ اور جو کچھہ سامان کھانے پینے کا ہمین چاہیے تھا وہ شہر سے منگا لیا
ورنہ راستہ مین بڑی دقت پڑتی۔ وہ ہندو جو کھانے پینے کی چیزین بیچتے ہین مسافرون
کے لیے نہ تو اون کے پاس انڈے ہوتے ہین اور نہ چوزے۔ انڈے تو انڈے
معمولی روٹی بھی نہین ملتی صرف پتلی چپاتی ملتی ہے وہ بھی اوکچری ہوتی ہے۔ اس لئے
مسافر کو چاہیئے کہ سورت مین ہی چلتے وقت اپنے کھانے پینے کا سامان درست کر لے
سورت سے اورنگ آباد تک یہہ ملک عجیب مختلف طریقہ کا واقع ہوا ہے
مین نے راستہ مین بڑ اور مہوی وغیرہ کے درخت دیکھے۔

ہرن تیتر خرگوش وغیرہ بھی جا بجا ملک مین بہت کثرت سے ہین اور پہاڑون مین
جنگلی گائین بھی ہوتی ہین۔ اکثر زمینین زراعت کے قابل ہین۔ اور چانول جو تمام
ہندوستان کے چانولون سے یہان بہتر ہوتے ہین ان کی جگہ بجگہہ کھیت ہی کھیت
کھڑے ہین۔ خاصکر تواپورہ کے چانولون کے برابر تو کہین دیکھنے ہی مین نہین آئے
انمین قدرتی خوشبو ایسی ہوتی ہے کہ بیان نہین کی جاتی۔ روئی بافراط پیدا ہوتی
ہے۔ اکثر مقام پر نیشکر بھی دکھائی دیتے ہین۔ جن کے کھنڈسالین رس نکالنے
اور پکانے کے لیے بنی ہوئی ہین۔

سورت سے اورنگ آباد کے منازل

برنولی	سورت سے	۵ کوس
بالور ایک گانون	برنولی سے	۴ "
بیارا	بالور سے	۳½ "
چرکا	بیارا سے	۲½ "
نواپورہ ایک قصبہ	چرکا سے	۶ "
خان پور	نواپورہ سے	۶ "
پیپل نار	خان پورہ سے	۶ "
تارا پیٹھ ایک گانو	پیپل نار سے	۴ "
ستانا	تارا پیٹھ سے	۴½ "
امرانا ایک گانو	ستانا سے	۵½ "
اینکوی تنکوئی	امرانا سے	۶ "
دیوکام ایک قصبہ	اینکوئی تنکوئی سے	۶ "
ساور ایک قصبہ	دیوکام سے	۶ "
اورنگ آباد	ساور سے	۸ "

راستہ مین جگہہ جگہہ پہاڑیان ملین جنپر چلنا سخت کٹھن معلوم ہوتا تھا مگر یہ شکر کا مقام ہے کہ راہ مین سبزہ زار میدان بھی آجاتے ہین جنھین ندیون اور نالون نے اور بھی خوشنما اور ترو تازہ بنا دیا ہے۔ راستہ مین ہمین چار شہر اور چونتیس گانون ملے جو اچھے آباد تھے۔ جابجا راستہ مین چوکیان تھین۔ چوکی کے سپاہی ہم سے روپیہ مانگتے تھے

گو سرکاری طور پر اون کا کوئی حق نہین ہے بعضون کو تو ہم نے کچھ دیدیا اور بعض سے انکار کر دیا - مگر یہ کوئی ایسی بڑی بات نہ تھی -

اکثر بستیون مین مندر بنے ہوئے ہین - ہندو گاڑیون مین جاتے ہوئے جا بجا ملتے تھے جو ان مندرون مین اپنی پوجا کے واسطے آتے تھے - پہلا مندر جو ہم نے دیکھا ایک بڑے درخت بڑ کے پاس تھا - اور اوس کے دروازہ پر ایک پتھر کا بیل بنا کر کھڑا کر دیا تھا - وہین ایک ہندو نے فارسی مین مجھسے کہا کہ یہ اوس بیل کی مورت ہے جو ہمارے رام اوتار کی سواری کا تھا - اسی طرح ہم نے اور بھی بہت سے مندر دیکھے - لیکن اور مندر کچھ ایسے دیکھنے مین آیے - جو ایک ہی چھہ فیٹ اونچے پتھر کے تھے یہ پتھر اوسی زمین کی ایک چٹان ہے اور اوسی کو ایک آدمی کی شکل مین تراش دیا ہے - علاوہ برین سڑک کے کنارہ کثرت سے تالاب اور راستہ مین سرائین ہین - مگر سرائین ایسی خراب ہین کہ ہم ان سراؤن مین ٹھیرنے کے بجاے میدان مین قیام کرنا انسب سمجھتے تھے - جب ہم مانگیر[1] کے درخت کے نیچے ستانا ندی کے کنارہ پر جو سورت اور اورنگ آباد کے قریب قریب وسط مین واقع ہے ٹھیرے ہوے تھے تو ہمین ہلیو پوس کا بشپ[2] ملاجس کی راستبازی اور مذہبی سرگرمی کی وجہ سے ہندوستان مین عیسائی اسکی نہایت تعظیم کرتے ہین - اور اوس کے ساتھ موسیو چیمپین اور ایک اسپین کا کارڈلیر[3] تھا - یہ بشپ بیروت کے بشپ کے ساتھ تھا جو بہت سے عیسائی

(۱) مانگیر غالباً مینگو ہوگا جو انبہ کی انگریزی ہے -

(۲) بشپ عیسائی مذہب مین اونکے رسولونکا قایم مقام سمجھا جاتا ہے - اور مذہبی لحاظ سے تمام مذہبی کارپردازونکا اعلیٰ افسر ہوتا ہے

(۳) کارڈلیر عیسائی مذہب مین فقرا کا ایک فرقہ ہے -

پادریون کو لیکر سیام مین عیسائی[1] مذہب کو پھیلا رہا تھا اور اب سورت اس لیئے جا رہا تھا
کہ وہان سے فرانس واپس چلا جائے اور مشرقی ممالک مین مذہب عیسوی کی ترویج
کے لیئے اور نئے پادری وہان سے لیکر آئے۔ یہ کارڈلیر بھی چین سے آیا تھا
جہان اوس نے چودہ برس اشاعت مذہب عیسوی مین گذارے تھے۔ راستہ مین
ہمین جا بجا قافلے ملتے تھے جنمین کثرت سے اونٹ اور بیل ہوتے تھے بعض قافلے
تو آگرہ سے آتے ہوئے بھی ہم نے دیکھے۔ جن مین[2] ایک ایک ہزار بیل سے زائد
کپڑے کے لدے ہوئے ہوتے تھے۔ غرض کہ ہم ۱۱- مارچ سنہ ۱۶۸۶ء کو اورنگ آباد
مین پہونچے۔ اس سفر مین ہمین کل ۱۴ روز لگے۔ اور ۷۵ کوس چلنا پڑا۔

اس عظیم الشان شہر کی (جو اس صوبہ کا دار الحکومت ہے) فصیل نہین ہے صوبہ دار
جو اکثر شاہی خاندان مین سے ہوتا ہے اسی جگہ رہتا ہے خود اورنگ زیب اپنے
باپ کے زمانہ مین جب وہ خاندیس کا حاکم تھا تو یہین رہا کرتا تھا۔ اس کی پہلی بیگم کا
جس سے وہ محبت کرتا تھا۔ یہین انتقال ہوا تھا۔ اوس کی یادگار مین یہان اوس نے

(۱) دیکھئے اوس زمانہ مین جب کہ مسلمانون کا ایسا عروج تھا۔ عیسائی اپنا باطل مذہب پھیلانے کو ہندوستان
مین ہی نہین بلکہ چین اور سیام تک پہونچتے تھے۔ اور مسلمان یہان ہندوستان مین بھی ہندون کو مسلمان کرنیکی
کوشش نہین کرتے تھے۔ ورنہ آج ہندو ہندوستان مین ایک بھی نہوتا اس غفلت کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائی
مذہب اور تجارت کی جستجو مین ہندوستان ہی کے مالک ہوگئے بلکہ تمام مشرق و مغرب آج اونھین کے قبضہ مین ہے
(۲) آجکل کے اکثر انگریزی مورخون کا خیال ہے کہ اوس زمانہ مین راستون مین امن چین نہ تھا
مسافرون کو قزاق لوٹ لیتے تھے۔ مگر موسیو تھیونو کے اس بیان سے یہ بالکل غلط ثابت ہوتا ہے
اور باوجود ریل اور تار برقی کی برکت نہونے کے اوس وقت بھی ایسا ہی امن چین تھا جیسا کہ اب ہے ۱۲

ایک خوبصورت مسجد بنائی ہے۔ جس کا ایک گنبد اور چار خوشنما مینار ہین۔ وہ ایک
سپید مصفا پتھر سے بنی ہے جسے اکثر لوگ سنگ مرمر کہتے ہین۔ مگر وہ سختی اور چمک کے
لحاظ سے سنگ مرمر کو نہین پہونچتا۔ اس شہر مین اور بھی کتنی ہی خوبصورت مسجدین
ہین۔ اور رفاہ عام کی عمارات سے یعنے سراؤن وغیرہ سے بھی یہ شہر خالی نہین ہے
عمارتین اکثر خام پتھر کی اور کچھ کچھ اونچی ہین۔ دروازون کے آگے سڑکون پر بہت سے
بڑے بڑے درخت لگے ہوئے ہین۔ باغ بھی بہت خوشنما اور نہایت سرسبز اور
اور مختلف میوون مثلاً انگور وغیرہ سے لدے پھندے ہین۔ سبز دوب کا مخملی فرش
بھی عجیب جوبن دکھاتا ہے۔ یہان بے سینگ کی بھیڑین دیکھنے مین آئین مگر ان کی
مضبوطی دیکھکر تعجب آتا ہے ان پر زین کسکر اور مثل گھوڑے کے لگام دیکر جہان
چاہین اونچی نیچی زمین مین بے تکلف سواری کرسکتے ہین۔ مگر یہ ضرور ہے کہ دس بارہ
برس سے زیادہ کا بچہ ہو جس کے بوجھ کی وہ بآسانی متحمل ہوسکتی ہین۔ شہر تجارت کی
منڈی ہونے کی وجہ سے خوب آباد ہے۔ اوس کے گرد نہایت عمدہ زمین ہے اگرچہ یہ
زمانہ شروع مارچ کا تھا مگر تمام کھیتی کٹ چکی تھی۔ مین نے کچھ نئے قسم کے یہان بندر
دیکھے جن کی قدر اس وجہ سے زیادہ ہوتی تھی کہ ان کا قد عام بندرون کا سا نہ تھا بلکہ
وہ صرف ایک ہی بالشت کے تھے انہین ایک شخص سیلان سے لایا تھا۔ فراخ پیشانی
گول۔ اور بڑی بڑی آنکھین جو بلی کی طرح زردی مائل اور صاف تھین۔ نوکدار تھوتنی۔ کانون
کے اندر مخارج زرد دم بدار دبال وہی معمولی بندرون کے سے تھے۔ یہ سب چیزین
نہایت بھلی معلوم ہوتی تھین۔ جب مین نے اون کو دیکھا تو وہ اپنے پچھلے پیرون
سے کھڑے ہوگئے۔ اور ایک دوسرے سے باہم بغل گیر ہوئے اور آدمیون کی

طرف بے خوف وخطر دیکھتے رہے - ان کا مالک اونھین بن مانس کہتا ہے -

باب چہل وچہارم

الورا کے پیگوڈ(۱)

مین نے الورا کے پیگوڈون کے حالات سورت مین سنے تھے اور چاہتا تھا کہ اونھین اپنی آنکھون سے دیکھون - اس لیے اورنگ آباد پہونچتے ہی مجھے ایک مترجم کی تلاش ہوئی کہ مین اپنے ساتھ اوسے لے چلون - مگر جب مجھے کوئی ایسا آدمی نہ ملا - تو مین نے چاہا کہ اپنے خدمتگارون کو اپنے ساتھ لیجاؤن اور اکیلا ہی سفر کرون - چونکہ میرے بیل بہت تھک گیے تھے اس واسطے مین نے ایک گاڑی کرایہ کرلی - اور دو خدمتگار اور نوکر رکھ لیے - مین چارون کو نصف کراون دیا کرتا تھا - مین نے اپنے ہمراہی کو اپنا سامان سپرد کرکے یہین چھوڑا اور رات کے نو بجے چل کھڑا ہوا - ہرچند لوگون نے مجھے جتایا بھی کہ راستہ مین رہزنون کا خطرہ ہے مگر مین نے کچھ پرواہ کی کیونکہ میرے اور میرے آدمیون کے پاس ہتیار تھے - مین نے تو یہ ارادہ کرلیا تھا کہ اگر نقصان بھی ہوجاے تو بلا سے مگر ان مندرون کو جن کی ہندوستان مین بڑی شہرت ہے ضرور دیکھنا چاہیے زمین کی ناہمواری کے باعث سے ہم آہستہ آہستہ چلتے تھے دو بجے کے قریب دولت آباد کے پاس پہونچے اور آرام کرنے کے واسطے پانچ بجے

---

(۱) پیگوڈ یا پیگوڈا یا پے گڈ لفظاً اور معناً فارسی لفظ بت کدہ کا مشابہ ہے - اور اوس معبد کو کہتے ہین جہان بتون کی پرستش ہوتی ہے یوروپ مین اس لفظ سے اون تمام اقوام کے معابد کو بولا کرتے ہین جو مسلمانون کے سوا ہندوستان سے لیکر چین اور جاپان تک مشرق مین بستی ہین -

تک وہین ٹھیرے رہے۔

یہان سے ہمین ایک پہاڑ پر چڑھنا پڑا جہان اونچے نیچے ہونے کے سبب سے ہمین اور بیلون کو چڑھنے مین بڑی ہی دقت پڑتی تھی۔ گو چٹانون کو کاٹکر راستہ بنایا تھا اور یہ تراشا ہوا راستہ ایسا چکنا تھا کہ گویا راستہ مین سنگ خام کی گچ کر دی گئی ہے اس راستہ کے ایک طرف ایک دیوار تین فیٹ چوڑی اور چار فیٹ اونچی تھی تاکہ گاڑیان اور رتھ اولٹ کر اوس جانب کو میدان مین نیچے نہ گر پڑین۔ میرے خدمتگار بھی گاڑی کے چلانے مین اتنا ہی زور لگاتے تھے جس قدر کہ بیل پہاڑی پر اون کے پیچلنے مین زور کرتے تھے۔ جب مین وہان پھونچا تو دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے جو تمام مزروعہ ہے وہان بہت سے گانون اور مواضع ہین اور اون کے گرد باغ اور کثرت سے پھلدار درخت اور جنگل ہین۔ ہم یہان بھی کم از کم ایک گھنٹہ اور مزروعہ زمین مین چلتے رہے۔ یہان ہمین کتنی ہی خوبصورت قبرین دکھائی دین جو کئی کئی منزل اونچی بنی ہوئی تھین۔ اور اون پر بڑے بڑے پتھرون کے گنبد تھے۔ ساڑے سات بجے ہم ایک بڑے تالاب پر ہو کر گذرے وہان ایک بڑا صحن اسی پتھر سے پکی کیا ہوا تھا مین یہان اوترا اور اوس کے اندر گیا۔ مگر وہان مجھے جوتی اوتار کر جانا پڑا اسمین داخل ہوتے ہی ایک مسجد ملی جس کے دروازہ پر بسم اللہ لکھی ہوئی تھی۔ اس کے معنے ہین وہ خدا کے نام سے" مسجد مین کوئی روشندان نہ تھا صرف دروازہ کی طرف سے اوس مین روشنی جاتی تھی۔ لیکن مسجد کے اندر چراغ بہت سے جل رہے تھے کئی بزرگ اندر بیٹھے ہوئے تھے اونھون نے مجھے اندر بلا لیا۔ مگر مین نے وہان کوئی عجیب بات نہ دیکھی۔ صرف دو قبرین تھین اور اون پر قالین بچھے ہوئے تھے یہان مترجم نہونے کی

وجہ سے مین سخت پریشان ہوگیا۔ کاش کوئی مترجم ہوتا تو بہت سی نئی باتین جن سے مین محروم رہگیا معلوم ہوجاتین۔

جب یہان سے آگے کچھ دور اور مغرب کی جانب روانہ ہوے تو ہمین پہاڑی پر ناہموار راستہ سے ایک نشیبی زمین مین اُترنا پڑا۔ یہان جو پہلی چیز مجھے نظر آئی وہ کچھ مندر تھے۔ مین ایک برآمدہ مین داخل ہوا جسے ایک چٹان کو کاٹکر بنایا تھا یہ سیاہ پتھر کچھ کچھ بھورا ہے۔ اس برآمدہ کی ہر ایک جانب اسی پتھر کے قدرتی چٹان مین سے ایک بڑے قدوالے آدمی کی مورت تراش دی ہے اور اس کی دیوارون مین بھی تمام اسی طرح مورتین تراشی ہوئی ہین۔ جب مین اس برآمدہ سے گذرا تو ایک مربع صحن مین پہونچا۔ جس کے ہر جانب سو سو قدم کی ہے۔ اوس کی دیوارین قدرتی چٹانین ہین جو اس مقام پر چھ فیدم[1] اونچے ہین۔ اور فرش زمین پر عمودوار کھڑے ہین۔ اور ایسے چکنے اور ہموار ہین کہ گویا کسی نے پلاسٹر لگاکر کرنی سے چکنا کردیا ہے۔ سب باتون سے پہلے مین نے یہ ارادہ کیا کہ اس صحن کی بیرونی طرف کو دیکھون۔ دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ دیوارین جو درحقیقت چٹانین ہین زمین پر نہین ہین بلکہ نیچے سے بالکل کھوکلی ہین جس سے یہ کھوکلا پن ایک برآمدہ ہوگیا ہے اور تقریباً دو فیدم اونچا اور چار پانچ فیدم چوڑا ہے زمین بھی اس برآمدہ کی ایک چٹان ہے۔ اور صرف ایک ستونون کی قطار پر قایم ہے یہ ستون بھی اسی چٹان مین تراش دے ہین اور برآمدہ کے فرش سے کوئی ایک فیدم کے برابر دور ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو برآمدے ہین۔ یہان ہر چیز نہایت ہی صفائی اور کاریگری سے تراشی گئی ہے۔ اور جب یہ عظیم الشان ڈھیر ہوا مین معلق

(۱) فیدم چھ فیٹ کا طولانی پیمانہ ہے۔

نظر آتا ہے تو آدمی متحیر ہو جاتا ہے کہ کیونکر اس باریکی اور نزاکت کے ساتھ اسے تراشا ہوگا جب پہلے پہل کوئی اندر جاتا ہے تو اسپر نظر کرکے اس کا دل مارے خوف کے تھرا جاتا ہے۔

اس صحن کے وسط مین ایک مندر ہے کہ جس کی تمام دیوارون مین اندر اور باہر دونو طرف یہی شکلین ترشی ہوئی ہین یہہ شکلین کچھ تو چوپایہ جانورونکی ہین اور کچھ فرضی شکلین آدہے شیر اور آدہے گج وغیرہ کے بنی ہوئی ہین۔ لطف تو یہ ہے کہ سب ان ہی چٹانون سے ترشی ہوئی ہین اس مندر کے چارون گوشون پر ایک چوگوشہ مینارہ گاؤدم ستون ہے جن کے قاعدے روم کے مینارون کے قاعدون سے بڑے ہین۔ مگر نوکین زیادہ باریک نہین ہین اور یہہ بھی چٹانون مین سے کاٹے گیے ہین اون پر کچھ حروف لکھے ہوے ہین۔ جن کو مین پڑھ نہ سکا۔ دست چپ کے مینار کے پاس مثل اور میناروں کے ایک ہاتی پورے قدکا تراش کر کھڑا کیا ہے۔ مگر اسکی سونڈ ٹوٹ گئی ہے۔ اس صحن کے دوسرے کنارہ پر دو زینہ پتھر کے کٹے ہوے ہین۔ مین ایک برہمن کی لڑکے کے ساتھ جو بڑا ذہین معلوم ہوتا تھا زینون پر چڑہا۔ اوپر جاکر مین نے ایک فرش نما چبوترہ بنا ہوا دیکھا مین اسی چبوترہ سے تعبیر کرون یا کسی اور نام سے پکارون غرض یہہ ڈیڑہ دو کوس کا چوڑا چکلا تھا۔ اس مین نہایت شاندار قبرین دیول اور مندر ہین جنھین یہہ لوگ پیگود کہتے ہین۔ یہہ سب چیزین چٹانون ہی مین سے تراشی گئی ہین زمین سے ان چیزون کو جدا نہین رکہہ سکتے کیونکہ انسان نے اس جگہہ جہان قدرت نے چٹانون کو پیدا کیا ایسی ایسی خوبصورت مورتین اور مختلف چیزین تراش کر کھڑی کردی ہین۔ اس برہمن کے لڑکے نے مجھے اس قلیل عرصہ مین تمام پیگود دکھاے اور ایک بید کی چھڑی سے ہر ایک شکل کی طرف اشارہ کرکے

سمجھے اون کے نام بتاتا گیا۔ اور کچھ ہندوستانی لفظون سے جنہین مین سمجھتا تھا مجھے یہ معلوم ہوگیا کہ یہ بیچہ ان چیزون کے مختصر تاریخی حالات بیان کرتا ہے مگر افسوس تو یہ ہے کہ ادہر تو وہ فارسی نہ بول سکتا تھا اور ادہر مین ہندوستانی نہ سمجھ سکتا تھا اس لیے مجھے کچھ معلوم نہ ہوا کہ وہ کیا کھ رہا ہے۔

مین ایک بڑے مندر مین گیا جو چٹان مین بنا ہوا تھا اوس کی چھت چپٹی مسطح ہے یعنے گول نہین ہے اس مین اور اوسکی دیوارون مین اسیطرح مورتین ترشی ہوئی ہین اس مندر کے طول مین ستونون کی اٹھ۔ اور عرض مین چھہ قطارین بنی ہوئی ہین یہ قطارین ایک دوسرے سے ایک ایک قیدم فاصلہ پر بنی ہین۔

اس مندر کے تین حصے ہین۔ ایک تو اصل مندر ہے جو کل طول کے ۵/۲ تک چلا گیا ہے اور اس کی چوڑائی بھی سب جگہ یکسان ہے۔ دوسرا حصہ اس سے چھوٹا اور تنگ ہے۔ تیسرا حصہ جو اس معبد کا کنارہ ہے سب سے چھوٹا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے گویا تیچے ایک مندر بنا ہوا ہے اس کے وسط مین ایک اونچی جگہ پر بڑے ڈیل ڈول والا ایک بت بنا ہوا ہے سر ڈہول کے برابر ہے۔ اور جسم کا باقی حصہ بھی اوسی سے متناسبت رکھتا ہے۔ اس تیچے کے مندر کی تمام دیوارون مین بڑی بڑی شکلین ترشی ہوئی ہین اور اس بڑے مندر کی چارون طرف بہت سے چھوٹے چھوٹے ذیلی مندر بنے ہوے ہین انمین بھی معمولی لمبائی چوڑائی کی شکلین کاٹکر زمین سے نکلے ہوئی بنا دی ہین کچھ شکلین مردون اور عورتون کی ہین۔ اور وہ ایک دوسرے سے بغلگیر ہو رہے ہین۔

ان مندرون کے علاوہ مین نے اور بھی کئی مندر دیکھے ان کی ساخت کچھ اور ہی قسم کی ہے مگر کچھ شبہ نہین ہے کہ یہ سب چٹانون ہی مین سے تراشے گیے ہین۔ ان مین بھی

شکلین کاٹی گئی ہین - ستونون کو بھی تراشا گیا ہے اور لطف یہ ہے کہ پلاسٹر کیا ہوا ہے
مین نے تین مندر تلے اوپر بنے ہوئے دیکھے ان تینون کا سامنا ایک ہی ہے
یہ مندر سہ منزلہ ہے اور ہر منزل مین ستونون کی قطارین بنی ہوئی ہین - اور ایک ایک
بڑا دروازہ مندر مین آنے جانے کا ہے - سیڑھیان بھی چٹانون ہی مین سے کاٹکر نکالی ہین
ان مین مجھے ایک محراب دار مندر نظر پڑا - اس مین مین نے ایک کمرہ مین ایک بڑی باولی
جو چٹان ہی مین سے تراش کے نکالی گئی ہے دیکھی اس مین سوتون سے اس کثرت
سے پانی آتا ہے کہ کنارہ سے دو فیٹ ہی نیچا رہجاتا ہے - ان چٹانون پر برابر مندر
ہی مندر چلے گیے ہین - یہانتک کہ دو کوس تک ان کے سوا کچھ نظر ہی نہین آتا - یہ تمام
مندر ان کفار کے سنتون اور دیبون کے نام سے منسوب ہین - اور اس چھوٹے سنت
یا ولی کی مورت جس کے نام سے وہ منسوب ہوتا ہے اس مندر کے انتہائی کنارہ پر
نیچے کھڑی کی جاتی ہے - ان مندرون مین مین نے کتنے ہی سادہو دیکھے جن کے بدن پر
سواے انگل بھر کی لنگوٹی کے ایک چھتڑا بھی نہ تھا - یہ اپنے تمام جسم پر بھبوت رما ے
ہوے تھے - لوگ مجھسے بیان کرتے تھے کہ یہ سادہو اپنے بال مطلق نہین کترواتے
برابر بڑہنے دیتے ہین کاش یہان چند سے کچھ اور بھی قیام ہوتا تو اور مندرون کو بھی ضرور
دیکھتا - اور کسی ایسے شخص کا پتا لگاتا کہ وہ ان کا سارا کچا چٹھا بتا دیتا - مگر مجبوراً مجھے اسی پر
صبر کرنا پڑا کہ اورنگ آباد کے ہندون کے بیانات پر قناعت کرون جب مین واپس آیا
تو انھون نے مجھسے کہا کہ ہمارے ہان یہ روایت چلی آتی ہے کہ تمام مندرون کی عمارتین
اور تمام مورتین اور نقش و نگار دیوتاؤن کے بناے ہوے ہین - مگر ان کے بنانے کا زمانہ
نہین معلوم - جب ان عظیم الشان مندرون پر جنمین جا بجا ستون لگے ہوے ہین اور

استرکاری اور صفائی ہو رہی ہے اور ان ہزاروں مورتوں کو جو قدرتی چٹانوں سے تراش کر بنائی گئی ہیں خیال کرتے ہیں تو بیساختہ زبان سے یہی نکلتا ہے کہ انسان کی طاقت سے یہ کام کہیں بڑھکر ہے اگر یہ نہیں تو کم از کم یہ کہنا پڑتا ہے کہ جس زمانہ میں یہ چیزیں بنائی گئی تھیں اگرچہ اون کی تعمیر اور نقاشی ایسی نہیں ہے کہ جیسی اس وقت ہم کر سکتے ہیں۔ تاہم اوس زمانہ کے آدمی مطلقاً وحشی نہ تھے۔ میں نے یہ سب چیزیں جن کا اس قدر بیان کیا ہے صرف دو گھنٹے میں دیکھ لیں آپ خود خیال کر سکتے ہیں کہ یہ مقام اور اس کی عجائبات کے دیکھنے اور ان کی حقیقت دریافت کرنے کے لیے مجھے زیادہ وقت کی ضرورت تھی۔ مگر چونکہ مجھے اپنے ساتھیوں کا خیال لگا ہوا تھا کہ وہ اورنگ آباد سے کہیں آگے نہ چلدیں اس لیے میں زیادہ نہ ٹھیر سکا اور ان عجائبات کو چھوڑکر چلا آیا۔ جس کا یقیناً مجھے سخت افسوس باقی ہے۔ میں پھر اپنی گاڑی میں سوار ہوا۔ جو اس وقت مجھے ایک گانوں روگنگ میں ملی۔ یہاں سے میں سلطان پور کو گیا جو ایک چھوٹا قصبہ ہے۔ یہاں کے مساجد اور مکانات سیاہی مایل کچے پتھر کے بنے ہیں اور اوسی پتھر سے سڑکوں پر کہرنجا کیا گیا ہے۔ یہاں سے کچھ دور گیا تھا کہ وہی مصیبت تم آتار چڑھاؤ کی پھر بھگتنی پڑی۔ جس کا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ اور آخرکار اور اسے چلکر تین گھنٹہ کی مسافت کے بعد ہم ایک درخت کے نیچے دولت آباد کی دیواروں کے پاس ٹھیرے اور ایک گھنٹہ آرام کیا۔

باب چہل و پنجم

صوبہ دولت آباد اور ورزش جسمانی کے کرتب

مغلوں کے فتح کرنے سے پہلے یہی شہر صوبہ بالا گھاٹ کا دارالحکومت تھا۔ اور دکن میں شمار

کیا جاتا تھا اور تجارت کی بہت بڑی منڈی تہا۔ مگر اب یہان کی تجارت اورنگ آباد
مین منتقل ہو گئی ہے کیونکہ اورنگ زیب نے جب وہ صوبہ اورنگ آباد کا گورنر تھا
اس امر کی بڑی کوشش کی تھی کہ دولت آباد کی جگہہ اورنگ آباد تجارت کی منڈی ہوجائے

دولت آباد خاصہ بڑا شہر ہے اس کی آبادی مشرق و مغرب کو لمبی چلی گئی ہے۔
اس کے گرد سنگ خام کی ایک فصیل بنی ہوئی ہے۔ گو اوس کے دمدمون اور برجون
مین توپین چڑہی ہوئی ہین اور دیوارین بہ اچہے ہین مگر پہر بہی وہان کوئی چیز ایسی نہین
ہے کہ جس سے کہہ سکین کہ یہہ مغلون کے لیے کوئی نہایت مضبوط مقام ہے۔ یہہ ایک
بیضادی شکل کی پہاڑی ہے جس کے چارون طرف شہر بستا ہے۔ جس کے قلعہ کی خوب
مضبوطی کی گئی ہے اور ایک طرف کی دیوار نہایت چکنی وہین کی چٹان کو تراش کر
بنا دی ہے۔ یہہ دیوار دامن شہر کے محیط ہے۔ اور اوس کی چوٹی پر دمدمے بنے ہوئے
ہین۔ اور یہین بادشاہی محل سرا ہے۔ مجھے تو وہان سے جہان مین شہر کے باہر تھا
اسی قدر معلوم ہوا۔ لیکن پیچھے مجھے ایک فرانسیسی سے جو وہان دو سال رہا تھا
معلوم ہوا کہ اس دمدمے کے سوا اس جگہہ ٹیکرے کے نیچے تین اور قلعہ ہین ایک کو
بارکوٹ دوسرے کو بارکوٹ تیسرے کو کالاکوٹ کہتے ہین۔ ہندوستانی زبان مین کوٹ
کے معنے قلعہ کے ہین ان قلعون کی وجہ سے ہندوستانیون کا یہہ خیال ہے کہ غنیم کا
فتح پانا اور ان پر قابو چلنا محال ہے دولت آباد سے اورنگ آباد آنے مین مجھے ڈہائی گہنٹہ
لگے۔ اور یہان کی مسافت ۲½ کوس ہے۔ یہہ تیسری مرتبہ ہے کہ اورنگ آباد
مین میرا گذر ہوا ہے۔ ایک گہنٹہ کے بعد مین وہان آپہونچا جہان ہمارے لوگ ٹہیرے
تھے۔ وہ فقط اس انتظار مین تھے کہ دکاندار سے ایک کاغذ لے لین جس مین مقامات

وغیرہ کے ٹھیرنے کا پتا لکھا ہو - لیکن یہہ تحریر جمعہ کی وجہ سے نہ مل سکتی تھی کیونکہ
دکاندار ایک پکا مسلمان تھا وہ جمعہ کو کبھی کام نہ کرتا تھا -

کالورا اورنگ آباد سے کوئی ساٹھ کوس یا کچہہ زیادہ ہوگا جو مغلون کی عملداری کا اخیر
مقام ہے اور یہان سے آگے سلطنت گولکنڈہ کی سرحد شروع ہوتی ہے - ہمین
کالور تک پہونچتے ہین آٹھ چھوٹے بڑے قصبہ ملے - انبر اشٹی لسنا نا ندیر
لسا دنتاپور اندور کندل ولی اندل ولی یہہ ملک ایسا آباد ہے کہ ہمین جابجا
راستہ بین گانون اور قصبہ ملے - اورنگ آباد سے ڈیڑہ کوس چلے تھے کہ ہم نے ایک
بڑ کے درخت کے نیچے قیام کیا - جتنے بڑہ کے درخت ہین نے ہندوستان بین دیکھے
ہین یہہ اون سب سے بڑا ہے وہ نہایت ہی اونچا ہے یہان تک کہ بعض ڈالیان
اوس کی دس قیدم اونچی ہونگی اوسکا محیط میرے تین سو قدم سے زائد ہے - اوس کی
شاخون پر اس قدر کبوتر لدے ہوے تھے کہ چاہین تو اوس سے بآسانی پکڑ کر کتنے
ہی کبوتر خانہ بھر لین - مگر پکڑنے کی ممالغت ہے - وہ شاہزادہ کی دل لگی کے لیے ہین
اس درخت کے نیچے ایک پیگودا اور کتنے ہی قبرین بھی ہین اور پاس ہی ایک لیمو و
نارنگی کا باغ ہے - ہم نے قصبہ انبر کے پاس شاندار مربع تالاب دیکھا جس کے تین
رخ نرم پتھر کے ہین - اور اوس بین اوترنے کے لیے سیڑیان بنی ہوئی ہین چوتھے رخ کے
وسط بین ایک دالان ہے جو دو قیدم اندر تالاب بین چلا گیا ہے - وہ پتھرون سے
پٹا ہے اور سو ستون ایک قیدم اونچے اوس بین لگے ہوے ہین - یہہ دالان ایک
اچھے مکان کے آگے بنا ہوا ہے - دو زینے بھی اس بین بنے ہوے ہین جن پر سے
لوگ ہوا کہانے اور تفریح کے لیے نیچے اُتر آتے ہین - اس دالان کے قریب زمین بین

ایک چھوٹا سا پیگوڈا ہے جہان روشنی صرف دروازہ اور ایک مربع روشن دان مین
سے ہوکر جاتی ہے۔ پانی کے آرام کیوجہ سے یہان بہت سے عابد و زاہد رہا کرتے
ہین۔ سڑک پر ہم کو بہت سے سوار اورنگ آباد کو جاتے ہوئے ملے۔ کیونکہ
بیجاپور پر چڑھائی کی تیاری کے لیے اورنگ آباد کو لشکرگاہ بنایا گیا ہے۔

قصبہ نانڈیر سے کوئی پانچ کوس پر ایک گانون بالوڑا ہے جہان ہم جسمانی
ورزشون کے کرتب دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ یہان مخلوق کا بڑا مجمع تھا۔ ہم کو ایک
بڑے درخت کے سایہ مین اچھے اونچے مقام پر جگہ دیگئی۔ جہان سے ہم باسانی تمام
یہ کرتب دیکھ سکتے تھے جنھون نے وہ سب تماشے ہی نہین بلکہ کچھ اور اوس سے بھی
زیادہ تماشے دکہاے جو ہمارے یہان یورپ مین رسیون پر ناچنے والے کیا کرتے ہین
یہ لوگ بے ہڈی کی مچھلی کی طرح نرم ہوجاتے ہین۔ اور تمام جسم کو سکیڑ کر بالکل گیند
کی طرح بن جاتے ہین اور پھر جو چاہے اونھین ہاتھ سے لڑکاتا لیتا چلے۔ تیرہ چودہ
برس کی ایک لڑکی نے سب سے اچھے تماشے کیے۔ اور دو گھنٹہ سے زیادہ دیر تک
تماشا دکھاتی رہی اوس نے جتنے ورزش کے کرتب کیے اون مین سے مجھے سب سے
زیادہ یہ دشوار معلوم ہوا۔ وہ زمین پر بیٹھ گئی۔ دانتون سے ننگی تلوار پکڑے ہوئی تھی
بیدہنے ہاتھ سے اوس نے اپنے بائین پیر کو پکڑا اور اوسے چھاتی تک اوٹھا کر لائی
اور بائین کندھے تک لے گئی اور پھر اسیطرح پیر کو پکڑے پکڑے اپنا سر اپنے دہنے بازو کے نیچے لے آئی اور بعد
اس کے اسی طرح پیر کو ہاتھ مین پکڑے ہوئے پیٹھ تک اور پھر چوتڑون تک لیجا کر
دہنے پانون کے نیچے سے نکال لے گئی اور ایسا اوس نے علی التواتر چار یا پانچ مرتبہ
کیا جس مین ہر مرتبہ یہ اندیشہ تھا کہ اوس کا بازو یا ٹانگ تلوار سے کٹ جاے

پھر یہی کرتب اوس نے اپنے بائین ہاتھ اور دہنے پاؤن سے کیا - لڑکی یہی کرتب
دکھا رہی تھی تو نٹون نے اس عرصہ مین دو فیٹ عمیق ایک گڑھا کھود کر اسمین پانی بھر دیا
جب لڑکی نے کرتب کرنے کے بعد کچھ دیر آرام کر لیا تو انھون نے چھوٹا سا ہک یا کانٹا گڑھے
مین ڈالدیا - اور لڑکی سے کہا کہ بغیر ہاتھ لگائے صرف ناک سے اس کانٹے کو پانی
سے نکال لے - اوس نے اپنے دونون پیر گڑھے کے کنارہ پر رکھے اور پیٹھ کی
طرف ٹیڑھی ہو گئی - اور دونون ہاتھ پیٹھ کی طرف کر کے اپنے پیرون کے پاس کنارہ
رکھدیے - اب اوس نے پانی مین سر کے بل غوطہ مارا اور ہک کو ناک سے ڈھونڈھا
اول مرتبہ اوس کو ہک نہ ملا - اس لیئے اوس گڑھے مین پھر پانی بھر گیا - اور مکرر اوس نے
اوسی طرح غوطہ مارا - اور صرف اپنے بائین ہاتھ سے اپنے کو اوٹھا لیا اور دہنے ہاتھ
سے اشارہ کیا کہ ہک مل گیا - اور پھر اوس نے اپنے کو اوپر کی طرف سہار کر اوٹھا لیا
دیکھا تو وہ ہک اوس کی ناک پر تھا -

پھر ایک نٹ نے اس لڑکی کو اوٹھا کر اپنے سر پر بٹھا لیا اور بہت تیزی سے ادھر
اودھر دوڑتا پھرا مگر لڑکی نے اس کے سر پر جنبش نہین کی اور بے تکلف بیٹھی رہی - پھر
اوس شخص نے اوسے اوتار دیا - اور ایک مٹی کا برتن لیا - جیسا کہ ہندوستان کے
نوکرنیون کے پاس گول گھڑا پانی بھرنے کے واسطے ہوا کرتا ہے اور اوس کا منہ اوپر کو
کر کے اپنے سر پر رکھا - وہ لڑکی اوس کے اوپر چڑھ گئی اور وہ گھڑے سمیت پہلی طرح ادھر
اودھر دوڑتا پھرا - پھر دو مرتبہ اوس نے ایسا ہی کیا - ایک مرتبہ منہہ ترچھا کیا اور ایک
مرتبہ پیچھے کو اوندھا کر کے لے گیا - پھر اوس نے ایک لوٹا لیا اور اوس سے ایسے
ہی تین مرتبہ یہی کرتب کیا - اوس کے بعد اس لوٹے پر گھڑا رکھا اور لڑکی کو اوس کے اوپر

بٹھایا اور پھر وہ ہی صورت تینون مرتبہ کی - اور لڑکی بے تکلف بیٹھی رہی - آخر کو
اوس نے ایک لوٹا لیا - اور اوسمین ایک فٹ لنبا ایک ڈنڈا کھڑا کیا - اور اوس پر
اوس لڑکی کو سیدھا بٹھایا اور پہلے کی طرح دوڑا - اس وقت یہ لڑکی کبھی پانون پر کھڑی
ہو جاتی اور دوسرے پیر کو ہاتھ مین پکڑ لیتی - اور کبھی ایڑیون کے بل کھڑی ہو جاتی
نہین تہین بلکہ وہ ان پر بیٹھ جاتی تھی - حالانکہ وہ آدمی برابر پہلے کی طرح دوڑتا پھرتا
تھا - پھر اوس شخص نے وہ لوٹا نکال لیا - اور ڈنڈے کی اوپر اوس لوٹہ کو رکھا - اور
لڑکی بھی اوس کے اوپر جا موجود ہوئی - اس کے بعد اوس نے کھیل کی صورت
بدل دی - اوس نے چار میخین کوئی چار چار انچھ کی لنبی اوس لوٹے مین اس
طور سے رکھین کہ اون سے ایک مربع بن گیا اور اون پر دو دو انگل چوڑی تختیان رکھین پھر ان
تختیون پر چار ڈنڈین اور اون پر چار تختیان رکھین اور اس طرح دو منزلہ مکان بنایا - اور وہ لوٹا
اوس پہلے ڈنڈے پر رکھکر سر پر رکھا - اب اوس اوپر کی منزل پر وہ ہی لڑکی پھر جا
بیٹھی اور وہ مرد بے تحاشا اوسی تیزی سے دوڑا اور لڑکی اپنے گرنے سے مطلق
کبھی نہ گھبرائی اور بے تکلف بیٹھی رہی حالانکہ ہوا بڑی زور کی چل رہی تھی - ان لوگون
نے ایسے ہی ورزشون کے صدہا کھیل تماشے کئے جن کا بیان مین اس لیے
نہین کرتا کہ ناظرین گھبرا نہ جائین ہان اتنا اور کہتا ہون کہ جو اچھے تماشے اونھون نے
کئے وہ اون کی لڑکیون نے کیے تھے - اس کے بعد ہم نے اونھین تین روپیہ دے
انھون نے روپیے لیکر ہمین ہزارون دعائین دین - ہم نے پھر اونھین رات کو اپنے
قیام گاہ پر بولایا اور یہی تماشے دیکھے اور دو روپیہ اور دے

یہان سے ہم قصبات ایلا اور دنتا پور کو گئے - اور کچھ دنون بعد اندور مین پہونچے

جو ایک راجہ کے قبضہ مین ہے - یہہ راجہ مغلون کا پورا پورا مطیع نہین ہے
شاہ گولکنڈہ اوسکی حمایت کرتا ہے - اور جب لڑائی ہوتی ہے تو یہہ راجہ لڑائی کا
رنگ دیکھکر جس کا پلہ بھاری ہوتا ہے اُسکی طرف ہو جاتا ہے - وہ ہم سے فی
گاڑی دو روپیہ محصول مانگتا تھا مگر بہت سے رد و بدل کے بعد ہم نے اوسے
ایک روپیہ فی گاڑی دیا اور اوس کے علاقہ سے چلے گیے - پھر ہم ایک گانون
بست پوری مین پہونچے - یہان ہم نے سنا کہ اس جگہہ ایک پہاڑی کی چوٹی پر
نہایت اچھا پیگوڈ ہے اس لیے ہم وہان ٹھیر گئے اور پیدل اوسے دیکھنے کو گئے -

باب چہل و ششم

سیتا نگر

اس پیگوڈ کو سیتا نگر کہتے ہین - وہ ایک مستطیل شکل کا مندر ہے ۴۵ قدم لمبا اور
۲۸ قدم چوڑا اور تین قدم اونچا - یہہ اوسی قسم کے پتھر کا بنا ہے جس پتھر کی تھیبز(۱) کی
عمارتین بنی ہوئی ہین - اوس کی کرسی پانچ فیٹ چارون طرف اونچی اور خمدار ہے اور ہار
یا پتیان سی اوس مین پڑے ہوئے ہین گلاب کے پھول اور کندہ انہ سے اسے
خوبصورت کیا ہے اور اس عمدگی سے تراشا ہے گویا یورپ کے معمارون نے
بنایا ہے اس کا اگواڑا نہایت دلکش ہے اس کے ستونون - کنگرون - اور دروازہ
پر اس قدر فریب طریقہ سے نقش و نگار بنائے ہین کہ ان کی دلربائی اور محرابون کی
خوشنمائی دیکھنے مین عجیب سمان پیدا کرتی ہے - کہین جانورون کی مورتین کہین آدمیون

(۱) تھیبز ایک شہر تھا دریائے نیل کے کنارہ - مگر اب اوجاڑ پڑا ہے -

کی صورتین زمین پر بنی کھڑی ہین - اس کے بعد ہم اندر گئے - اون کی ساخت
بھی الورا کے مندر کی سی ہے - ایک اصل مندر ہے - دوسرا بازو کا مندر ہے اور
تیسرا انتہا پر ایک چھوٹی سی عبادت گاہ ہے - مجھے اصل مندر اور بازو کے مندر مین
تو کچھ معلوم نہوا صرف اتنا ہی دیکھا کہ اوس کی چار دیواری ہے - اور دیوار کے پتھرون
کی جھلک نہایت خوشنما معلوم ہوتی ہے - فرش بھی اسی پتھر کا ہے - اور اوس کے
وسط مین ایک گلاب کا پھول نہایت خوبصورت تراشا ہوا رکھا ہے - اس مقام پر
اور ہندوستانی پیگوودن کی طرح دروازہ سے ہی روشنی آتی ہے - اس بازو کے
مندر کی ہر ایک طرف پر دیوار مین ایک فٹ کے برابر بڑا سوراخ ہے جس کا چھوکا
اوسی طرح ہے جیسے کہ بندرگاہون کے سوراخ مین توپون کے رکھنے کے لیے ہوا
کرتا ہے اور اوس سوراخ کے اندر بیچ مین ایک لوہے کا پیچ لگا ہوا ہی جو آدمی کی
ایک ٹانگ کے برابر لمبا ہے - یہ لوہا عموداً دیوار مین نصب کیا گیا ہے مجھسے یہ
بیان کیا گیا ہے کہ یہہ لوہا خصوصیت سے ان لوگون کے باندھنے کے لیے نصب کیا
گیا تھا جو اپنی خوشی سے سات دن یا زیادہ دنون کا روزہ رکھکر یہان آکے جکڑ جایا
کرتے تھے - کنارہ کی عبادت گاہ مین انہین دیوارون کے پتھرون کے بیچ مین ایک
قربان گاہ بنی ہوئی ہے چٹان کو تراش کر اوس کی کئی منزلین بنائی ہین اور خوبصورتی
کے لیے اوس مین کندہ گلاب کے پھول اور اور زیبائشی نقش و نگار سے آراستہ
کیا گیا ہے - نیچے کو ہر ایک طرف تین تین ہاتھیون کے سر ہین - اسی پتھر کی جو
قربان گاہ مین لگا ہوا ہے ایک کرسی مندر کے دیوتا کی نشست کے لیے بنی ہوئی
ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عمارت تکمیل کو نہین پہنچی کیونکہ چھت اسپر نہین بٹھایا گیا ہے

جب مین نیچے آگیا تو مجھے اس پہاڑی کے دامن مین مشرق کی طرف کو ایک عمارت دکھائی دی جس کا مجھسے کسی نے ذکر بھی نہین کیا تھا - مین صرف اپنے نوکرون کو لیکر اس طرف گیا وہان جا کر صفت اسیقدر دیکھا کہ ایک عمارت کی تعمیر شروع کی گئی ہے جس کی دیوارین اوسی پتھر کی ہین جس کا یہہ پیگودہ بنا ہے - اس کی دہلیز ایک ہی پتھر کی بنی ہوئی ہے جو ڈیڑہ فیدم لمبا ہے - اس عمارت مین بڑے بڑے جنگا دری پتھر لگے ہوئے ہین - مین نے ایک پتھر کو ناپا تو وہ چار فیدم سے لمبا تھا اسی عمارت کے پاس ایک تالاب اس قدر چوڑا ہے جیسے کہ دریاے سین پیرس کے نیچے بہتا ہے - بلکہ اس قدر طویل ہے کہ ایک نہایت اونچی جگہہ سے جب مین نے اوسے جا کر دیکھا تو دوسرا کنارہ مجھے نظر نہ آسکا - اس تالاب کے وسط مین ایک اور تالاب ہے اوس کے چارون طرف دیوار بنی ہوئی ہے - اور سات آٹھ فیدم مربع ہے - چونکہ یہہ پانی اس مکان کے نیچے ہی ہے اس لیے وہان سے اوس مین اوترنے کے لیے سیڑہیان بنی ہوئی ہین جب کوئی ڈیڑہ سو قدم اس مکان کی سیدہ مین سامنے کی طرف تالاب مین جائین تو وہان ایک مربع دالان آٹھ دس فیدم چوڑا ملتا ہے - اس کا چبوترہ پانی سے ایک فٹ اونچا ہے - یہہ دالان اور اوس کی چھت بھی اسی پتھر کی بنی ہے - جس سے کہ وہ مکان بنا ہوا ہے - اس کے سولہ ستون ڈیڑہ ڈیڑہ فیدم بلند ہین - یا یون کہیئے کہ ہر ایک جانب چار چار ستون ہین چونکہ میرے ساتھی ٹھیرنا نہ چاہتے تھے مین اس عمارت کو آدہ گھنٹے سے زیادہ نہ دیکھ سکا آپ خیال کر سکتے ہین کہ اس کے نقشے کی پوری جانچ کرنی اسکی بنیاد سطح اور پانی کے اوتار چڑہاو کی کیفیت اور موجد کے اغراض - پتھر کی نوعیت اور ترشنے کی

صورت اور اوسکی چہٹائی بڑائی کی تحقیق کیونکر بغیر گنتون کی غور و فکر کے ہوسکتی تھی۔ اگرچہ یہہ کہنا تو بالکل ٹھیک نہین ہے کہ وہ عمارت ہماری عمارتون کے قسم کی ہے تاہم وہ بہت کچھ ڈورس یعنے قدیمی یونانیون کی عمارتون سے ملتی ہے۔ اس مندر اور اس محل کو ستیا نگر یعنے لیڈی سیتا کے نام سے پکارتے ہین۔ کیونکہ یہہ پیکو ستیارام کی بی بی سے منسوب ہے۔ مین نے سنا ہے کہ ان دونون چیزون کی تعمیر ایک راجپوت امیر نے شروع کی تھی۔ مگر اوس کے مرجانے کے باعث ناتمام رہ گئین۔ غرض کہ مین نے ہندوستان کے قدیمی اور حال کی عمارتون مین اس بات کو دیکھا ہے کہ یہان کے معمار ستون کی بنیاد اور اوس کا تنہ اور اوس کا اوپر کا سرا یعنے وہ مقام جس پر اوپر کی عمارت قایم ہوتی ہے سب ایک ہی پتھر کا بناتے ہین یعنے کل ایک ہی ٹکڑا ہوتا ہے

اورنگ آباد سے کالورتک کے منازل

شکل کہین	اورنگ آباد سے	۱½ کوس	انبر ایک قصبہ راستہ مین ہے
اودلگ ہیرو	شکل کہین سے	۶ "	
وابل کہیرا	اودلگ ہیرو سے	۵ "	
اسٹی	ایک قصبہ وابل کہیری سے	۸ "	
منود	اسٹی سے	۶ "	
پربہنی	ایک قصبہ منود سے	۵ "	پورنا ندی راستہ مین
نرنا	ایک قصبہ پربہنی سے	۶ "	
ناندیر	ایک قصبہ نرنا سے	۷۵	گنگا کہیر (۱) ایک دریا راستہ مین

(۱) گنگا کہیر دریا کا نام نہین بلکہ صحیح نام بائین گنگا ہے۔

پاٹودا	ایک قصبہ	نانڈیر سے	۵ کوس	
کندلوای		پاٹوداسے	۹ ،،	راستہ مین منگیرا ایک ندی اور لیلا اور ذنتاپور دو قصبہ
اندور	ایک قصبہ	کندلوای سے	۹ ،،	راستہ مین کوس ایک ندی
اندلوائی	ایک قصبہ	اندور سے	۴ ،،	
کالور		اندلوائی سے	۴ ،،	

ہم اس کے بعد قصبہ اندلوائی مین ہو کر گذرے جس مین کوئی خاص بات بجز اس کے قابل بیان نہین ہے کہ یہان بہت سی تلوارین خنجر اور برچھے بنا کرتے ہین۔ اور تمام ہندوستان مین فروخت ہوتے ہین ان ہتیارون کا لوہا کالا گہاٹ کے پہاڑ کی ایک کان سے نکلتا ہے جو اس قصبہ کے پاس ہے۔ اسوقت شہر سنسان ہو رہا تھا۔ یہان کے باشندے سیواجی کے بہائی[۱] کے خوف سے دور دور یا ہر ملک مین بہاگ کر چلے گئے تھے کیونکہ یہہ شخص شہر تک تاخت تاراج کرنے لگا تھا۔ ہم اندلوائی سے کچہہ دور آگے جا کر ٹھیرے اور دوسرے روز ۲۶ مارچ کو چار گھنٹہ کے سفر کے بعد ایک ایسی پہاڑی پر سے جو مختلف اقسام کے درختون کی سرسبزی کے لحاظ سے تمام روی زمین کے پہاڑیون سے زیادہ خوشنما ہے گذرے۔ کالور مین پہونچے جو مغلون کی عملداری کا آخری مقام ہے۔ یہہ جگہہ اورنگ آباد سے ۸۳ کوس دور ہے اور ہمین اوس مسافت کے طے کرتے ہین ۱۴ روز لگے۔

باقی سڑک کا حال جو گولکنڈہ تک ہے مین اوس وقت بیان کرونگا جب کہ گولکنڈہ

(۱) دکن مین شیواجی کے ہاتھ سے مخلوق جیسی تباہ و برباد ہوئی ایسی شیواجی کے زمانہ تک اوس سے پہلے کبہی کسی کے ہاتھ سے نہین ہوئی اس باب مین شیواجی کے برابر کوئی دوسرا شخص اوس سے پیشتر نہین گذرا اسی کمال کی وجہ سے جو اوسے مسلمانون کے خلاف مین حاصل ہوا تھا ہندون مین اوسکو دیوتا کی طرح ماننے لگے ہین۔

کی سلطنت کا حال لکھونگا۔ اورنگ آباد کے اس راستہ مین جس کا کہ مین ذکر کر رہا ہون
پہاڑ اور میدان دونون ملتے ہین۔ تمام میدانون کے زمینین اچھی ہین۔ بعض جگہ تو وہان
کے کہیت ہین باقی زمین مین کپاس[1] کے پیڑ املی بڑ کہجور وغیرہ ہوتے لگے ہین۔ یہ سب
زمینین متعدد دریاؤن سے سیراب ہوتی ہین۔ جو ادہر ادہر بہا کرتے ہین۔ سواے
ان کے بہت سے تالاب بہی ہین جن سے بیلون کے ذریعہ سے آب پاشی ہوتی تہی
انہین تالابون مین سے میننے ایک دنتاپور مین دیکھا جو ایک بندوق کی گولی کے
ٹپہ پر ہے اور سات آٹھ سو پیمایشی قدم[2] کے برابر لمبا ہے۔ اس تمام راستہ مین ہمین برق
و باد و بارش اور اولون سے بڑی تکلیف رہی یہا وے ایسے بڑے تھے جیسے مرغی
کے انڈے ہوتے ہین اور اگر کسی وقت ان مصائب سے کچھ فرصت ملتی تو بہی گرج
باقی رہتی جو تمام تمام دن اور تمام تمام رات ہوا کرتی تھی۔ ہر ایک مقام پر ہمین سوارون کے
رسالے ملتے تھے جو بادشاہ بیجاپور کے لیے تیار ہو رہے تھے۔ یہہ بادشاہ پہلے مغلون کو
خراج دیا کرتا تھا اور اب اوس نے خراج دینے سے انکار کر دیا تھا۔

اس صوبہ کے بیان کے خاتمہ پر اتنا اور کہنا ہے کہ یہہ تمام ٹیکریان اور پہاڑیان جن کا
مین نے ذکر کیا فقط اوسی پہاڑ کی ضمیمہ ہین جنہین بالاگہاٹ[3] کہتے ہین۔ جو ہندوستان کے

---

(۱) کپاس کے کہیت ہوتے ہین۔ موسیو تہیونو نے اسے بڑے پیڑون مین شاید شمار کیا ہے۔

(۲) ناپنے مین قدم کوئی پانچ فیٹ کا مانا جاتا ہے۔ مگر پیمایشی قدم وہ فاصلہ ہے جو چلتے وقت ایک ہی پیر کی ایڑی سے دوسرے پیر کی ایڑی تک ہو۔

(۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیو تہیونو کی مراد لفظ بالاگہاٹ سے بندہیاچل پہاڑ ہے۔ مگر یہہ پہاڑیان جن کا اونہون نے یہان ذکر کیا بندہیاچل پہاڑ سے کچھ تعلق نہین رکھتین اسیطرح گہاٹ کو جو اونہون نے لکھا کہ ہندوستان کے قریب قریب چارون طرف ہے یہہ بہی غلط ہے وہ ہندوستان مین صرف دکن کے مشرق و مغرب سے جنوب کو چلا گیا ہے۔

کے جغرافیہ نویسون کی راے کے بموجب ہندوستان کو جنوباً شمالاً دو حصون مین منقسم کرتا ہے۔ اور اسی طرح گہاٹ پہاڑ انہین جغرافیہ نویسون کے قول کے بموجب ہندوستان کے قریب قریب چارون طرف ہے۔

باب چہل و ہفتم

صوبہ تلنگانہ

پہلے تلنگانہ دکن کا ایک بڑا صوبہ تھا۔ اور گوا تک جو پرتگالیون کا ملک ہے پہونچتا تہا۔ اور بیجاپور جس کا صدر مقام تھا۔ مگر جب سے کہ اس ملک کے شمالی قطعات پر مغلون کا قبضہ ہوگیا ہے اور بیدر اور کلیان کو اونہون نے لے لیا ہے اس وقت سے مغلون اور بادشاہ دکن مین یہہ ملک تقسیم ہوگیا ہے جسے اب صوبہ بادشاہ بیجاپور کہتے ہین۔ اور جو حصہ اوس کا مغلون کے قبضہ مین ہے وہ ہندوستان مین شمار ہوتا ہے۔ تلنگانہ کے مشرق مین موسلی پٹم کی طرف گولکنڈہ کی سلطنت ہے مغرب مین صوبہ بگلانہ اور بیجاپور ہے۔ شمال مین بالا گہاٹ اور جنوب مین بیجانگر ہے۔ اب اس ملک کا بڑا شہر بیدر ہے۔ یہہ شہر اوس وقت جب وہان کی بادشاہت بالاگہاٹ مین شمار ہوتی تھے کبھی کبھی دکن سے بھی متعلق رہا ہے۔

بیدر بڑا شہر ہے۔ اوس کی فصیل خشتی ہے اور اوس پر دمدمے اور کچھ کچھ فاصلہ پر برج بنے ہوئے ہین۔ اوس پر بڑی بڑی توپین چڑہی ہوئی ہین جن مین سے بعض بعض کے منہ تین تین فیٹ چوڑے ہین۔ اس قلعہ مین تین ہزار فوج رہتی ہے جن مین سے آدہے سوار ہین اور آدہے پیدل اور سات سو گلتہ از کھی ہین۔ چونکہ

اہل دکن کے مقابلہ کے لیے یہ مقام نہایت کار آمد ہے اس لیے یہان کی فوج نہایت
عمدہ حالت مین رکھی جاتی ہے۔ اور یہان ہمیشہ یہ خطرہ رہتا ہے کہ کہین دشمن اچانک
نہ آجاے صوبہ دار ایک قلعہ مین شہر کے باہر رہتا ہے۔ یہہ صوبہ بڑا زرخیز ہے۔ اور
اوس وقت جب کہ مین یہان تھا یہان کا صوبہ دار بادشاہ شاہجہان اورنگ زیب کے
باپ کا سالا تھا۔ مگر چونکہ برہانپور کی صوبہ داری چاہتا تھا۔ جو اس جگہہ کی صوبہ داری
سے بہتر سمجھی جاتی ہے وہ وہان چلا گیا ہے۔ اور اوسکی درخواست اس کارگذاری
کی وجہہ سے منظور ہو گئی ہے کہ گذشتہ جنگ مین اس صوبہ دار نے بادشاہ بیجاپور
کی محاصر فوج کو بیدر سے ہٹا دیا تھا۔ کچھہ دنون بعد مین نے نئے صوبہ دار کو بیدر
کی سڑک پر جاتے دیکھا۔ یہ شخص صورت شکل کا اچھا اور عمر سے ادھیڑ تھا۔ وہ پالکی
مین جا رہا تھا اور پانچ سو سوار اچھے اچھے گھوڑون پر سوار اور اچھی اچھی وردیان پہنے
اوس کے ساتھ تھے۔ اور آگے آگے کتنے ہی پیادہ چلتے تھے ان کے ہاتھون مین
جھنڈیان تھین اور اون پر طلائی ملمع کیا ہوا تھا۔ اور اون کے پیچھے پیچھے سات ہاتی
بھی تھے۔ صوبہ دار کی پالکی کے پیچھے اور بھی کچھہ پالکیان تھین اوس مین عورتین بیٹھی
ہوئی تھین اون پر سرخ یا ناتی چادرین پڑی تھین ایک کھلی پالکی مین دو چھوٹے بچے
بھی تھے۔ ان تمام پالکیون کے بانس چاندی کی تلکیون یا پترون سے منڈھے تھے
ان کے پیچھے اور رتھہ عورتون سے بھرے ہوئے آئے۔ ورتھون کے بیل سفید تھے
اور تقریباً چھہ فیٹ اونچے تھے۔ ان سب سے پیچھے ساز و سامان کے چھکڑے اور
اونٹ آئے جن کے ساتھہ محافظ سوار تھے۔ اس صوبہ تلنگانہ سے مغلون کو
ایک کرور روپیہ سالانہ سے زیادہ محاصل وصول ہوتا ہے۔

ہندوستانیون کے اعتقادات سے زیادہ باطل اور کسی ملک کے آدمیون کے اعتقاد نہ ہونگے۔ ان لوگون کے اکثر پگوڈہین جن مین بڑی بڑی عظیم الشان مورتین بنی ہوئی ہین اون سے اون لوگون کے سوا جو اس مذہب کے معتقد ہین کسی کا عبادت کی طرف دل رجوع نہین ہوتا بلکہ ایک خوف پیدا ہوتا ہے۔ بہت پرست اکثر نہاتے دہوتے رہتے ہین۔ مرد عورت بچے صبح اوٹھتے ہی ندی کو چلے جاتے ہین۔ البتہ دولتمند گہرون مین نہاتے ہین۔ جب عورتون کے شوہر مرجاتے ہین تو ماتم پرسی یا تعزیت ادا کرنے کی رسم دریا پر ادا ہوتی ہے جہان عورتون کے رشتہ داران مستورات کو جنکے خاوند مرگیے ہین لیجاتے ہین یہی دریا پر جانے کی رسم اولاد کی پیدایش مین ادا کی جاتی ہے۔ اسوقت بھی عورتین دریا پر جاتی ہین جس آسانی سے کہ اس ملک مین بچون کی پیدایش ہوتی ہے شاید اور کسی ملک مین نہوتی ہوگی۔ جب یہہ نہا چکتے ہین تو ایک برہمن اون کی پیشانی پر زعفران اور صندل کا سفوف پانی مین گھولکر لگا دیتا ہے۔ پھر وہ گھر آکے ناشتہ کرتے ہین۔ چونکہ وہ بغیر نہائے دہوئے نہین کھاتے ہین اس لیے جو لوگ صبح دریا پر نہین جا سکتے دوپہر کو نہانے چلے جاتے ہین یا اگر موقع نہوا تو گھر ہی پر اشنان کرکے کھانا کھا لیتے ہین۔ چونکہ وہ اس شخص کے ہاتھ کا کھانا نہین کہاتے جو ان کی ذات کا نہو اس لیے وہ جب گھر کے باہر ہوتے ہین تو بھوکے رہتے ہین اور کسی جگہہ کھانا نہین کھاتے بلکہ بعض تو سوا اپنے ہاتھ کے پکے ہوئے کھانے کے اپنی برادری والے کے ہاتھ کا بھی نہین کھاتے۔ آٹے چانول اور کھانے پینے کی چیزین سوا بنیون کی دکانون کے اور کہین سے نہین لیتے۔

یہ بنیئے اور نیز برہمن اور کورمی مکھن ننا ناج ترکاریان شکر اور پھل کھاکر گذر کرتے ہین مچھلی اور گوشت نہین کھاتے پانی کے سوا کچھ نہین پیتے - کافی اور چاء(۱) البتہ پانی مین ڈال لیتے ہین وہ رکابیون مین کھانا نہین کھاتے کیونکہ انہین اندیشہ ہے کہ اس سے پہلے کسی غیر مذہب یا غیر قوم والے نے ان کا استعمال نکیا ہو - ان رکابیون کی جگہ وہ درختون کے بڑے بڑے پتون کو کام مین لاتے ہین اون مین وہ اپنا کھانا نکالکر کھاتے ہین اور کھانے کے بعد اونھین پھینک دیتے ہین ہان اُن مین کچھ ایسے لوگ بھی ہین جو صرف تن تنہا کھاتے ہین اور اپنی بی بی اور بچون کو بھی ساتھ کھلانا پسند نہین کرتے -

تاہم مجھسے لوگون نے یہ بیان کیا ہے کہ سال مین یہان ایک دن ایسا آتا ہے کہ جس روز برہمن سور کا گوشت کھاتے ہین - اور گو وہ اوسے بدنامی کے سبب سے چھپ کر کھاتے ہین - مگر اون کے مذہب مین اوس کی اجازت ہے - مجھے یقین ہے کہ اسی ملک مین ایسا نہین ہوتا بلکہ تمام ہندوستان مین یہی دستور ہے -

ان ہندؤن مین ایک اور بھی خوشی کا دن منایا جاتا ہے وہ اس روز معینہ پر آٹے کی ایک گاے بناتے ہین اس مین شہد بھرتے ہین اور پھر اُسے ذبح کرتے ہین اور اس کا پیٹ چاک کر ڈالتے ہین - پیٹ چاک ہوتے ہی شہد چارون طرف بہنے لگتا ہے - اسے گاے کا خون سمجھا جاتا ہے اور آٹا(۲) گاے کا گوشت سمجھکر کھایا جاتا ہے

(۱) یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین اوس زمانہ مین بھی چاء کا رواج تھا - گو کہ اسی زمانہ مین یہ چیز ہندوستان مین نہین آئی ہو بلکہ ڈہائی سو برس پیشتر سے اسکا یہان ہونا ثابت ہوتا ہے -

(۲) یہ آٹا غالباً پکا ہوا ہوتا ہوگا اور یہ گاے حلوے کی بنتی ہوگی - آجکل تو یہ رسم کہین سننے مین نہین آتی

سبب مجھے یہہ نہین معلوم کہ اس رسم کی اصلیت کیا ہے۔ کھتری یا رجپوت مرغیان تو نہین کھاتے مگر جس طرح ادنی درجہ کی قومین ہین اُسی طرح یہ بھی ہر قسم کی مچھلی اور گوشت کھاتے ہین۔ البتہ گاے کے گوشت سے پرہیز کرتے ہین اور اوس کی سب تعظیم کرتے ہین۔

ان بت پرستون مین اکثر روزہ رکھنے والے بڑے ہوتے ہین کوئی پندہرواڑا انہین ایسا نہین گذرتا کہ اوس مین وہ لنگن نہین مرتے اور جو بیس چوبیس گھنٹہ روزہ نہ رکھتے ہون یہہ تو اونکا صرف معمولی روزہ ہے اون مین بہت سے لوگ خصوصاً عورتین تو ایسے چھہ چھہ سات سات دن کا برابر روزہ رکھتے ہین۔ مین نے اون سے سنا ہے کہ اون مین ایسے بہی لوگ ہین جو ایک ایک مہینے کا روزہ رکھتے ہین۔ اس مدت مین وہ صرف ایک مٹھی چاول روزانہ کے سوا اور کچھہ نہین کھاتے۔ اور بعض ایسے ہین کہ وہ یہہ بھی نہین کہاتے بلکہ صرف پانی پی لیتے ہین۔ اس پانی مین وہ ایک درخت کی جڑ او بال لیتے ہین جسے وہ کریاتا کہتے ہین اور وہ کھمبات کے ملک مین پیدا ہوتی ہے۔ اور بہت بیماریون کو فائدہ بخش ہے۔ اس سے پانی کڑوا ہو جاتا ہے اور معدہ کو قوت دیتا ہے۔ جب کوئی عورت اپنے روزہ کا زمانہ ختم کر چکتی ہے اور اوسکی افطاری کا وقت آتا ہے تو اس کا پروہت برہمن اپنے دوستون کو ساتھہ لیکر روزہ دارنی کے گھر جاتا ہے اور ڈہول وغیرہ بجانے کے بعد اسے روزہ کھولنے کی اجازت دیتا ہے۔ اس قسم کے روزہ اکثر درتی اور سوگ وغیرہ فرقون کے ہندو اس صوبہ مین رکھا کرتے ہین اور اسی کے ساتھہ اور بہی قسم قسم کی سخت سخت تپسّیا ئین کیا کرتے ہین۔

باب چہل و ہشتم

صوبہ بگلانہ اور ہندوون کے شادی بیاہ

صوبہ بگلانہ نہ تو کچھ ایسا بڑا ہے اور نہ اوس مین ایسی آمدنی ہے جیسے کہ اور اونیس صوبون
کی ہے کیونکہ اس صوبہ سے مغلون کو صرف ساڑھے تین لاکھ لیور(۱) سالانہ کی آمدنی ہوتی
ہے۔ یہہ تلنگانہ گجرات بالاگھاٹ اور کوہستان علاقہ شیواجی سے محدود ہے
اس کا دارالحکومت شہر مولر ہے جب تک اسے مغلون نے نہین لیا تھا۔ یہہ صوبہ
دکن مین ہی شمار ہوتا تھا۔ مگر اب مغلستان مین ہے اسی صوبہ پر مغلون کی سرحد سے
پرتگالیون کا علاقہ ملتا ہے اور اون کی عملداری دامن کے ملک سے شروع ہوتی ہے۔
شہر دامن اونہین کا ہے۔ اور سورت سے ۲۱ کوس ہے۔ مسافر تین دن مین
اس شہر سے اُس شہر کو پہونچ جاتے ہین۔ وہ ایک خاصا اچھا بڑا شہر ہے فصیل مضبوط
ہے۔ اور قلعہ بھی نہایت اعلیٰ درجہ کا بنا ہوا ہے اوس کی سڑکین اچھی کشادہ
ہین۔ گرجے اور مکانات سنگ سفید کے بنے ہین جس سے شہر بڑا خوشنما
دکھائی دیتا ہے۔ عیسائی راہبون کی اوس مین کتنے ہی خانقاہین ہین۔ یہہ اور تمام
پرتگالی علاقہ جات کی طرح گوا کے ماتحت ہین۔ خصوصاً مذہبی اعتبار سے یہہ اوسی سے
متعلق ہے۔ وہان کے بشپ کا یہان ایک نائب رہتا ہے۔ یہہ ملک خلیج کھمبات کے
دہانہ کے قریب ہے پرتگالیون نے یہان مرد عورت بہت سے لوگ غلام بنا رکھے
ہین۔ جو اپنے مالکون کا کام کرتے ہین اور اون کی اولاد بھی اونہین کی غلام ہوتی ہے

(۱) لیور فرانسیسی سکہ ہے اور ۱½ شلنگ یا ۱½ روپیہ حالی کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے سوا پانچ لاکھ روپیہ سالانہ ہوے

پرتگالی اونھین جس طرح چاہین کام مین لاتے ہین دامن سے باسیم[1] ۱۸ کوس ہے
یہ شہر سطح سمندر سے ۱۹ ½ درجہ بلند ہے اوس کے گرد فصیل بنی ہوئی ہے اور اتنا ہی
بڑا ہے جتنا کہ دامن ہے۔ اوس مین بھی گرجے ہین۔ اور جیسے دامن کے مقام پر
ایک جیسواٹ فرقہ کے عیسائیون کا ایک کالج ہے اوسی طرح یہان بھی ہے۔

بسین سے بمبایم[2] تک چھہ کوس کا فاصلہ ہے۔ اس کا بندرگاہ بہت اچھا ہے
پرتگالیون نے ۱۶۶۲ء مین جب پرتگالیون کی شاہزادی کی بادشاہ انگلستان سے
شادی ہوئی تھی اپنی شہزادی کے جھیز مین اسے انگریزون کو دیدیا ہے۔ بمبئی سے
اور چھہ کوس جائین تو چاؤل[3] مین پہونچ جاتے ہین۔ چاول کے بندرگاہ مین داخلہ مشکل
سے ہوتا ہے۔ مگر کیسا ہی موسم خراب ہو یہان ہر طرح اُس سے امن رہتا ہے اور
کچھہ تکلیف نہین ہوتی یہہ اچھا شہر ہے اور یہان کا قلعہ جو ایک پہاڑی پر بنا ہے بڑا
مضبوط ہے۔ پرتگالیون نے اسے ۱۵۰۵ء مین لیا تھا۔

چاول سے دابل کا فاصلہ پورے اٹھارہ کوس ہے یہہ پُرانا شہر ہے اور ۱۷ ½ درجہ
عرض بلد پر واقع ہے۔ اس مین پانی ایک پاس کی پہاڑی پر سے آتا ہے۔ مرکان
اوس کے نیچے ہین۔ اور اوس کی قلعہ بندی بھی اچھی نہین ہے۔ مین نے سنا ہے
کہ شیوا جی نے باوجود اس کے کہ وہان قلعہ بھی ہے نہ صرف اوسے ہی لے لیا ہے
بلکہ راجاپور و نگلا راسی گڈہ وغیرہ ساحل دکن کے کتنے ہی مقام لے لیے ہین۔ دابل

---

(۱) جزیرہ بسین جو بمبئی کے پاس ہے۔

(۲) جزیرہ بمبئی جو آجکل ہندوستان کے مغرب رو سے زمین کے عمدہ بندرگاہون مین سے ہے۔

(۳) فارسی کا چیول۔

سے گوا تک تقریباً پچاس کوس کا فاصلہ ہوگا۔ یہہ مقام بیجاپور کے علاقہ مین ہے
چونکہ اس ساحل کے اکثر آدمیون کی آمدورفت سمندر مین ہوتی رہتی ہے اس لیے
اس ساحل کے ہندو سمندر کو نذرانہ اور بلیدان چڑہایا کرتے ہین۔ خصوصاً ایسی حالت
مین کہ ان کا کوئی دوست یا رشتہ دار سمندر کے سفر کو گیا ہو۔ مین نے خود یہہ چڑہاوا
چڑہاتے ایک مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک عورت اپنے ہاتھہ مین ایک ڈہلیا لائی جو تین
فیٹ لمبی ہوگی اوس پر کپڑا پڑا تھا۔ تین آدمی بانسلیان اور ڈہول بجاتے جاتے تھے
اور دو آدمی اور تھے جن کے سرون پر ٹوکریان کھانے اور میوے کی بہری ہوئی
رکھی تہین۔ جب وہ سمندر کے پاس پہونچے تو اونہون نے پہلے کچھہ اپنی دعائین پڑہکر
وہ ڈہلیان سمندر مین ڈالدی۔ اور کہانا جو وہ لائے تھے کنارہ پر رکھدیا۔ تاکہ کوئی غریب
آدمی آکر اوسے کہالے۔ مین نے ایسی نذرین چڑہاتے ہوے مسلمانون کو بھی
دیکھا ہے۔

یہہ ہندو ستمبر کے مہینے کے آخر مین ایک اور چڑہاوا چڑہایا کرتے ہین۔ اور کہتے ہین
کہ سمندر کھل جاے کیونکہ اون کے سمندر مین کوئی شخص مئی سے لیکر اس زمانہ تک
سفر نہین کرسکتا ہے اس عرصہ مین گویا ان کے سمندر کا رستہ ہی بند رہتا ہے۔ مگر اس
چڑہاوے مین سواے ناریل پھینکنے کے اور کوئی بڑی رسمین ادا نہین کی جاتین
ہر شخص صرف ایک ناریل پھیکا کرتا ہے۔ وہان اگر کوئی بات دیکھنے کے قابل ہی
تو صرف یہہ ہے کہ ناریل کے گرتے ہی بچے انہین نکالنے کے لیے سمندر مین کودپڑتے
ہین اور ناریل کو پکڑ لیتے تک وہ بہت سے جسمانی ورزشین دکھلاجاتے ہین۔
اس صوبہ مین اور نیز باقی تمام دکن کے ملک مین ہندو اپنے بچون کی شادی بہت

جلد کر دیتے ہین اس کے علاوہ شادی ہونے سے پہلے بھی انھین باہم ہم صحبت ہونے کا موقع دیدیتے ہین جیسا ہندوستان کے اور بھی اکثر حصون مین مروج ہے چار پانچ چھہ برس ہی کی عمر مین شادی کر دیتے ہین اور جون ہی دولہ دس برس اور دولھن آٹھہ برس کی ہوئی وہین دونو کا میل کر دیا - لیکن جس لڑکی کے ہان اوائل عمر ہی مین اولاد ہونے لگتے ہے اُس کے ہان اولاد کا ہونا جلدی بند بھی ہو جاتا ہے اکثر دیکھا گیا ہے کہ تیس برس کے بعد ان کے ہان کچھہ بھی نہین ہوتا - صورتنا سے بے صورت ہو کے منھہ پر جھریان پڑ جاتی ہین - ہان ہندوستان کے بعض مقامات مین اسیوجہ سے چودہ برس کی عمر سے پہلے دولہ کو ہم بستر نہین ہونے دیتے غرض ہندو جب چاہتے ہین اپنے بچون کا بیاہ کر دیتے ہین -

ہندو مسلمانون کی طرح ایک ہی دفعہ کئی بی بیان نہین کرتے بیوی کے مرتے پر وہ اگر چاہین تو دوسری بیوی کر سکتے ہین - اگر دوسری بھی مر جاے تو تیسری کر لیتے ہین - مگر کرتے ہین کواری لڑکی سے - اور بیوی کا ذات برادری کا ہونا بھی ضروری ہے -

ہندوستان مین ہندون کی کثرت ہونے کی وجہ سے شادی بیاہ کی بہت سی رسمین ادا کی جاتی ہین - برس مین بعض دن تو ایسے آتے ہین کہ بڑے بڑے شہرون مین ایک ہی ایک دن پانچ پانچ چھہ چھہ سو شادی بیاہ ہو جاتے ہین اور جس طرف شہر کی گلیون کو دیکھو سواے شادی کے احاطون کے اور کچھہ نظر ہی نہین آتا -

دولہ کے مکان کے سامنے راستہ پر جسقدر میدان ہے اسیقدر بڑا احاطہ ہوتا ہے چارون طرف لکڑیان کھڑی کر کے ان پر چھینٹین یا سفید کپڑا باندھکر مثل پردے کے

بنا لیتے ہین تاکہ مہمانون کو دہوپ اور آفتاب کی تپش سے آرام ملے پھر وہان ضیافتین کرتے اور خوشیان مناتے ہین۔

باب چہل ونہم

مردے اور ستی کی رسم

ہندؤن کی عورتون کا حال اون کے شوہرون سے بالکل مختلف ہے۔ کیونکہ جب اون کا شوہر مرجاتا ہے تو وہ دوسرا شوہر ہرگز نہین کرسکتین۔ شوہر کے مرنے پر وہ اپنے بال منڈوا دیتے ہین شوہر کے مرنے پر اون کی عمر پانچ چھہ برس کی ہی کیون نہو اگر وہ اپنے آپ کو جلاکر خاک نہ کردین تو ہمیشہ بیوہ کے ہی طور پر رہا کرتی ہین اور یہہ واقعات بہت کثرت سے ہوتے ہین۔ مگر بیوگی کی حالت مین ان کی جان سولی پر رہتی ہے اون کے رشتہ دار اور گھر والے اونہین حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین۔ اور چاہتے ہین کہ کسی طرح وہ مرجائین۔ کیسی ہی وہ پارسائی اور نیک بختی اختیار کرین مگر اون کے رشتہ دارون مین عزت سہاگن پنے کی سی نہین ہوتی۔ اور گو وہ کیسی ہی نوجوان اور خوبصورت ہون مگر ایسا بہت ہی کم ہوا ہے کہ اونہین دوسرا شوہر ملجاے بلکہ مزید بران یہہ ہوتا ہے کہ اگر اونھون نے بیوگی کے قانون کو توڑ ڈالا تو معلوم ہوتے پر وہ ذات برادری سے خارج کردی جاتی ہین۔ اس لیے جنھین دوسرا خاوند کرنا ہوتا ہی وہ یا تو مسلمان ہوجاتی ہین یا عیسائی یہی وجہ ہے کہ ہندو بیواؤن کا ان کے خاوند کی لاش کے ساتھہ چتا مین جل جانا بڑا افتخار قومی خیال کرتے ہین۔ ستی ہونے کی وجہ دریافت کی جاتی ہے تو ہندو جواب دیتے ہین کہ یہہ ہمیشہ سے ہوتی آئی ہے گویا یہہ

کہکر وہ اپنی ظالمانہ غیرت مندی کو قدامت کے پردہ مین چھپاتے ہین۔

اگر کوئی ہندو مرد ہو یا عورت ایسا جرم کرے کہ اسے ذات برادری سے خارج کر دیا جاے مثلاً ایک ہندنی نے مسلمان سے آشنائی کرلی اور وہ برادری سے نکالی گئی اور پھر وہ اپنی برادری مین ملنا چاہے تو اُسے ایک معینہ مدت تک وہ اناج کھانا پڑیگا جو گاے کے گوبر مین ہوتا ہے۔

ہندوستان مین سب سے زیادہ مروج طریق جو مردون کے ٹھکانے لگانے کا ہے وہ یہہ ہی ہے کہ مرنے کے بعد مردہ کو کسی ندی نالاب مین جو کسی مندر کے قریب ہو نہلا کر چتا مین جلا دیتے ہین اور پھر راکھہ سمیٹ کر اُسی پانی مین بہا دیتے ہین۔ بعض ملکون مین دریا کے کنارہ ہی پر راکھہ چھوڑ دیتے ہین۔ مگر دفن کرنے کا طریق اپنے اپنے ملکون مین جدا جدا ہے۔ بعض ملکون مین کرسی پر مردہ کو بٹھا کر اوپر سے بغیر جوڑ کا اچھے کپڑے پہنا کر لیجاتے ہین۔ ڈھول بجاتے ہوے اس کے رشتہ دار اور دوست اس کے ساتھ ہوتے ہین۔ پھر معمولی غسل کے بعد لکڑیان اوس کے آس پاس چن دیتے ہین اور اوس کی بی بی جو خوش خوش اوس کے ساتھ ہوتی ہے وہان اوسکی چتا پر پاس بیٹھکر گاتی ہے اور بہت ہی خوشی ظاہر کرتی ہے ایک برہمن اس لکڑی سے جو لکڑیون کے بیچ مین ہوتی ہے۔ اس ستی ہونے والی عورت کا بند ہن باندہ کر آگ دیدیتا ہے پھر اون کے دوست خوشبودار تیل اوس پر ڈالتے ہین اور ایک لمحہ مین دونون جسم جلکر خاکستر ہو جاتے ہین۔

بعض ملکون مین ارتھی دریا کی طرف چھپا کر لیجاتے ہین۔ وہان مردہ کو غسل دیکر اگر وہ اچھا تر کہ چھوڑ جاتا ہے تو اوسے ایک جھونپڑے مین خوشبودار لکڑیون کے بیچ مین رکھ

دیتے ہین جب اوس کی بی بی جو ستی ہونے کو ہے اپنے رشتہ دارون کی اجازت لیکر اس دلیری سے آتی ہے کہ تمام مجمع کے آدمی اُس کی ذات والے یہ جان لین کہ مرنے سے نہین ڈرتی پھر وہ اوس جھونپڑے مین جاتی ہے اور اپنے شوہر کے سر کو اپنے زانو پر رکھ لیتی ہے۔ پھر وہ برہمن سے چاہتی ہے کہ اوسے دعا دے اور کہتی ہے کہ جلد آگ لگا دے چنانچہ وہ لگا دیتا ہے اور اس مین ہرگز دریغ نہین کرتا

بعض مقامات مین وہ چوری چھپی گھر سے گئے ہے یہی پہلے ہی سے کھود رکھتے ہین اور اُنمین باروت جیسی چیزین بھر دیتے ہین۔ پھر اوس مین مردہ کی لاش کو ڈالدیتے ہین اور برہمن اوس کی بی بی کو جو اِس وقت اظہار استقلال اور بے خوفی کے لیے گاتی اور ناچتی ہوتی ہے اوس مین ڈھکیل دیتا ہے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ باندیان بھی اپنے بیبیون کو جلتا دیکھکر اپنے آپ کو اوس گڑھے مین محبت کی وجہ سے ڈالدیتی ہین۔ پھر ان جسمون کی راکھ اوٹھاکر دریا مین بہا دیتے ہین۔ بعض مقامات کا یہ دستور ہے کہ مردے کو قبر مین چار زانو بٹھا دیتے ہین اور اس متوفی کی بیوی اسیکے ساتھ ایک ہی قبر مین زندہ بٹھا دی جاتی ہے۔ اور پھر اسپر مٹی ڈالنا شروع کرتے ہین یہانتک کہ عورت کے گلے تک مٹی پہونچ جاتی ہے پھر برہمن اس عورت کا گلا گھونٹکر اسے اس کے خاوند کے ساتھ راہی ملک بقا کر دیتا ہے۔

اس کے سوا اور بھی مردون کی تدفین وغیرہ کے قواعد ہندون مین جاری ہین۔ مگر عورتون کو ان کے شوہرون کے ساتھ جلانے کا خبط ایسا ہولناک ہے کہ جس کے بیان سے میرا دل لرزتا ہے اور مین زیادہ اس معاملہ مین لکھنا نہین چاہتا۔

آخر مین اس امر کا اظہار بھی مین ضروری سمجھتا ہون کہ ہندوستان مین بادشاہِ اسلام

ان مظلوم عورتون کی پوری خوشش قسمتی کا باعث ہے کہ وہ انہین ان ناخدا ترس برہمنون کے ظالم پنجون سے جوان کے بیگناہ خون کرنے کے شایق رہتے ہین بچاتا ہے -

پھر بیچاریان ستی ہونے کے وقت اپنے چاندی سونے کے زیورات پہنکر بیٹھتی ہین اور جلنے کے بعد چاندی سونے کے بہنڈ سواے ان مہاتا برہمنون کے اور کوئی نہین لے سکتا اسی لالچ مین یہہ ان کی جان لیتے ہین -

لیکن یہہ بہت اچھی بات ہوگئی کہ شاہان مغلیہ اور دوسرے سلاطین اسلام نے اپنے اپنے صوبہ دارون کو سخت تاکیدی احکام دیدے ہین کہ جہانتک ہوسکے اس زبون تر اور ہولناک رسم کا بیخ تک ماردین اور کوشش کی جاے کہ یہہ بالکل نیست و نابود ہوجاے - اب اگر ہندو کسی عورت کا ستی ہونا چاہتے ہین تو انہین بڑی بڑی خوشامدین کرنی پڑتی ہین نذرانین دیتے ہین منتین کرتے ہین جب کہین چوری چھپے وہ اجازت دیدی تو دیدی -

ورنہ اس سخت امتناعی حکم نے تو ہزارون بیگناہ عورتون کی جان بچادی ہے اور اب ستی ہونا بھی کوئی عیب نہین رہا - کیونکہ ایک زبردست ہاتھ نے انہین بچایا ہے اب یہہ بات تو ہے نہین کہ وہ اپنی طرف سے نہین جلین اور زندہ بچ رہین کہ انہین اپنی ذات برادری والون مین کچھہ شرم آئے -
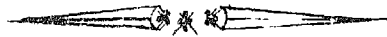
مقالہ دوم

باب اول

دکن و مالابار

ہندوستانیون کے بیان کے بموجب (بشرطیکہ اون کے قول کو تسلیم کر لیا جاے) سابق مین دکن کی سلطنت بڑی زبردست تھی۔ اوس مین وہ تمام ملک جو مابین خلیج کھمبات و خلیج بنگالہ کے سمندر تک چلا گیا ہے شامل تھا اور ایک بادشاہ ان پر حکمرانی کرتا تھا اور صوبہ جات بالاگھاٹ و تلنگانہ و بگلانہ جو شمال کی جانب ہین اسی کی عملداری مین شمار کئے جاتے تھے۔ اس کی قوت کی بانگی دیکھکر یہہ حکم لگا سکتے ہین کہ ہندوستان مین بادشاہ دکن سے اور کوئی دوسرا زبردست بادشاہ نہ تھا لیکن رفتہ رفتہ اس سلطنت کے ٹکڑے ہونے لگے۔ اور اس اخیر زمانہ کے شروع مین جب کہ پرتکالیون کے فتوحات کا سیلان آیا اُس کے بہت سے جدا جدا علاقے ہو گئے کیونکہ پرتکالیون کے آنے کے وقت کالیکٹ کوچین کنانور اور کولم کے ساحل مالابار پر علیحدہ علیحدہ حکمران تھے ایک اور حاکم مقام نرسنگہ[1] مین حکومت کرتا تھا۔ اور بعض جمہوری حکومتین بھی یہان موجود تھین۔ اور اوس حاکم کی حکومت جسے دکن کا بادشاہ کہتے تھے علاقہ

---

(۱) نرسنگہ سے مراد یہان بیجانگر کا راج معلوم ہوتا ہے۔ یورپ والے بیجانگر کو اسی نام سے پکارتے تھے۔

کھمبایت گجرات کے حدود تک محدود تھی اور اس کی انتہا سے عملداری مملکت[1] گوا پر ختم ہو جاتی تھی اور گوا ابھی اسکی زیر نگین نہ تھا۔

کالیکٹ ہندوستان مین وہ پہلا ہی مقام ہے جسے پرتگالیون نے بسرداری واسکوڈی گاما سنہ ۱۴۹۸ع مین دریافت کیا تھا یہان کے راجہ نے پہلے تو اونکی بڑی خاطرداری کی۔ مگر عرب تاجرون کے بہکانے سے آخر اونھین تباہ کرنا چاہا۔ بگاڑ ہوتے ہی انھین ہندوستان مین بڑی بڑی لڑائیان اسی راجہ سے لڑنی پڑین۔ کوچین کے راجہ نے اون سے دوستی کرلی۔ اور کنانور اور کولم کے راجاؤن نے اونھین اپنے ملک مین تجارت کرنے کی غرض سے بلایا۔

مالابار جس پر راجاؤن کی حکومت ہے کنانور سے شروع ہو کر راس کماری تک چلا جاتا ہے۔ ان سب راجاؤن مین زبردست کالیکٹ کا راجہ تھا جس کی سامرن (سامری) یا شہنشاہ کی سی حالت تھی۔ بندرگاہ کالیکٹ جو ۱۱ درجہ ۲۲ دقیقہ عرض بلد پر واقع ہے شہر سے کچھ فاصلہ پر ہے۔ جب تک یہان پرتگالی نہین آئے تھے تجارت کے لحاظ سے یہ مقام سب سے بڑا بندرگاہ تھا۔ اور چارون طرف سے جہازون کی آمدورفت کثرت سے رہتی تھی۔ شہر کی فصیل نہین ہے کیونکہ بنیاد قایم کرنے کے لیے زمین کھود دیتے ہین تو پانی نکل آتا ہے۔ اور اوس مین بنیاد نہین قایم کیجا سکتی کالیکٹ کا طرز عمارت بھی اچھا نہین ہے۔ البتہ شاہی محلات اور کچھ پیگڈ (پیگوڈا یا مندر) اچھے بنے ہوے ہین شہر کے مکانات ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہین ہین اور اس مین

(۱) گجرات کے حاکم کو دکن کا حاکم نہ پچھلے زمانہ مین کہتے تھے۔ اور نہ حال کے زمانہ مین سمجھتے ہین۔ یہ موسیو تھیونو کی غلطی ہے۔

بڑے سے دلکشا باغ ہین اور زندگی کے تمام مایحتاج شہر مین بافراط ملتے ہین۔

کوچین کا راجہ پرتگالیون کا نہایت دوست تھا۔ کیونکہ ملک چھن جانے کے بعد پرتگالیون نے مدد دیکر کالیکٹ کے راجہ سے اسکا ملک واپس دلوایا تھا گویہ ملک ان ہی کی دوستی کی وجہ سے چھینا گیا تھا اور پھر ایسے خلا ملا ہوئے کہ راجہ نے شہر کے ایک حصہ مین انھین قلعہ بنانے کی اجازت دیدی۔ جسے سمندر کی طرف ہونے کی وجہ سے نشیبی کوچین کہتے ہین۔ اور جدہر راجہ رہتا ہے بالائی کوچین کہلاتا ہے۔ ان دونون محلون کے درمیان صرف پاؤ کوس کا فاصلہ ہے۔ یہہ قلعہ پرتگالیون کے قبضہ مین ایک مدت رہا۔ مگر تین چار برس ہوئے کہ ڈچ نے اون سے وہ قلعہ چھین لیا ہے۔

کوچین کا بندرگاہ بہت اعلی درجہ کا ہے۔ ساحل کے پاس پانی کا عمق چھ فیدم[1] ہے اور جہاز سے کنارہ پر تختہ ڈالکر باسانی اوتر آتے ہین۔ کالیکٹ سے کوچین ۳۶ کوس ہے اور ایک دریا کے کنارہ آباد ہے اور اوس کے گرد و نواح سوا سے کالی مرچون کے جو بکثرت ہوتی ہین اور کچھ نہین ہوتا۔ اس ملک مین مرض فیل پا بہت ہے۔ مین نے خود اپنی آنکھون سے ایک آدمی ایسی ایک پاؤن کا دیکھا تھا۔ مگر یہہ بات نہین ہے کہ باپ کے سبب سے بیٹے کا بھی ایسا ہی پاؤن ہو۔ کیونکہ اس ملک کے دستور کے موافق ایک عورت کئی خاوندون کی بیوی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے یہہ نہین معلوم ہو سکتا کہ بچے کا باپ کون ہے وراثت مین بہن کے بچے کو ترجیح دیجاتی ہے کیونکہ عورت کی اولاد مین نسل کے بدلنے کا کوئی شبہ نہین ہوتا بہنون کو اختیار ہے گو وہ راجہ کی ہی بہنین کیون نہ ہون جس نائر یعنے بہلے مانس کو وہ چاہین اپنے لیے منتخب کرلین۔ جب کوئی نائر ان بہنیون کے کمرہ کے اندر جاتا ہے تو وہ اپنی چھری

(1) فیدم ایک طولانی پیمانہ ہے جو چھ فیٹ یا دو گز لمبا ہوتا ہے۔ اور اکثر پانی کی گہرائی ناپنے کے کام مین آتا ہے

یا تلوار دروازہ پر چھوڑ جاتا ہے تاکہ دوسرا شخص وہ چیزین دیکھکر اندر نہ آسکے۔ یہہ دستور تمام ملک مالابار مین جاری ہے۔

اس زمانہ تک یہہ دستور تھا کہ مالابار کے راجہ کی رسم گدی نشینی سمندر کے کنارہ ادا ہوا کرتی تھی گو یہہ مقام پرتگالیون کے قبضہ مین تہا۔ مگر ڈچ کے قبضہ مین ہونے کی وجہ سے ملک کی رسم کنارہ پر ادا ہونی موقوف ہو گئی۔ جب ڈچ لوگون نے اوس سے کہا کہ رسم تاج پوشی یہان ادا کیجے۔ تو اوس نے جواب مین انسے کہلا بھیجا کہ مجھے آپ سے کوئی تعلق نہین ہے۔ جب یہہ مقام پرتگالیون کے قبضہ مین آجائیگا تو یہہ رسم وہان ادا کیجائیگی۔ ورنہ کچھ ضرور نہین۔ اس سبب سے ڈچ لوگون نے اوس راجہ کے خاندان کے ایک شخص کو بلاکر وہان راجہ بنایا اور رسم تاج پوشی ادا کی۔ اور اوسے سامری یا شہنشاہ کا خطاب دیا جیسا کہ کالیکٹ کے راجاون کا ہوتا ہے۔

اب جو کوچین کا اصلی راجہ ہے وہ اپنے چچا جاگیردار تنور کے پاس تنور اپنے ملک کے قدیمی دار الحکومت کو چلا گیا ہے جو کوچین سے آٹھ کوس ہے یہہ لوگ چھوٹی چھوٹی کشتیون مین بیٹھکر ایک شہر سے دوسرے شہر کو براہ دریا چلے جاتے ہین دریا کا نظارہ نہایت خوشنما اور فرحت انگیز ہے۔

یہہ نائر یعنی شرفاء جن کا ہم ذکر کر رہے ہین اپنے کو بڑا عالیخاندان اور شریف سمجھتے ہین۔ اور انکا خیال ہے کہ ہم سورج[1] کی اولاد مین ہین۔ البتہ پرتگالیون کو اب وہ اپنے سے بڑا سمجھنے لگے ہین۔ اور اس فوقیت پر خونریزی ہو چکی ہے پرتگالی جنرل نے اس بحث کے طے کرنے کے لیے جو ہمیشہ ان مین ہوا کرتی تھی کوچین کے راجہ سے کچھ

(۱) یعنی اپنے آپ کو سورج بنسی نسل مین شمار کرتے ہین۔

ٹھیرایا کہ ایک پرتگالی اور ایک نائر میدان مین چھوڑے جائین اگر نائر جیت جاسے تو
پرتگالی اونہین اپنے سے بڑا سمجھنے لگین - اور اگر پرتگالی غالب رہے تو نایر پرتگالیون
کو بڑا سمجھین - جب لڑائی ہوئی تو نایر مغلوب ہوا - اوس وقت سے پرتگالی نائرون سے
بڑھکر سمجھے جاتے ہین - نائر بدن سے ننگے رہتے ہین صرف کمر سے زانو تک ایک کپڑا[۱]
پہنے ہوتے ہین - سر پر پگڑی باندہتے اور ہاتھ مین ہمیشہ ننگی تلوار اور اوس کے ساتھ
ایک ڈہال بھی رکھتے ہین ان نائرون کی عورتین بھی ایسا ہی لباس پہنتی ہین - یہان تک
کہ رانی کا بھی یہی لباس ہے - نائرون مین شرافت کے مدارج مقرر ہین - کوئی زیادہ
شریف ہین اور کوئی کم مگر جو کم درجہ شریف ہین وہ اپنے سے زیادہ شریف کو زیادہ شریف
سمجھتے ہین اور کچھ برا نہین مانتے -

وہ ایک کفار کی ذات سے نہایت نفرت رکھتے ہین جن کو وہ پولیا کہتے ہین - اگر ایک
نائر کسی پولیا کے اسقدر قریب آجاے کہ اوس کی سانس اوس تک پہونچ سکے تو نائر
سمجھتا ہے کہ وہ ناپاک ہوگیا - اور مجبوراً اوس پولیا کو قتل کر دیتا ہے - کیونکہ اگر وہ اوسے
قتل نہ کرے اور راجہ کو یہہ بات معلوم ہو جاے تو راجہ اوس نائر کو مروا دیتا ہے اور اگر
راجہ اوسے قتل نہ کرے تو غلام کے طور پر اوسے فروخت تو ضرور ہی کر دیتا ہے لیکن نائر
کو اس پولیا کے قتل کے علاوہ پاک ہونے کے بڑے بڑے رسومات کے ساتھ نہانا
دہونا بھی پڑتا ہے تب جاکر کہین پاک ہوتا ہے -

اب اس غرض سے کہ کہین یہہ کم بخت اتفاق نہ پڑ جاے جب کبھی پولیے گھرون سے
باہر کھیتون مین نکلتے ہین تو متواتر "پو پو" پکارتے جاتے ہین تاکہ نائر اگر کہین وہان ہون

(۱) یعنی دہوتی باندہے رہتے ہین -

تو ہٹ جائین - اگر کوئی تائر یہہ اواز پوپو کی سن لیتا ہے تو چلا کر "دو کو کوئیا" بولدیتا ہے
جس سے پولیا جان لیتا ہے کہ یہان کوئی تائر ہے اور راستہ چھوڑ کر علیحدہ ہٹ جاتا ہی
کہ تائر کہین اوس کے سامنے نہ پڑ جاسے - چونکہ پولیے شہر مین نہین آسکتے - اور
جب اُنھین کسی ایسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے جو شہر مین ہی ملتی ہے تو وہ شہر کے
باہر سے ہی اوسے مانگتے ہین - اور جہانتک ہوسکتا ہے چلا کر کہتے ہین اور لین دین
کے لیے جو مقام مقرر ہے وہان قیمت رکھدیتے ہین - جب وہ کہہ چکتے ہین اور قیمت بھی
رکھدیتے ہین تو وہ وہان سے الگ ہو جاتے ہین - اور بیچنے والا وہ چیز جو اوس نے
مانگی ہے ضرور ہی وہان لاکر رکھدیتا ہے - اور جو قیمت کہ واجبی ہوتی ہے وہ لے لیتا
ہے - اور جب وہ وہان سے چلا جاتا ہے تو پولیا آتا ہے اور وہ چیز اوٹھا کر لیجاتا ہے -
یہان کی لڑائیون مین گھوڑے سوار محض بیکار ہین - ان سے کوچین اور تمام مالابار مین
کچھہ کام نہین لیا جاتا جو لوگ کہ سوار ہو کر لڑنا چاہتے ہین وہ ہاتھیون پر سوار ہو کر لڑتے
ہین - یہان کوہستان مین ہاتی بہت ہوتے ہین اور تمام ہندوستان کے ہاتیون سے
اس کوہستان کا ہاتی بڑا ہوتا ہے - یہان کے باشندے ایک تالاب کی ایک کرامت
کی ایک جھوٹی کھانی بیان کیا کرتے ہین اور اس طرز سے کہتے ہین کہ اوس کے سچے
ہونے مین کسی کو کچھہ شک نہین رہتا - کیونکہ وہ اوس تالاب کی نہایت ہی درجہ تعظیم
کرتے ہین - یہہ قدیمی تالاب ایک مندر کے بیچ مین واقع ہے - اور یہہ عظیم الشان مندر
ایک دریا کے کنارہ پر بنا ہوا ہے جسے پرتگالی رایولارگو کہتے ہین جو کوچین سے کرنگانور تک
بہتا ہے - اور اس مندر کا نام "دو قسم کا مندر" ہے - وہ کہتے ہین کہ یہہ تالاب جو مندر مین
ہے زمین کے نیچے نیچے اس ندی سے ملا ہوا ہے - جب کوئی بڑی بحث آکر پڑتی ہے

اور اوس کے تصفیہ کے لیے قسم کھانا ہوتی ہے تو قسم کھانیوالے کو اس تالاب پر لاتے ہین اور ایک ناکے کو اوس مین سے بولا لیتے ہین جو وہان پہلے رہا کرتے تھے۔ پھر اس آدمی کو اوس پر سوار کراتے ہین اور وہان وہ قسم کھاتا ہے۔ اگر اوس نے سچی قسم کھائی تو وہ ناکا اوسے تالاب کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ کو لیجاتا ہے اور پھر جہان سے لیگیا تھا وہین صحیح وسلامت لاکر پہونچا دیتا ہے اور اگر اوس نے جھوٹی قسم کھائی تو وہ جانور اوسے ایک کنارہ پر لیجاتا ہے اور پھر وسط تالاب مین مع آدمی کے غوطہ مار جاتا ہے۔ اگرچہ اس زمانہ مین وہان ناکے نہین ہین تب بھی لوگ کہتے ہین کہ یہہ روایت صحیح ہے اور یہان ایسا ہوتا رہا ہے۔

کولم جو اسی نام کی ایک چھوٹی سی سلطنت کا نام ہے کوچین سے جنوب کی جانب ۲۴ کوس پر ہے۔ لیکن راجہ اکثر وہان نہین رہا کرتا۔ جب تک کہ کالیکٹ کی شہرت نہین ہوئی تھی۔ تمام تجارت اس ملک کے کولم سے ہی ہوا کرتی تھی۔ اور اوس وقت اس شہر مین خوب چہل پہل آبادی اور رونق تھی۔ لیکن اب تو دولت اور آبادی دونون کے لحاظ سے بہت گھٹ گیا ہے۔ اوس کا بندرگاہ تو خوب محفوظ مقام ہے اور سمندر کا پانی بہت دور تک دریا مین اوپر کی طرف چلا آتا ہے۔ کولم اور کوچین مین سینٹ ٹامس فرقے کے عیسائی بہت پائے جاتے ہین ان کا بیان ہے کہ جو تعلیم سینٹ ٹامس نے ہمارے بزرگون کو دی تھی ہم خاص اوسی پر چلتے ہین۔ یہہ لوگ اوس کوہستان مین بھی بکثرت آباد ہین جو کوچین سے سینٹ ٹامس کو براہ مدراجاتا ہے وہ اپنی مذہبی تعلیم مین سریانی زبان کا استعمال کرتے ہین۔ ان مین سے اکثر راجا ے کوچین کی عملداری مین رہتے ہین اور اسی عملداری مین کچھ یہودیون کے خاندانون کی بھی بود و باش ہے۔ مین نے سنا ہے

کہ یہان ایک اور چھوٹی سے حکومت ہے جس کا نام کارگیلن ہے - اور جس کا ایک چھوٹا سا راجہ ہے اور یہان جنوبی جانب مالایا ختم ہوکر شمال مین کنانور سے شروع ہوتا ہے - کنانور کا لنگرگاہ اچھا ہے - اور یہہ ایک بڑا قصبہ ہے یہان کا چھوٹا سا راجہ یہان نہین رہا کرتا - اسکی قیامگاہ سیدھی سمندر سے کچھ دور فاصلہ پر واقع ہے اس کے ملک مین مایحتاج زندگی سب موجود ہین - پرتگالی ہمیشہ اوس کے دوست رہے ہین اور بہت سے اوس کے ملک مین رہتے ہین -

برگار کوکتال اور ماٹینگو کے مالاباری بحر ہند مین بڑے بحری ڈاکو ہین اور ملک مین چوری یہی لوگ کرتے ہین - اگرچہ حکام اون کو نیست و نابود کرنے کی فکر مین رہتے ہین اور یہا نتک سختی کرتے ہین کہ ادنی سے پان کی چوری پر اونہین قتل کرڈالتے ہین اور سخت عذابون سے مارتے ہین مگر یہہ پھر بھی باز نہین آتے مثلاً حاکم مجرم کے ہاتھ باندھ کر اونذہا لٹا دیتے ہین اور چھالیا کی لکڑی کا ایک نوکدار بہالا اون کے بدن مین گھسیڑ کر چت کر دیتے ہین اور وہ نوکدار لکڑی ان کے بدن مین گھسی رہتی ہے پھر اوسے زمین سے نہایت مضبوط باندہ دیتے ہین اور مجرم اوس نیزہ سے خوب زور سے بندہا ہوتا ہے کہ ہل بھی نہین سکتا اور اسی طرح سے مرکر رہجاتا ہے -

تمام مالاباری اوسی طرح سے جیسے ہم لکھتے ہین دست چپ سے دست راست کو کہجور کے پتون پر لکھتے ہین اور حرف بنانے کے لیے وہ ایک خنجر سا کم از کم ایک فٹ لمبا کام مین لاتے ہین - جو خطوط وہ لوگ اپنے دوستون کو ان پتون پر لکھتے ہین اونہین ریشمی رومالون کی طرح گولا بنا کر لپیٹ دیتے ہین - ان پتون کی کتابین بھی بنا لیتے ہین اور سب پتون کو ایک ڈوری مین نتھی کر دیتے ہین - اور انہین ورقون کے برابر

تختیان لیکر اونہین اون کے بیچ مین رکہدیتے ہین۔ اون کے یہان بہت سی قدیم زمانہ
کی کتابین بھی پائی جاتی ہین جو سب کی سب نظم مین ہین جن کے وہ بہت بڑے
شایق ہین۔ مین جانتا ہون کہ ناظرین اون کے حروف دیکھنے سے بہت خوش ہونگے
اس لیے مینے اون کی الف بے تے اپنی کتاب مین لکھدی ہے(۱)۔ یہان برہمنونکی
عزت زیادہ ہے مالابار کے راجاون مین باہم کیسی ہی لڑائی کیون نہ ہو کوئی شخص
ان برہمنون کو ایذا نہین پہونچاتا۔ مگر ان برہمنون مین اکثر بڑے ریاکار بھی ہوتے ہین
اور مخلوق کو بڑے دہوکے دیتے ہین۔ مالابار کے ملک مین بعض تہوارون مین یہان
کے باشندے پاگلون کی طرح لڑائی لڑتے ہین اور بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک
دوسرے کو قتل کرڈالتے ہین۔ مگر اون کا عقیدہ ہے کہ جو ان لڑائیون مین مارے
جاتے ہین اُنہین قطعی نجات نصیب ہوتی ہے۔

بنیگل اور اولالہ کے راجہ اس کے شمال مین ہین۔ اور منگلور جو ۱۰ درجہ اور کچھ زاید
عرض بلد پر واقع ہے راجہ بنیگل کے قبضہ مین ہے۔ یہ ایک بدنما سا شہر بارسلور سے
بارہ کوس پر واقع ہے۔ اور بارسلور کا اونور سے بارہ کوس کا فاصلہ ہے۔ ان ملکون کو
جن مین یہ مقامات واقع ہین کنانور کہتے ہین باقی آگے گوا تک ساحل پر یون ہی سی
آبادی ہے۔ صرف ایک اونور شہر ہے۔ جو گوا سے ۱۸ کوس ہے اوس کا بندرگاہ
محفوظ ہے اور دو دریاون سے بنتا ہے جو ملکر سمندر مین قلعہ کے نیچے گرتے ہین۔ اور
یہ قلعہ ایک اچھی بلند چٹان پر واقع ہے۔ قلعہ کی بہ نسبت شہر اور بھی خراب ہے
صرف اعیان شہر حاکم کے پاس قلعہ مین رہتے ہین۔ اکثر پرتگالیون نے بھی وہین

(۱) اسکی ہمنے بے ضرورت سمجھکر نقل نہین کی۔

مکان بنائے ہین یہہ چودہ درجہ عرض بلد پر واقع ہے۔ باقی دکن شمال کو سورت کے
قریب قریب بادشاہ وزیاپور یا پرتگالیون کے قبضہ مین ہے۔ انگریز بمبئی پر قابض
ہین اور کچہہ مقامات سیواجی کے قبضہ مین بہی ہین۔ ان ساحل کے راجاؤن کے الگ
الگ سالانہ آمدنی مشکل سے۔ ہمارے ملک فرانس کے ایک صوبہ کے گورنر کے
برابر ہوگی۔ تاہم باوجود انقلابات دکن کے جو دوسرے قطعات مین ہو گئے ہین
یہہ لوگ بالکل خود مختار ہین۔

باب دوم

انقلاب دکن

جسے دکن کا آخری یا آخری سے پہلا بادشاہ کہنا چاہیے کوہستان بنگالہ کا شیر خان(۱) نام راجہ تھا اور اپنی قوت کے گھمنڈ مین اوس نے اپنا نہایت متکبرانہ لقب شاہ عالم اختیار کیا تھا۔ اور تمام ہندوستان کے حاکم اوس سے کانپتے تھے۔ یہہ بنگالہ مین ایک کیپٹن (فوجی سردار) تھا اور بغاوت کر کے اوس نے وہان کے بادشاہ کو قتل کر دیا تھا اوس نے نہ صرف اس سلطنت اور پٹھانون ہی پر اپنا سکہ جمایا تھا بلکہ پاس پڑوس کی تمام سلطنتون کو بھی دبا لیا تھا۔ یہانتک کہ مغلون کے سب سے پہلے بادشاہ ہمایون کو بھی دہلی سے اوس نے خارج کر دیا۔ جیسے کہ اس ملک کو ایک ہندوستانی بادشاہ سیلم(۲) سے چھینا تھا اور اُس کے ساتھ وزیاپور (بیجاپور)، بیس نگر (بیجانگر)، کرناٹس (کرناٹک) اور گولکنڈہ کی سلطنتین بھی اوس کے قبضہ مین آگئی تہین۔ لیکن یہہ ایک بڑی تعجب کی بات ہے کہ جب اس طرح تمام ہندوستان پر اوس کا خوف چہا رہا تھا سلطنت سے اسکا دل برداشتہ ہو گیا۔ اور اوس نے اپنے ایک چچازاد بھائی کے جس کا نام

(۱) یہہ غلط ہے۔ شیر خان کی دکن پر حکومت کبھی نہین ہوئی۔ شیر خان سہسرام کا رہنے والا تھا اور بنگالہ کا حاکم تھا اور ہمایون کو نکال کر ہندوستان کا بادشاہ ہو گیا تھا۔

(۲) ہمایون نہ تو مغلون کا پہلا بادشاہ تھا اور نہ سیلم سے اوسنے حکومت چھینی تھی۔ بابر نے ابراہیم لودہی کو پانی پت کے میدان مین شکست دی تھی۔ اور ہمایون اوسکے بعد اوس کا بیٹا ہندوستان کا بادشاہ ہوا تھا۔ دکن کی کوئی سلطنت اوسکے قبضہ مین کبھی نہین آئی۔

شاید داؤکو اسے سلطنت تفویض کردی - اور اوسے بادشاہ کرکے خود بنگالہ مین
عزلت گزین ہوگیا -

لیکن جن مسلمان سپہ سالارون نے اوس کی فتوحات مین جان لڑائی تھی
اور اس کے پسینہ کی جگہہ اپنا خون بہانے کو ہر وقت مستعد رہتے تھے وہ ان کی بڑی
قدر کرتا تھا اور اسیوجہہ سے اس نے اپنے جانشین سے عہد لیا تھا - کہ میرے
بعد سردار ہمیشہ اپنے عہدون پر مستقل رہین گے نئے حکمران نے اون
سردارون کو نہ صرف اپنی حکومتون پر بحال ہی رکھا - بلکہ شاہ عالم کو خوش کرنے کے لیے
اونھین اپنی طرف سے اور بھی علاقے دیے - اور اونھین اپنے مشیرون مین داخل
ہونیکا فخر بخشا شاہ عالم کی زندگی تک تو یہہ سپہ سالار اپنے آقا کے ساتھ بڑی وفاداری
سے پیش آتے رہے اور اوس کی حکومت کی تقویت کا باعث ہوئے لیکن جب سنہ ۱۵۵ع
مین وہ مرگیا تو ہمایون نے جسے شاہ طہماسپ بادشاہ فارس نے اپنے بہن کی التجا پر
مدد دی تھی اس بادشاہ کو ہندوستان مین واپس آکر شکست دی - پھر بے وفا
سپہ سالار بجاے اسکے کہ اپنے محسن کے ساتھ وفاداری کرتے اور اپنے دشمنون سے
اپنے ملک اور عزت کے لیے سینہ سپر ہوتے اُلٹے اپنے آقا کے خلاف ہوگئے اور
نہایت بے دردی سے اوس کے تمام جان نثار عہدہ دارون کو مار ڈالا - اور آخر خود
بادشاہ کو بھی گرفتار (۱) کرکے بیدر کے قلعہ مین قید کردیا - اور انھین سازشیون مین سے ایک

(۱) یہہ حکایت بالکل غلط ہے - گولکنڈہ بیجاپور اور احمد نگر کے بادشاہون نے کسی
بادشاہ کو مار کر سلطنت نہین لی تھی - بلکہ بہمنیہ خاندان کے آخری بادشاہ محمود شاہ کی عیاشی کے
سبب سے یہہ لوگ خود مختار بن بیٹھے تھے -

شخص نے اوس پر اتنی سختی توڑی کہ وہ بیچارہ وہین جان بحق تسلیم ہوگیا - پھر انھون نے اوس کے ملک پر حملہ کرکے اوسے صوبون مین تقسیم کر لیا - اور اون پر قابض ہو گئے اون مین تین بڑے بڑے سازش کرنے والے تھے - نظام شاہ قطب شاہ - عادل شاہ اب یہہ تینون غاصب بادشاہ بنے اور وزیاپور (بیجاپور) بیس نگریا کرناٹک اور گولکنڈہ مین اپنی اپنی سلطنتین قایم کین - وزیاپور نظام شاہ(۱) کے حصہ مین آیا - جیسے ہندوستانی شاہی خاندان کا بیان کیا جاتا ہے بیس(۲) نگر کا عادل شاہ اور گولکنڈہ کا قطب شاہ مالک ہوا اب تک ان کے جانشین وہی لقب جو بانیان خاندان کا تھا اختیار کرتے چلے آتے ہین -

ان کے علاوہ چونکہ اور بھی سپہ سالار اس سازش مین شریک تھے اس لیے ان کی علیحدہ علیحدہ حکومتین دکن مین قایم ہوگئی تھین - لیکن آخر کو ان کے مقبوضات بھی ان ہی تینون مذکورالصدر بادشاہون یا ان کے جانشینون کے قبضہ مین آ گئے -

یہہ تینون سردار بہ آزادی اوس وقت تک اپنے اپنے ملکون پر قابض رہے جب تک کہ وہ ہوشیاری کے ساتھ انتظام سلطنت کرتے رہے اور ایک دفعہ انھون نے ایک بڑی مشہور لڑائی مین مغلیہ فوج کو شکست بھی دی - مگر اپنی حکومتون کے آخر زمانہ مین ان مین نا اتفاقی ہوگئی - اور یہہ نا اتفاقی بعد ازان ان کی اولاد مین سلطنت کے ساتھ ورثہ مین ملی مگر کائیان مغلون نے ان کی باہمی نااتفاقی دور کرنے کے لیے کچھ بھی کوشش نہ کی - اور رفتہ رفتہ اون سے صوبہ جات بالاگھاٹ تلنگانہ اور بکلانہ یعنی اونکے

(۱) نظام شاہی خاندان والے جو احمد نگر کے حاکم تھے (نہ بیجاپور کے) ایک ہندو کی اولاد مین ہین جو قصبہ پاتری کا رہنے والا تھا

(۲) عادل شاہی خاندان بیجاپور مین تھا نہ بیجانگر مین -

ملک کا بہت بڑا حصہ چھین لیا۔ اورنگ زیب نے وزیاپور کے بہت سے شہروں پر قبضہ
کرلیا۔ حالانکہ وہ ابھی تک صرف ایک صوبہ کا صوبہ دار ہی تھا اگر بیس نگر کا راجہ اپنے
پڑوسی کی مدد کرتا تو ایسا کبھی نہ ہوتا۔ جب کہ سنہ ۱۶۵۰ع میں بادشاہ وزیاپور نے متعلون
سے صلح کرلی تو راجہ بیس نگر کی مدد دینے کے باعث اوس نے بادشاہ گولکنڈہ سے
راجہ بیس نگر کے خلاف میں اتفاق کیا۔ اور اوس سے جنگ شروع کردی۔ یہاں تک
کہ اوس کو نہایت تنگ کرکے اوس کی سلطنت ہی چھین لی گولکنڈہ کے بادشاہ نے
وہ خطہ لے لیا۔ جو ساحل کارومنڈل کے قریب تھا۔ اور بادشاہ وزیاپور اس حصہ پر قابض
ہوگیا۔ جو اس کے ملک کے متصل تھا۔ اور ملک کو فتح کرتا ہوا راس ناکا پٹم تک چلا گیا۔
یہانتک کہ عادل شاہ کے پاس کوئی ملک نہ رہا۔ اور وہ بیچارہ آخر کوہستان میں بھاگنے پر
مجبور ہوا۔ جہاں وہ اپنی سلطنت سے محروم اب تک موجود ہے۔ اوس کی سلطنت کا
بڑا شہر ویلور تھا۔ جو سینیٹ ٹامس سے پانچ منزل پر ہے مگر اس شہر پر اور نیز جنجی پر اس
وقت بادشاہ وزیاپور کا قبضہ ہے۔ اور اور بھی کرناٹک کے بہت سے مقامات اوسی
کے حیطۂ اقتدار میں ہیں۔

اس سلطنت کرناٹس یا بیس نگر کے حد جیسے پہلے ترسنگہ کہتے تھے گولکنڈہ کے
جنوب میں تین منزل کے فاصلہ سے شروع ہوتی ہے۔ اوس میں بہت سے شہر تھے
اور اوس کا علاقہ ساحل کارومنڈل یعنی ساحل مالابار تک جنوب کو راس کماری کے قریب تک چلا گیا تھا
اور اسی میں وزیاپور بھی تھا اور نیز وہ سب علاقہ بھی داخل تھا جو خلیج کھمبات سے
مغرب میں خلیج بنگالہ تک مشرق میں پھیلا ہوا ہے اس مملکت کا جو حصہ کہ اب وزیاپور
کے بادشاہ کے قبضہ میں آگیا ہے اوس پر ایک حبشی یا مفریس کا پوڑھا۔ راجہ کلی

درضا قلی، نام قابض ہے۔ جس نے اوسے بڑی بہادری کے ساتھ فتح کیا تھا۔ یہہ راجا
جسے بادشاہ نے نیک نام خان کا خطاب دیا ہے۔ ہندوستان مین ایسا بڑا دولتمند
ہے کہ ہندوستان کی رعایا مین کوئی اوس کے برابر دولتمند نہین ہے۔

جب مین کرناٹس مین تہا تو بادشاہان وزیاپور و گولکنڈہ نے ایک راجا پر چڑہائی کی
تھی یہہ راجا ایک قلعہ مین پناہ گیر ہو گیا تھا جو ان دونون حکومتون کے وسط مین واقع
تہا اور وہان سے وہ نکل نکل کر ڈاکہ مارا کرتا تہا۔ اور اوس کی ڈاکہ زنی کا شمار نہ تھا جس
وقت وزیاپور اور شاہان مغلیہ سے پچھلی لڑائی ہوئی ہے تو اوس وقت مغلون کی
اشتعالک سے اس راجہ نے وزیاپور اور گولکنڈہ کے علاقہ مین بہت کچھہ لوٹ مار
مچائی تہی۔ جس سے ان لوگون نے اوس کی خبر لینا ضروری سمجہا۔ اور اوس کا قلعہ
چھینکر اوسے قید کیا اور تمام ملک و مال پر قابض و متصرف ہو گئے۔

وزیاپور کے مشرق مین کرناٹس اور بالاگہاٹ کا پہاڑ ہے مغرب مین پرتگالیون کا
علاقہ ہے شمال مین گجرات اور علاقہ بالاگہاٹ اور جنوب مین مدورا کے نائک کا ملک ہے
جس کا علاقہ راس کماری تک چلا گیا ہے۔ یہہ نائک اور نیز تانجور کا نائک بادشاہ
وزیاپور کو خراج دیتا ہے پہلے اسے تانجور کے علاقہ مین ناگاپٹم ٹرنکوبار وغیرہ ساحل
کارومنڈل کے کئی شہر داخل تھے۔ مگر لیکن یہہ مقام بادشاہ وزیاپور نے اوس سے
چہین لیے تہے اس کے بعد ناگاپٹم پرتگالیون کے قبضہ مین آگیا۔ اور اب اون سے
ڈچ لوگون نے چہین لیا ہے۔ اور وہ ہی اوس کے مالک ہو گئے ہین ڈنمارک والون
نے بہی ایک مقام پر یہان قبضہ کر لیا ہے۔ اور ٹرنکوبار کی جانب ایک قلعہ بنا لیا ہے
سینٹ ٹامس سے پیدل ڈاکی کا پانچ دن کا راستہ ہے جسے یہان نپام (پیغامبر)

کہا کرتے ہین۔

اب ایک مشہور و معروف ترینی پگوڈ (پیگوڈا یا مندر) کا حال سنئے جو راس کماری سے کچھ بہت دور نہین ہے۔ اور مدوراکے تالک کے توالع مین سے ہی۔ اوس مین ایک تو بڑا پرستش کا مکان ہے اور اوس کے چارون طرف چھہ ٹے چھوٹے بہت سے پگوڈ ہین۔ ان کے علاوہ برہمنون اور مندر کے خادمون کے اس کثرت سے وہان مکان بنے ہوے ہین۔ کہ یہہ مقام ایک شہر کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ اس مندر مین دولت ٹھس ماٹھس بہری ہوئی ہے۔

دکن کے بادشاہون مین وزیاپور کا بادشاہ سب سے زبردست ہی اوس کا دارالحکومت وزیاپور مین ہے۔ اور دارالحکومت ہی کے نام سے یہہ سلطنت پکاری جاتی ہے اسکے سوا اوس کی عملداری مین اور بھی بہت سے شہر و قصبات ہین اور کاراپٹن دابل راجاپور ونگرلا تین چار بندرگاہ بھی اوسی کے علاقہ مین ہین مگر مین نے سنا ہے کہ راجہ شیواجی نے حال ہی مین ان ملکون مین کچھہ مقامات اوس سے لے لیے ہین شہر وزیاپور کا محیط چار پانچ کوس کا ہے۔ اوس کے گرد وہری فصیل بنی ہوئی ہے اور دیوار پر بڑی بڑی توپین چڑھی ہوئی ہین۔ اور اس کے گرد ایک گہری کہائی کہدی ہوئی ہے بادشاہ کے محلات شہر کے وسط مین ہین۔ اور اون کے گرد بھی ایک خندق ہے جس مین لبالب پانی بہرا ہے اور اوس مین گھریال اور ناکے رہا کرتے ہین۔ اس شہر کے گرد کتنے ہی محلات آباد ہین۔ اون مین سنارون اور جوہریون کی کثرت سے دکانین ہین مگر باوجود اس کے تجارت بہت ہی کم ہے۔ اور کچھہ بہت سی مشہور چیزین بھی وہان نہین ہین۔

وزیاپور مین جو بادشاہ کہ آجکل حکومت کر رہا ہے یہہ ایک یتیم لڑکا تھا اور بادشاہ
اور اوس کی بیگم نے اوسے بطور اپنے بیٹے کے پرورش کیا تھا - بادشاہ کے مرنے
کے بعد بادشاہ بیگم نے از دیاد محبت سے اسی کو تخت سلطنت پر بیٹھا دیا اور اوسکی
نابالغی کی وجہ سے عنان حکومت اپنے ہی ہاتھ مین رکھی - مگر دن بدن سلطنت کمزور
ہوتی جاتی ہے اور راجہ شیواجی برابر اپنی ترقی کی لین ڈوری بڑہاتا چلا جاتا ہے -

باب سوم

گوا

شہر گوا کے سید ہے جنوب مین جو اسی نام کے ایک جزیرہ مین آباد ہے اور جسے
تلسوری بھی کہتے ہین وزیاپور واقع ہے جو ۱۵ درجہ ۴۰ دقیقہ عرض بلد پر دریاے منڈوا کے
کنارہ آباد ہے - یہہ دریا گوا سے دو کوس پر جاکر سمندر مین گرتا ہے - اور یہہ بندرگاہ اس
دریا کے باعث سے تمام روے زمین کے عمدہ بندرگاہون مین سے ہو گیا ہے بعض
لوگ یہہ سمجھتے ہین کہ یہہ مقام علاقہ وزیاپور مین ہے مگر ایسا نہین ہے - جب پرتگالی یہان
آئے تہے تو یہہ مقام ایک سردار زابائم[1] کے علاقہ مین تھا - جس نے انہین بہت
ستایا تھا - تاہم البوکرک فروری ۱۵۱۰ء مین یہان کا مالک ہو گیا - مگر یہہ فتح اہل شہر وقلعہ
کی محض بزدلی سے اسے نصیب ہوئی تہی جنہون نے بیچون وچرا ٹھنڈے سے پیٹون

---

(۱) اس نام کا صحیح پتا کسی تاریخ مین نہین چلتا - شاید یہہ یوسف عادل شاہ کے کسی سردار کا نام ہو - یا اوس بحری قزاق
تو جی سے مراد ہو جس نے البوکرک کیساتھ ہو کر یہہ مقام اوسے فتح کرا دیا تھا مگر وہ کوئی خود مختار سردار نہ تھا بلکہ جب
پرتگالی یہان آئے تو انہون نے یہہ مقام ۱۵۱۹ھ مین بیجاپور کے بادشاہ سے چھینا تھا اور اوسی کی عملداری اوس وقت یہان تھی

قلعہ اور شہر اس کے حوالہ کردیا - اور شاہ پرتگال کی اطاعت قبول کرلی -
اس شہر کی ایک معقول فصیل ہے - برجون پر توپین چڑھی ہوئی ہین - اس جزیرہ کے گرد خشکی کی جانب فصیل اس غرض سے بنائی گئی ہے کہ غلام بھاگ نہ جاسکین سمندر کی طرف اون کے بھاگنے کا اونہین کچھہ خوف نہین ہے - کیونکہ سمندر مین جتنے چھوٹے چھوٹے جزیرے یا جزیرہ نما ہین وہ سب پرتگالیون کے ہین اور وہان سب اونہین کی رعایا آباد ہے - اس جزیرہ مین غلہ مویشی اور جانور اور فواکہ بکثرت ہین اور شیرین پانی بھی جابجا موجود ہے - شہر گوا پرتگالیون کے اون تمام مقبوضات کا دار الحکومت ہے جنپر اونھون نے ہندوستان مین قبضہ کرلیا ہے وایسرائے اور انکوئزیٹیر جنرل یہین رہتے ہین - اور جس قدر حکام مذہبی یا ملکی اون قطعات کے ہین جو پرتگال والون کے ہندوستان مین تابع ہین وہ سب انھین کے ماتحت ہین البوکرک ۱۵۱۶ء مین اور سینٹ فرانسیس زیویر ۱۵۵۲ء مین یہین دفن ہوئے تھے -
دریاے منڈوا کی یہان کے برہمن اور بت پرست وغیرہ اسیطرح پرستش کرتے ہین جسطرح شمالی ہند مین گنگا متبرک سمجھی اور پوجی جاتی ہے - اور جب اون کا وقت معین آتا ہے تو وہان میلے ہوا کرتے ہین اور دور دور سے لوگ وہان پرستش کو جاتے ہین - گوا ایک بڑا شہر ہے اوس مین اچھے اچھے گرجے عمدہ عمدہ خانقاہین اور خوبصورت خوبصورت محلات بنے ہوے ہین - اور مرد وعورت کتنے ہی عیسائی فرقون کے وہان موجود ہین - ان مین سے صرف جیسواٹ فرقہ والون کے پانچ مذہبی مکان ہین جب تک کہ پرتگالیون کی بیہودگیون کے باعث ڈچ کے ہاتھون ان کی تجارت تباہ وبرباد نہوئی تھی ہندوستان مین کوئی قوم دولتمندی مین ان کا لگا نہ کھا سکتی تھی -

باب چہارم

سلطنت گولکنڈہ

بہاگ نگر

وزیاپور کے بعد دکن مین سب سے زبردست بادشاہ گولکنڈہ کا ہے۔ مشرق کی طرف اوس کی سلطنت بحر بنگالہ سے ملتی ہے۔ شمال مین اوڑیسہ کا کوہستان ہے۔ جنوب مین بیس نگر یا پرانی نرسنگہ کی عملداری کے بہت سے اضلاع ہین جو اب وزیاپور کی عملداری مین ہین۔ مغرب مین سلطنت مغلیہ کا صوبہ بالاگھاٹ ہے اور اس متاستان کی سرحد پر اون کے ملک کا اخیر گانون کالور واقع ہے۔ اس گانون مین محصول لیا کرتے ہین۔ اور محصول وصول کرنے والے نہایت سخت اور ظالم ہین۔ جب وہ مسافر سے محصول مانگتے ہین اور اون کے حسب دلخواہ اون کو محصول نہین ملتا تو وہ نہایت زور سے چلاتے ہین اور ہتیلی سے منھ کو بجا بجا کر دولے لے لے، پکارتے ہین۔ اس دغدغہ کے گھنٹہ کی آواز سنکر جو بہت دور تک جاتی ہے برہنہ بدن چارون طرف سے مرد دوڑتے ہوے چلے آتے ہین کسی کے ہاتھ مین ڈنڈا کسی کے ہاتھ مین برچھا کسی کے پاس تیر کمان اور بعض بندوقین چھتیاے ہوئے ہوتے ہین وہ زبردستی اپنے حسب دلخواہ مسافر سے محصول وصول کر لیتے ہین محصول دیدینے کے بعد بھی جان بچانی مشکل پڑجاتی ہے۔

متاستان اور گولکنڈہ کے سرحدی نشان کالور سے کوئی ڈیڑہ کوس پر بنے ہوئے ہین

یہہ نشان کیا ہین صرف درخت ہین جنہین وہ مہوے کے نام سے پکارتے ہین۔ یہہ مغلونکی عملداری کے سرحدی نشان ہین۔ اور جبہی کہ اس سے آگے بڑہین تو ایک چھوٹی سی ندی کے او سطرف کہجور کے درخت ہین۔ جو صرف اس مطلب سے لگائے گئے ہین کہ وہان سے گولکنڈہ کی عملداری شروع ہوتی ہے یہان کے محصول وصول کرنے والے مغلون کے محصول گیرون کی سختی اور تشدد مین کان کاٹتے ہین۔ آدمی ان کے ظلمون کا متحمل نہین ہوسکتا۔ اس کی وجہ یہہ ہے کہ یہہ لوگ بادشاہ کے نام سے محصول نہین لیتے۔ بلکہ اون جاگیر دارون کے نام سے لیتے ہین کہ جنکی جاگیر مین وہ گانون واقع ہین۔ اور اس سبب سے وہ جسقدر چاہتے ہین مسافرون سے وصول کر لیتے ہین۔ ہمین کئی افسر ایسے ملے جنہون نے ہم سے بجاے بیس۲ روپیہ محصول معینہ کے پچاس روپیہ وصول کیے۔ اور چونکہ ان ظالمون نے ہم سے بیجا روپیہ وصول کیا تھا جب ہم نے اون سے روپیہ کی رسید طلب کی تو اونہون نے وہ بھی نہ دی۔ کالور اور بہاگ نگر کے صرف ۳ ۴ کوس کے فاصلہ مین ہمین سولہ عہدہ دارون کو محصول ادا کرنے مین سخت پریشانی اوٹھانی پڑی۔ یہہ محصول برہمن وصول کرتے ہین جو بنیون کے بہ نسبت لین دین مین زیادہ تر سخت اور بے رحم ہوتے ہین۔

کالور سے جب ہم بہاگ نگر کو گئے ہین تو ہمین راستہ مین سواے یکنور کے کوئی شہر نہین ملا۔ البتہ ہم سے داہنے بائین کئے شہر ملے جو راستہ سے کچھ کچھ فاصلہ پر تھے۔ راستہ مین ہمین اٹھارہ(۱) گانون پڑے۔ نواب پاس

کالور سے بہاگ نگر کا راستہ

مقام	فاصلہ
ملاریڈی پیٹھہ کالور سے	۳ یا ۴ کوس
یہان یکنور ایک قصبہ ہے	
ملنار ملاریڈی پیٹھہ سے	۶ ″
دیکل پلی ملنار سے	۶ ″
پارسل وینگلی پلی سے	۳ ″
بہاگ نگر پارسل سے	۴ ″

(۱) راستہ مین سب اٹھارہ گانون آیے۔ اور سولہ مقام پر محصول ادا کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قریب قریب ہر گانون مین محصول دینا پڑتا تھا

علاقہ کا صوبہ دار ایک چھوٹے سے قصبہ مارسل مین رہتا ہے - جہان ہم چھہ روز مین کاروان کے ساتھہ پہونچے تھے - غرض کہ کوئی ایسا مقام راستہ مین نہین ہے جس کی سبزی مسافر کی تر و تازگی کے باعث ہو البتہ کھیتیون کی کچھہ سبزی نظر آتی ہے کیونکہ چاول اور اور غلہ کے کھیت ہر جگہہ پر ہین اور جا بجا بکثرت خوشنما تالاب بھی نظر آتے ہین - اس سلطنت کا پایہ تخت بھاگ نگر ہے جسے فارسی مین حیدر آباد کے نام سے پکارتے ہین - یہہ شہر وِزیاپور سے چودہ پندرہ کوس ہے - اور ۱۷ درجہ ۱۰ دقیقہ عرض بلد پر ایک بڑے میدان مین واقع ہے جس کے چارون طرف شہر سے کئی کوس تک چھوٹی چھوٹی پہاڑیان ہین - ان پہاڑیون سے یہان کی آب و ہوا بہت عمدہ ہو گئی ہے - سوا اس کے گولکنڈہ کا ملک بہت اونچا ہے - بیرون بلدہ کے مکانات جہان ہم آکر ٹھیرے تھے صرف مٹی کے بنے ہین اور اون پر چھپر پڑے ہین - اور ایسے نیچے اور بدقطع بنے ہین کہ جھونپڑیون سے بڑھکر اونہین نہین کہہ سکتے - اس صحرا مین ہم ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک گئے - یہہ بہت لمبا ہے اور پل تک برابر چلا جاتا ہے - ہم یہان پل پر جاکر ٹھیرے کہ شہر کے کوتوال سے ہمین اندر جانے کے لیے اجازت نامہ آجاوے - کیونکہ تجارتی مال پہلے کوتوال کے مکان پر بھیجا جاتا تھا مگر ایک ایرانی مسمی اک تقر[1] نے جس پر بادشاہ کی بڑی عنایت تھی اور جس کی اس کاروان کے بڑے سوداگر سے ملاقات تھی - ہمارے آنے کی خبر سنکر ایک شخص کو فوراً حکم دیکر بھیجا - کہ ہمین مال و اسباب سمیت اندر آنے دین - چنانچہ ہم پل پر گذر گئے - جس کی صرف تین محرابین ہین وہ تقریباً تین فیدم چوڑا اور بڑے بڑے پتھرون سے

(۱) اس نام کا صحیح تلفظ نہین معلوم ہوا -

پٹا ہوا ہے تروانڈی اس پل کے نیچے سے بہتی ہے جو اس وقت صرف ایک نالہ
معلوم ہوتی تھی اگرچہ بارش کے وقت اوسقدر بڑی ہو جاتی ہے جس قدر کہ پیرس مین
دریاے سین لاور سکے آگے ہو جاتا ہے - پل کی انتہا پر تہ مین شہر کے دروازے ملے
جو ایک پھاٹک کے سوا اور زیادہ کام نہین دیسکتے - غرض کہ ہم داخل ہو کر کوئی پاؤ گھنٹہ
تک برابر ایک لنبی سڑک پر چلے گئے جس کے دونون طرف مکانات بنے ہوئے
تھے - مگر وہ بھی ایسے ہی نیچے تھے جیسے کہ بیرون بلدہ مین تھے - اور اسی مصالح
سے بنے ہوئے تھے - مگر یہان تروتازہ اور خوشنما باغ بھی انکین بنے ہوئے ہین -

ہم ایک سرا ے مین یہان پہونچے جو نعمت اللہ خان کے نام سے مشہور ہے
اور اوس کا دروازہ اسی سڑک پر ہی - ہر ایک شخص وہان جا کہ فروکش ہوا - مین نے
بھی دو روپیہ ماہوار پر ایک کمرہ اوس مین کرایہ پر لے لیا - اس شہر کی لمبائی اوس کی
چوڑائی سے زیادہ ہے - اور پل سے چار مینار تک سیدھا لمبا چلا گیا ہے لیکن چار مینار
سے آگے بعد سڑک سیدھی نہین ہے - مین نے چلتے وقت اس شہر کی لمبائی ناپی
اور جب چار مینار تک پہونچا - اور وہان سے مجھے دست چپ کی طرف پھرنا پڑا - اور
ایک میدان مین ہو کر ایک اور سڑک ملی جو شہر کے دروازہ کو جہانتک کہ مین جانا چاہتا
تھا چلے گئی ہے - جب سب مین نے ناپ لیا - تو معلوم ہوا کہ بھاگ نگر ۵۶۵۰ قدم
لمبا ہے یعنی پل سے چار مینار تک ۲۴۵۰ قدم اور چار مینار سے میدان مین ہو کر اوس
دروازہ تک جہان سے موسلی پٹم کو راستہ جاتا ہے ۳۲۰۰ قدم ہے - اس سے
آگے بھی بیرون بلدہ کی آبادی ہے جو ۱۱۰۰ قدم تک چلی گئی ہے -

یہان شہر مین کتنے ہی میدان یا بازار کے چوک ہین - مگر سب سے اچھا وہ چوک ہے

جو بادشاہ کی ڈیوڑھی کے روبرو ہے۔ اس چوک کے مشرق اور مغرب کی طرف دو بڑے بڑے دیوان خانے ہین۔ جو زمین مین بہت نیچے تک چلے گیے ہین۔ اون کی چھتین لکڑی کی ہین اور زمین سے پانچ فیدم اونچی ہین۔ اور چار ستونون پر قایم ہین۔ یہہ چھت چوڑی ہے اور ہر اون پر پتھر کے اڑانے یا کہنیے رکھے ہوے ہین۔ اور کونون پر برجیان بنی ہین ان دونون دیوان خانونمین کو توال کی کچہری ہوتی ہے اور دیوانخانون کے پیچھے جیلخانے ہین ہر ایک مین سامنے کے رخ پر ان مین پانی کا ایک ایک حوض بھی ہے اسیطرح کے اڑانے گرد اگرد برآمدون مین بھی چلے گیے ہین۔ شاہی محلات اوس کے شمال مین ہین جس کے سامنے ایک برآمدہ بنا ہوا ہے۔ جہان دن مین کئی بار جب بادشاہ شہر مین ہوتا ہے تو نقارچی آکر نوبت بجایا کرتے ہین۔

اس میدان کے بیچ مین اور شاہی محلات کے روبرو ایک دیوار ہے جو تین فیٹ موٹی اور چھہ فیدم اونچی اور لمبی ہے۔ اس سے آگے ہاتھیون کی لڑائی ہوتی ہے یہہ دیوار لڑائی کے مقام کے بیچ مین ہے۔ جب ہاتی لڑائی کے لیے ست کیے جاتے ہین تو وہ اس دیوار کی دونون طرف چلے آتے ہین۔ جب غصہ مین بھر جاتے ہین تو وہ اوسے فوراً توڑ ڈالتے ہین۔ معمولی مکانات مین سے اس جگہہ دو فیدم سے کوئی اونچا نہین ہے۔ وہ انہین اس لیے اونچا نہین بناتے تا کہ گرمیون مین تازی ہوا کے آنے مین کوئی روک نہو ان مکانات مین اکثر تو مٹی کے ہی بنے ہوے ہین مگر جو لوگ صاحب ثروت و عزت ہین اون کے مکانات اچھے خوبصورت ہین۔

محلسرا سے شاہی جو ۳۸۰ قدم لمبی ہے نہ صرف اس چوک کی ایک حد کو پوری گھیرے ہوئے ہے۔ بلکہ چار مینار تک چلی گئی ہے۔ اور یہان جاکر اوس کے کنارون تک

کوشک بنا دیے گئے ہین - اس محلسرا کی دیوارون پر جو جگاداری پتھرون کی بنی ہوئی ہین تہوڑے تہوڑے فاصلہ پر آدہے آدہے برج ہین - چوک کی طرف کوبہت سے کہڑکیان اور کہلا ہوا برآمدہ تماشا دیکہنے کے لیے بنا ہوا ہے - کہتے ہین کہ یہہ محلسرا اندر سے بہت ہی خوبصورت ہے اور اوس کے سب سے بلند کمرون مین بھی پانی پہونچایا گیا ہے پانی بہت دور سے آتا ہے - اور آکر چار میتار کے اوپر ایک حوض مین جمع ہوتا ہے وہان نلون کے ذریعہ سے محلات مین جاتا ہے - کوئی شخص اس حویلی کے اندر بادشاہ کی خاص اجازت بغیر نہین جاسکتا - اور بادشاہ کی اجازت بھی بہت ہی کم مل سکتی ہے - نہین نہین عام لوگون مین سے کوئی شخص اوس کے پاس نہین جاسکتا اور وہان کچھ دور حد معین کردی گئی ہے جس کے قریب ہوکر کسی کو جانے کی اجازت نہین - اس شہر مین ایک اور بھی چوک ہے جہان بڑے بڑے امرا کے اچھے اچھے مکانات بنے ہوے ہین کاروان سرائین عموماً خوبصورت ہین - اور نعمت اللہ کی سرائے جو شاہی باغات کے روبرو شارع اعظم پر ہے سب سے زیادہ اچھی سمجھی جاتی ہے وہان ایک وسیع چوک ہے جس مین کتنے ہی بڑے بڑے اور قسم قسم کے درخت ہین اور ایک حوض بھی ہے جہان مسلمان وضو کیا کرتے ہین -

جسے چار میتار کہتے ہین وہ ایک مربع عمارت ہے جس کا ہر رخ دنل فیدم چوڑا اور سات فیدم اونچا ہے - اوس کے چارون طرف چار محرابدار دروازے ہین جو چار پانچ فیدم اونچے اور چار فیدم چوڑے ہین - اور ان مین سے ہر دروازہ کے سامنے برابر برابر چوڑی سڑک گئی ہوئی ہے - گو یہہ عمارت دو منزلی ہے مگر سب سے اوپر ایک اور بالاخانہ ہے جو بمنزلہ چہت کے ہے اوس کے کنارون پر سنگین برآمدے بنے

ہین - اور اوس عمارت کے ہر ایک گوشہ ایک دہ رُخہ منارہ ہے جس کا ارتفاع
قریب دس فیدم کے ہے ہر ایک منارہ مین چار بالاخانے ہین - جس مین باہر کی طرف کو
چھوٹی چھوٹی محرابین ہین اور تمام عمارت پر بیل بوٹہ اور گلکاری کی ہوئی ہے اور اوس کے
نیچے کی طرف ایک قبہ بنا ہوا ہے جو ایک گنبد کی طرح دکھائی دیتا ہے - جس کے
اندر کی جانب چارون طرف سنگین اراستے پڑے ہوے ہین - اور یہہ جگہہ ایسی ہی
کھلی ہوئی ہے جیسے باہر کے برآمدے کھلے ہین اور یہان دیوار مین آنے جانے کو متعدد
دروازے ہین - یہان گنبد کے نیچے دیوان کے اوپر سات آٹھ فیٹ اونچی ایک چوکی
رکھی ہوئی ہے جس پر چڑہنے کیلئے زینے بنے ہوئے ہین - اس عمارت کے ہر بالاخانہ مین
سے پانی اوپر کی طرف لیجایا گیا ہے تاکہ وہان سے شاہی محلات مین جاسکے - اور
وہان جو اونچے سے اونچے کمرہ ہین اون مین پانی پہونچ سکے - اس شہر بہر مین جیسی
یہہ عمارت باہر سے خوشنما دکھائی دیتی ہے ویسی اور کوئی نہین ہے مگر اس کے آس
پاس بد قطع چھپر کی دکانین ہونے سے جنمین ترکاری وغیرہ بکتی ہے اس عالیشان عمارت
کی خوبصورتی مین فرق آگیا ہے -

اس شہر مین باغات کی عمدگی بھی قابل تعریف ہے اسکی مصفا فراخ روشین پھلدار درخت
عجب جوبن دکھاتے ہین - ہان ان مین پھولون کے چمن اور پانی دینے کے معقول ذرایع
کی کسر ہے صرف متعدد حوض اور تالاب پائے جاتے ہین - جو باغات کہ شہر کے باہر
ہین نہایت ہی خوبصورت ہین مین اون مین سے صرف ایک باغ کا بیان کرتا ہون جو اس
تمام سلطنت مین اچھا شمار ہوتا ہے اسمین جانے کا راستہ ایک میدان مین ہوکر ہے
جسے اس کا پہلا باغ کہتے ہین - اس مین خرما اور سپاری کے درخت ایسے گنجان لگے

ہوے ہین کہ آفتاب کی کرنین بھی انہین چیر کر زمین پر نہین آسکتین۔ اس کی روشین
سیدہی اور صاف ہین اور اون کے کنارون پر سفید پہولون کے درخت ہین جنہین
وہ گلِ داودی کہتے ہین۔ اور ہندوستانی جلی پھول (چنبیلی) وغیرہ کے پیڑ بھی کنارے
کنارے چلے گیے ہین۔ مکان اس باغ کے اخیر کنارہ پر ہے اس کے دو بازو ہین جو بڑی
مکان سے ملے ہوئے ہین مکان دو منزلہ ہے۔ نیچے کی منزل کے تین کمرے ہین۔
ان مین سے بڑا کمرہ وسط مین ہے اور یہی بڑا مکان ہے اور بازون کے کمرے چہوٹے
ہین۔ ان سب مین دروازے اور کہڑکیان ہین۔ لیکن بڑے کمرہ مین دروازے اور دروازون
سے اونچے ہین یہہ دروازے اس دالان کے ہین جس کے آٹھ بڑے بڑے ستون
ہین۔ جب اس دالان اور کمرہ مین ہو کر آگے جائین تو زینہ سے اوتر کر اسیطرح کے
ایک دالان مین جاتے ہین جو اس دالان سے کچھ بڑا ہے اور پہلے دالان کی طرح
اس کے بھی دونون طرف حجرے ہین ان حجرون مین بھی دروازے اور کہڑکیان لگی ہین
دوسری منزل بھی اسی پہلی منزل کیطرح بنی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ اس مین فقط
ایک ہی دالان ہے۔ جس کے آگے ایک برآمدہ اوس کے سامنے تک لمبا چلا گیا
ہے اوپر کی چہت نیچے کے مکان کے برابر چوڑی ہے۔ اوس کے ستون ہشت پہلو
لکڑی کے ہین۔ جو چھہ سات قدم بلند اور اتنے ہی موٹے ہین۔

اس نیچے کے دالان سے ایک بلند روشس دو سو قدم لمبی اور پچاس قدم چوڑی
پتھرون کی بنی ہوئی ہے اور اُس کے دونون طرف درخت لگے سامنے کی طرف چلی
گئی ہے۔ اس روش سے آگے دوسرا باغ شروع ہوتا ہے جو پہلے سے بہت بڑا
ہے یہہ اوس دوسرے باغ سے ۱½ قدم اونچے پر ہے۔ اور نیچے جانے کے لیئے

اوس پر بہت خوبصورت زینے بنے ہوئے ہین - اس دوسرے باغ مین جو چیز سامنے
سب سے پہلے دکھائی دیتی ہے وہ ایک بڑا مربع تالاب ہے جس کی ہر جانب دو سو
قدم سے زیادہ لمبی ہے - اس مین بہت سے تل آدہ آدہ فیٹ اونچے پانی سے لگے
ہین - اور اوسپر ایک پل پانی سے ایک فیٹ اونچا اور چھ فیٹ سے زیادہ چوڑا بنا ہوا
ہے اور اوس پر لکڑی کی کڑیان رکہی ہوئی ہین یہہ پل ۸۰ قدم لمبا ایک مثمن چبوترہ
تک چلا گیا ہے - جو اس تالاب کے وسط مین ہے اس چبوترہ سے نیچے پانی مین جانے
کے لیے جو (اسوقت) ایک فیٹ نیچا ہے زینے بنے ہوئے ہین - اوس کے آٹھون
گوشون پر اور نیز پل کے اون ستونون مین جو کڑیون کے رکھنے کے لیے بنے ہین فوارے
لگے ہوئے ہین جہان سے پانی چارون طرف اوچھلتا ہے اور نہایت ہی خوشنما معلوم
ہوتا ہے - اس چبوترہ کے وسط مین ایک چھوٹا سا مکان دو منزلہ بنا ہوا ہے اور وہ بھی
ہشت پہلو ہے اوسکے نیچے اور اوپر ایک ایک کمرہ آٹھ آٹھ دروازون کا ہے - اور اوپر کے
کمرہ کے گرد ایک برآمدہ بھی ہے - اوس کی چھت تمام چبوترہ کے برابر ہے اور کڑیون سے
پٹی ہوئی ہے اس چھت کے سولہ چوبی ستون ہر ایک گوشہ پر دو دو قریب تین تین فیٹ
بلند ایسے موٹے ہین جو ایک آدمی کی کولیا مین مشکل سے آسکین -

اسی باغ مین جہان یہہ تالاب ہے پھولون کے اور نیز پھلدار درخت ہین اور نہایت
عمدہ اور موزون مقامات پر لگے ہوئے ہین - اور ان دونون پہلے اور دوسرے باغون
مین بڑی دلکشا روشین پختہ بنی ہوئی ہین اور اون کے کنارے کنارے اقسام اقسام کے
پھول لگے ہین - بڑی روش کے درمیان ایک نہر چار فیٹ چوڑی بہتی ہے - اور راستہ مین
جو جابجا کچھ کچھ فاصلہ پر حوض بنے ہوئے ہین اون کا پانی اس مین ہوکر بہتا ہے - غرض کہ

یھہ باغ بہت ہی بڑا ہے اور اوس کے گرد ایک دیوار ہے جسکے وسط مین ایک بہت بڑا دروازہ ہے اور اوس کے سامنے ایک بہت بڑا میدان ہے جس مین پہلدار درخت لگے ہوے ہین اور اوسے ایسا صاف اور اچھی وضع سے بنایا ہے جیسے کہ باغ ہوتے ہین۔

باب پنجم

باشندگان بہاگ نگر

بہاگ نگر مین بہت سے افسر اور قانون دان لوگ ہین۔ لیکن ان مین سب سے بڑا کوتوال سمجھا جاتا ہے۔ وہ صرف شہر کا ہی حاکم نہین ہے۔ بلکہ تمام سلطنت کا چنگی کا محصول بھی وہ ہی وصول کرتا ہے۔ دار الضرب بھی اوسی کے ماتحت ہے اور شہر کے دیوانی و فوجداری کے عدالتی اختیارات مین سب سے بڑا افسر ہے۔ اس شہر مین بڑے بڑے سوداگر ساہوکار اور جوہری بھی آباد ہین۔ بڑے بڑے اہل ہنر اور دستکار بھی بکثرت موجود ہین۔ بہاگ نگر کے باشندون مین ہم چالیس ہزار سوار جنمین ایرانی مغل تاتاری شامل ہین شریک کرتے ہین۔ شاہ وقت نے قصداً انہین اس لیے رکھا ہے کہ کہین پہلے کی طرح دشمن یکایک اسپر تاخت نکر بیٹھے۔

سواے ہندوستانی تاجرون کے یہان اور بہت سے ایرانی اور ارمنی سوداگر بھی ہین۔ مگر سلطنت کی کمزوری کے باعث امراء اون پر بڑا جبر کرتے ہین جب مین یہان تھا تو ایک امیر نے ایک ہندو ساہوکار کو بولاکر اپنے مکان مین بند کردیا اور پانچ ہزار چکین[1] اوس سے لے لیے۔ لیکن جب اس ظلم کی شہرت اوڑی تو ساہوکارون نے

(۱) چکین ملک اطالیہ کا طلائی سکہ ہی جو ستر ہوین صدی عیسوی کے آخر مین بنا تھا اور تجارت کی وجہ سے ٹرکی مین بھی اوس کا رواج ہوگیا تھا ۹ شلنگ ۳ پینس یا نو روپیہ ۴ حالی کے قریب اوس کی قیمت ہی ۱۲

دکانین بند کردین - جس پر بادشاہ نے اوس ہندو کو اوس کا سب مال دلادیا - اور اس طرح معاملہ رفع دفع ہوگیا -

اس شہر کے باشندے علاوہ تجارت کے زراعت پیشہ بھی ہین - بہت سے یوروپین بھی اس سلطنت مین ہین ان مین پرتکالیون کی تعداد زیادہ ہے جو اپنے ملک سے سنگین جرایم کی بدولت یہان بھاگ بھاگ کر آباد ہو گئے ہین - انگریز اور ڈچ حال ہی مین آگئے ہین - اور ڈچ لوگون کو یہان بڑے فوایدہ ہو رہے ہین - اونہون نے تین سال سے یہان ایک کوٹھی بنائی ہے - یہہ لوگ کمپنی کے لیے چھینٹ وغیرہ کپڑا خریدتے ہین جو ہندوستان کے دوسرے مقامات پر فروخت کیا جاتا ہے - یہ لوگ موسلی پٹم سے جو چیزین یہان بھاگ نگر یا سلطنت کے اور مقامات پر فروخت کے قابل ہوتی ہین - جیسے لونگ سیاہ مرچ الایچی چاندی تانبا ٹین سیسہ وغیرہ اجناس بیلون پر لادکر لاتے ہین اور بڑے منافع سے یہان فروخت کرتے ہین - اونکے قول کے بموجب پچیس ۲۵ فیصدی اونہین نفع ہوتا ہے - اور اونہون نے مجھسے کہا تھا کہ اس نفع کی تعداد سالانہ گیارہ بارہ ہزار فرنچ لیور تک پھونچ جاتی ہے - چونکہ یہہ لوگ اکثر تحفے تحائف یہان کے باشندون کو دیتے رہتے ہین اس لیے ان کی آؤ بھگت بہت ہوتی ہے جب مین بھاگ نگر مین ہی تھا تو مین نے ان کے گورنر کی سواری کے آگے آگے جب وہ بازار مین نکلتا تھا علم چلتا ہوا دیکھا جسمین اس نے اپنے اعلی حکام کی اجازت حاصل کرلی تھی اور علم کے ساتھ قرنا اور طنبور بھی ہوتا تھا -

بازاری عورتون کے رہنے کی اس سلطنت مین عام اجازت ہے یہانتک کہ اگر کوئی شخص کسی کو ان کے گھر مین گھستے دیکھ لے تو کچھ خیال نہین کرتا - اور وہ علانیہ اپنے

دروازون پر نفیس لباس پہنے ہوے بیٹھتی ہین جب کوئی مسافر آتا ہے تو اوسے مکان مین بولا لیتی ہین لوگون کا بیان ہے کہ ان عورتون مین اکثر فاحشہ بھی ہین عام لوگونکی عورتین حد سے زیادہ آزاد ہین۔ جب کوئی مرد شادی کرنا چاہتا ہے تو دولھن کے مان باپ اوس سے اقرار بھی لیتے ہین کہ وہ اون کی بیٹی کو تکلیف نہ دے اور شادی کے بعد عام طور پر شہر و محلہ مین جہان چاہے بہ آزادی جانے دے۔ اور اسے تاڑی[1] پینے کی بھی عام آزادی ہو۔ جسکے گولکنڈہ کے باشندے نہایت ہی شوقین ہوتے ہین بہاگ نگر مین چور کی چوری مین دونون ہاتھ کاٹ ڈالنے کا قانون مثل ہندوستان کے اکثر حصون کے رائج ہے۔

اس سلطنت کے مروجہ سکے یہ ہین پیگوڈا روپیہ مغلون کا اٹھنی چونی اور پیسے پیگوڈا سونے کے ہوتے ہین۔ یہہ دو طرح کے ہین پرانے اور نئے۔ جس وقت مین بہاگ نگر مین تھا اوس وقت پرانے پیگوڈا کی قیمت ساڑھے پانچ روپیہ تھی جو قریب قریب آٹھ فرانسیسی لیور کے ہوے۔ کیونکہ اوسوقت وہ بہت کمیاب ہو گیے تھے اور نئے کی قیمت چار روپیہ تھی جو چھ لیور کے قریب ہوے۔ لیکن کچھ ارزانی اور گرانی لوگون کی ضرورت پر منحصر ہے۔ جب کسی کو پرانے پیگوڈا کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے تو گران ہو جایا کرتے ہین ورنہ نہین۔ روپیہ جو مغلستان مین قریب قریب نصف کراؤن[2] کے برابر ہوتا ہے گولکنڈہ مین پچپن ۵۵ پیسے کو چلتا ہے۔ جو چھیالیس ۴۶ یا سینتالیس ۴۷ سول[3] کے برابر ہوتے ہین۔ یہہ پیسے بہاگ نگر مین بنتے ہین لیکن چونکہ

---

(۱) تاڑی سے مراد سیندہی ہے۔
(۲) کراون کے معنی تاج اور وہ پانچ شلنگ کا ایک سکہ ہے جس پر قدیم زمانہ مین تاج کی صورت بنی ہوتی تھی۔
(۳) سول بھی ایک فرانسیسی سکہ ہے۔

زمانہ حال مین ڈچ لوگون نے تا تبالاتا شروع کر دیا ہے اس لیے یہہ پیسے لین دین
مین زیادہ تران ہی کے کارآمد ہوتے ہین جنکا روپون سے بدلہ کر لیتے ہین -
چونکہ یہان گولکنڈہ کی سلطنت کا ذکر ہے جسے ہیرون کی معدن کہنا چاہیئے
اس لیے ہیرون کی قیمت کا ذکر وزن کی نسبت سے جو یہان عموماً دیجاتی ہو نامناسب
نہوگا - ہیرون کے تولنے کا بڑا وزن مینگلن ہے - وہ ۵ - ۵ ۳/۴ گرین کا ہوتا ہے -
اور قیراط صرف چار گرین کا - اور پانچ مینگلن کے سات قیراط ہوتے ہین - جو ہیرے
کہ ایک دو مینگلن کے ہوتے ہین اون کی قیمت فی مینگلن پندرہ سولہ کراون ہوتی ہے
اور جو تین مینگلن کے ہوتے ہین اون کی فی مینگلن تیس کراون ہوتے ہین اگر تین
ہیرے ایک مینگلن کے برابر ہون تو پانچ کراون مین آجاتے ہین - مگر یہہ قیمتین کچھ
مقرری نہین ہین کیونکہ مین نے ایک مرتبہ دیکھا کہ دس مینگلن کے ایک ہیرے کی
قیمت مین پچاس کراون فی مینگلن دیے گیے تھے - اور دوسرے روز پندرہ مینگلن کی
ایک ہیرے کی قیمت فی مینگلن بیالیس کراون دی گئی - اس کے چند روز ون
کے بعد مجھے ایک ہالینڈی کے ساتھ قلعہ مین جانے کا اتفاق ہوا تھا جس نے
وہان ایک بڑا ہیرا پچاس مینگلن یا ۷۰ قیراط کا خریدا تھا - اوس کی قیمت اوس سے
سترہ ہزار کراون طلب کی گئی تھی بایع اور مشتری مین بہت دیر تک قیمت پر گفتگو ہوتی رہی
پھر مشتری اوسے الگ لے گیا اور اوس سے قیمت کا تصفیہ کر لیا - مگر مین نے
ہر چند چاہا - کہ وہ مجھے قیمت بتا دے مگر اوس نے نہ بتایا - اوس ہیرے مین [illegible]
ایک دانہ ہے - اس سبب سے ضرور ہے کہ اوس کے دو ٹکڑے کیے جائینگے - اوس
بہاگ نگر مین ایک اور ہیرا تھا جس کا وزن تینتیس مینگلن یا ۴۰م قیراط تھا - اور جس کی

فی قیراط ۵۵۵ گلڈر[1] قیمت دی تھی -

باب ششم

قلعہ گولکنڈہ

قلعہ جہان بادشاہ اکثر دربار کیا کرتا ہے بھاگ نگر سے دو کوس ہے اوس قلعہ کا نام گولکنڈہ ہے اور اسی سے اس سلطنت کا نام بھی یہی پڑ گیا ہے - قطب شاہ اول نے اس کا یہ نام رکھا ہے - اِس کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ جب وہ خودمختار بن بیٹھا تو اوس نے ایک مستحکم اور مضبوط قلعہ بنانے کے لیے موزون مقام تلاش کیا - جہان اب قلعہ ہے یہہ جگہہ اوسے ایک گڈریہ نے بتائی جو اوسے ایک جنگل مین ہو کر اس پہاڑی پر لے گیا جہان اب شاہی محلات ہین - جب بادشاہ نے دیکھا تو یہہ مقام اوس کے پسند آیا اوس نے یہان قلعہ بنایا اور اوس کا گولکنڈہ[2] نام رکھا - کیونکہ تلنگی زبان مین لفظ گولکار کے معنی گڈریہ کے ہین - گولکنڈہ کے کھیت اوس وقت ایک جنگل کی طرح تھے جو رفتہ رفتہ صاف کیا گیا - اور جنگل جلا دیا گیا - یہہ مقام بھاگ نگر کے مغرب مین ہے اور بیرون بلدہ اور گولکنڈہ کے درمیان کا میدان نہایت ہی خوبصورت اور دلکشا ہے اور اسی

(۱) گلڈر ایک ڈچ سکہ کا سکہ ہے جو ایک شلنگ ۹ پنس یا پونے دو روپیہ حالی کا ہوتا ہے اس سبب سے اس ہیرے کی قیمت ۹۷۱ روپیہ حالی ہوئی -

(۲) گولکار کے بجائے گلہ دار ہونا چاہیے جو خاص تلنگی لفظ ہے اور اوس کے معنی گلہ بان کے ہین جو فارسی لفظ سے ملتا ہوا ہے اور کنڈہ تلنگی مین پہاڑی کو کہتے ہین - اس لیے گولکنڈہ کے معنی ہوئے گڈریہ کی پہاڑی -

کے ساتھ اوس پہاڑی کی خوبصورتی کو بھی ملا دین جو قلعہ کے اندر وسط مین قند کے کوزہ کی طرح کہڑا ہوا ہے اور جس کے گرد بادشاہ کے محلات بنے ہوئے ہین تو اوسکی قدرتی موزونیت سے اس جگہہ کی خوبی اور بھی دو بالا ہوجاتی ہے۔ یہ قلعہ اتنے بڑے گھیرے مین بنا ہوا ہے کہ اسے علیحدہ ایک شہر کہہ سکتے ہین۔ اوسکی دیوارین تین تین فیٹ لمبی چوڑی پتہرون سے بنی ہین۔ گرد مین خندقین مثل تالاب کے کہود کر بنائی گئی ہین جن مین صاف اور ستہرا پانی لبالب بہرا رہتا ہے۔

اگر غور سے دیکھئے تو قلعہ بندی کے لحاظ سے یہہ عمارت کچھہ بہی نہین ہے اوسمین صرف پانچ برج ہین جن پر دیوارون کی طرح حفاظت کی غرض سے بہت سی توپین چڑہی ہوئی ہین۔ اگرچہ اس قلعہ کے بہت دروازے ہین مگر صرف دو کھلے رہا کرتے ہین جب ہم اوسکے اندر گیے تو ایک پل سے گذرے جو ایک تالاب پر بنا ہوا اور پہر دو برجو نکے درمیان ایک نہایت تنگ راستہ مین ہمین جانا پڑا۔ اور پھر ادہر اودہر گھومتے اور چکر مارتے ہوے ایک بڑے دروازے مین گئے جس پر ہندوستانیو نکا پہرا تھا۔ اور جو پتہرون پر شمشیر بکف لئے بیٹھے ہوئے تھے وہ کسی غیر کو آگے نہین جانے دیتے جب تک کہ وہان کے حاکم کا حکم نہ آجاے یا وہ خود عہدہ داران شاہی کو جو اندر جانا چاہین جانتے نہون۔ شاہی محلات اور شاہی افسرونکی قیامگاہ کے سوا اس قلعہ مین اور کسی کا مکان کوئی اچھا نہین ہے۔ مگر شاہی محلات ہی بہت بڑے اور ہوادار ہین۔ اور بڑے خوشنما نظر آتے ہین۔

ایک فلینڈر ملک کے باشندہ نے جو بادشاہ کا نوکر ہے مجھسے کہا تھا کہ جہان مین بادشاہ کی خدمت مین رہا کرتا ہون وہان ایک دالان ہے جس سے نہ صرف قلعہ اور اوسکا حوالی نظر آتا ہے بلکہ تمام بہاگ نگر دکھائی دیتا ہے۔ اس کمرہ شاہی مین جانے کے لیئے

بارہ دروازون مین سے ہوکر گذرنا پڑتا ہے - سرکاری عہدہ دار اکثر قلعہ ہی مین رہتے ہین قلعہ مین متعدد اچھے اچھے بازار بھی ہین سب ضروری چیزین خاصکر یا یحتاج زندگی وہان ہرطرح کی میسر آسکتی ہین - اور تمام بڑے بڑے امرا و سرداروں کے علاوہ اون مکانون کے جواون کے بہاگ نگر مین ہین وہان قلعہ مین بھی مکان بنے ہوئے ہین بادشاہ نے وہان اچھے اچھے کاریگر بسائے ہین - اور اس سبب سے اون کے لیئے سرکاری مکان بنوا دے ہین - اون سے اوس کا کچھ کرایہ نہین لیا جاتا جوہریونکو بھی اوس نے اپنے محلات مین رکھہ چھوڑا ہے - بڑے بڑے قیمتی جواہرات کا کام کرنے کے لیے وہ فقط ان ہی کو دیتا ہے اور حکم دے رکھا ہے کہ وہ جو کام وہان کرتے ہین اوس کا بہید کسی کو نہ بتاوین - مبادا اورنگ زیب کو کہین یہہ خبر نہ ملجاے کہ اوس کے یہان کاریگر ایسے ایسے قیمتی جواہرات کا کام کر رہے ہین اور وہ اونہین اوس سے طلب کرنے لگے - یہہ قلعہ کے کاریگر بادشاہ کے تمام پتہرون کے بنانے مین لگے رہتے ہین - اور گو وہ کتنے ہی ہین مگر دوسرے کسی کا کام کرنے کی اونہین مشکل سے ہی فرصت ملتی ہے -

فیروزون کو یہ لوگ تارون کی کمان سے قطع کرتے ہین - جب کاریگر کمان چلاتا ہے تو دوسرا شخص ایک نہایت پتلا محلل اوس پر ڈالتا جاتا ہے - یہہ محلل سفید امرود کے سفوف کو پانی مین ملا کر بناتے ہین - اور پہر باسانی وہ اپنا کام کرتے جاتے ہین - یہہ سفید امرود پتہرون مین ملتا ہے - اور اس سلطنت کے ایک خاص مقام پر ہوتا ہے اوسے تلنگی زبان مین کرنڈ (کروندا) کہتے ہین - ایک کراون یا دو روپیہ کلدار کا آدہ سیر آتا ہے جب وہ اوسے کام مین لانا چاہتے ہین تو اوسے پیسکر سفوف بنا لیتے ہین -

جب وہ چاہتے ہین کہ کسی ہیرے کو کوئی ریت کی کنکری یا کسی اور نقص کی وجہ سے تراشین تو وہ اوس مقام کو جہان اونہین تراشنا ہے ذرہ سا نشان کے طور پر تراشتے ہین۔ اور پھر ایک لکڑی لیتے ہین جس مین ایک سوراخ کیا ہوا ہوتا ہے اوسے اس سوراخ پر رکھتے ہین۔ پھر لوہے کے ایک چھوٹی سی چھینی لیکر اوس جگہ رکھتے ہین جہان ہیرے کا نشان بنا ہوا ہوتا ہے۔ اور نہایت آہستہ آہستہ ٹھونکتے ہین اور اسیطرح ہیرے کو تراش لیتے ہین

بادشاہ کے گودام مین نہایت عمدہ عمدہ زہر مہرے ہین۔ وہ پہاڑ کہ جہان زہر مہرے والی بکریان ہوتی ہین قلعہ سے شمال و مشرق کو بہاگ نگر سے سات آٹھ منزل پر ہین۔ اون کا عام نرخ چالیس کراون فی رطل ہے۔ وہ جتنے لمبے ہون اوتنے ہی اچھے ہوتے ہین۔ یہہ زہر مہرے گاؤن مین ہی نکلتے ہین جو بکریون سے بہت بڑے ہوتے ہین۔ مگر یہہ زہر مہرے کم قیمت ہوتے ہین۔ ہان وہ زہر مہرے جو ایک خاص قسم کے بندرون مین نکلتے ہین نہایت ہی قیمتی ہوتے ہین یہہ ضرور ہے کہ وہ کسی قدر کمیاب ہین یہہ زہر مہرے چہوٹے اور لمبے ہوتے ہین۔

اوس بادشاہ کی قبر جس نے گولکنڈہ بسایا اور اوس کے بعد پانچ بادشاہون کی قبرین قلعہ سے کوئی دو گولی کے فاصلہ پر ہین۔ ان سے بہت بڑی زمین گھری ہوئی ہے کیونکہ ہر ایک قبر ایک بڑے باغ مین ہے۔ اس قبرستان کو قلعہ کے مغربی دروازہ سے جاتے ہین۔ اور اسی دروازہ سے نہ صرف بادشاہ اور شاہزادون کے جنازے جایا کرتے ہین بلکہ قلعہ مین جو کوئی مرتا ہے اوس کا جنازہ اسی دروازہ سے جاتا ہے۔ اور کوئی کیسی ہی کوشش کرے دوسرے دروازہ سے ہرگز جا نہین سکتا ان چھ بادشاہون کی قبرون کے پاس اون کے رشتہ دارون بیویون اور بڑے بڑے

خواجہ سراؤن کی بھی قبرین ہین - یہہ ہر ایک قبر ایک باغ کے وسط مین ہے اور جب
اوسہین دیکھنے کو جاؤ تو تمہین پانچ چھ قدم زینہ پر چڑھکر ایک پتھرون کی روش پر جانا ہوگا
مقبرہ کے گرد جہان قبر ہے ایک برآمدہ ہے اور اوس کے دروازے محراب دار کھلے
ہوے بنے ہین اور مربع شکل کے چھ سات قدم اونچے ہین - اوسپر معمارانہ بہت سی
گلکاریان کی ہوئی ہین - اوپر گنبد اور ہر چارون گوشون پر چھوٹی چھوٹی برجیان بنی ہین
وہ لوگ اس مقام کو مقدس سمجھتے ہین ہر کس و ناکس کو وہان جانے نہین دیتے - وہان
ہمیشہ پہرہ رہتا ہے - اگر مین یہہ نہ کھتا کہ مین مسافر ہون تو مجھے بھی وہان جانے نہ دیتے
مقبرہ کے فرش پر قالین بچھے ہوے ہین اور قبر پر ایک اطلسی چادر اور سفید پہول ادہر
اودہر پڑے رہتے ہین - اور ایک شاہی پردہ اسی کپڑے کا ایک قدم اونچا وہان
لگا ہوا ہے اور بہت سے چراغ بھی اوسمین روشن رہتے ہین - بادشاہ کے بیٹے اور بیٹیکی
قبرین ایک طرف کو ہین - اور دوسری طرف کو بادشاہ کی کتابین رحلون پر رکھی ہین جنمین
سے اکثر قرآن اور تفاسیر اور اور مسلمانون کی مذہبی کتابین ہین - دوسرے بادشاہون
کی قبرین بھی ایسی ہی ہین فقط فرق یہہ ہے کہ بعض کے مقبرے اندر اور باہر دونون طرف
مربع ہین اور بعض آدہے ترچھے ہین - اور بعض کے گرد نہایت خوش وضع پتھرون کا
حاشیہ لگا ہوا ہے جس کا مین نے اوپر ذکر کیا ہے - اور بعض مین فقط کالے پتھر ہین
بعض مین سفید ہین بعض پتھرون کو ایسی جلا دی گئی ہے کہ سنگ مرمر کے سے اجلا معلوم
ہوتے ہین - بعض کے کنارہ پر چھوٹے چھوٹے درخت ہین - جو بادشاہ کہ حال مین مرا ہے
اوس کی قبر سب سے اچھی ہے - اور اوس کے گنبد کے اوپر سبز روغن کیا ہوا ہے - شاہزادون
کے اور اون کے اقارب اور ازواج کی قبرین باہم دیگر ایک ہی سی ہین - اور اُن مین

اور بادشاہون کی قبرون مین یہہ فرق ہے - کہ بادشاہون کی قبرون کے گنبدون پر
ہلال بنا ہوتا ہے مگر اورون کی قبرون پر نہین ہوتا - بڑے بڑے خواجہ سراؤن کی
قبرین بیچے ہی ہین - اور اون پر گنبد نہین صرف چھتین ہین - مگر اون کے باغ بھی الگ
الگ ہین - یہہ سب قبرین بڑی متبرک سمجھی جاتی ہین - کیسا ہی مجرم کیون نہو اگر وہان
چلا جاے تو پھر اوس کا کوئی کچھہ نہین کرسکتا - قلعہ کی طرح یہان بھی گھڑیال بجا کرتا ہے اور
یہان جو عہدہ دار مقرر ہین اون کے قواعد و ضوابط کی تعمیل نہایت ٹھیک ٹھیک ہوتی
ہے - گھڑیال کے بجانے کے لیے ایک تانبے کی تختی لٹکتی رہتی ہے اوسے صرف
لکڑی سے بجاتے ہین مگر تو بھی وہ بڑی خوبصورت ہے - بجانے والا اوسے بڑی
ہنرمندی سے بجاتا ہے اور ہم آہنگی کا لحاظ رکھتا ہے - اس گھڑیال سے وقت معلوم
ہوتا ہے ہندوستان مین دن کو دو حصون پر تقسیم کیا ہے - ایک حصہ دن کا دن کے
تڑکے سے اور دوسرا حصہ شام کا شام کے آغاز سے شروع ہوتا ہے - پھر اس
ہر ایک حصہ کے چار حصے یا چار پہر ہوتے ہین - اور پھر اس حصہ (یا پہر) کے آٹھ حصے
کیے گیے ہین جنہین گھڑی[1] کہتے ہین -

باب ہفتم

گولکنڈہ کا بادشاہ جو اسوقت برسر حکومت تھا

جو بادشاہ اس وقت برسر حکومت ہے وہ شیعہ مذہب ایرانی فرقہ کا ہے جب سے

---

(۱) شاید اوس زمانہ مین ممالک دکن مین رات دن کی ۶۴ گھڑی مانی جاتی ہون مگر شمالی ہند مین
۶۰ گھڑی ہوتی ہین - یعنی ہر گھڑی انگریزی گھنٹہ کے ⅖ کے برابر ہوتی ہے -

اس خاندان والون نے شاہ عالم[1] بادشاہ دکن سے یہہ ملک لیا ہے اس خاندان کا یہہ ساتوان بادشاہ ہے اور اس کا نام عبداللہ[2] قطب شاہ ہے۔ مین یہہ پہلے ہی لکھ آیا ہون کہ گولکنڈہ کے سب بادشاہون کا لقب قطب شاہ ہے۔ اور اسی طرح بیجاپور والون کا عادل شاہ ہے یہہ بادشاہ ایک برہمنی کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے یہہ برہمنی بڑی عقلمند تھی اور اوس کے بطن سے عبداللہ کے باپ کی اور بھی اولاد تھی۔ جب عبداللہ کا باپ مرا ہے تو اوس وقت اس کی پندرہ برس کی عمر تھی اوس نے اپنے بڑے بیٹے کو اپنا ولی عہد کیا تھا۔ مگر اس کی مان اس کے بڑے بھائی سے اسے زیادہ پیار کرتی تھی اس لیے بڑے بیٹے کو قید مین ڈالکر اسے تخت نشین کیا۔ عبداللہ کا بڑا بھائی ۱۶۵۸ء تک قیدخانہ مین رہا۔ لیکن جب اورنگ زیب نے فوج لیکر اس سلطنت پر حملہ کیا تو اس قیدی شاہزادہ ہی نے عبداللہ سے کہلا بھیجا کہ اگر آپ براہ مہربانی اپنی فوج کی سالاری مجھے عنایت کرین تو مین مغلون سے جا کر لڑون۔ بادشاہ کو اس درخواست سے ایسا اندیشہ ہوا کہ بجاے اس کے کہ اوس کی درخواست پر مہربانی کی نظر کیجاے اوسے زہر دیکر مار ڈالا۔

بادشاہی خزانہ سے پانچ ہزار سپاہی سے زیادہ کی تنخواہ دیجاتی ہے۔ اس سے امرا کے

(۱) یہہ اوپر ایک نوٹ مین لکھدیا گیا ہے کہ شاہ عالم جس سے موسیو تھیونو کی مراد شیر شاہ بادشاہ دہلی سے ہے یہان کا بادشاہ نہ تھا۔ بلکہ محمود شاہ ثانی بہمنی کے زمانہ مین جو اس خاندان کا آخری بادشاہ سمجھا جاتا ہے یہہ سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ اور اوس کے امرا اور صوبہ دار خود مختار بن گیے۔ انہین مین سے سلطان قلی ہمدانی نے گولکنڈہ کی سلطنت کی بنا ڈالی۔ جسکے خاندان مین ۹۱۸ھ سے ۱۰۹۸ھ تک حکومت رہی

(۲) عبداللہ قطب شاہ ۱۶۲۱ء مین تخت پر بیٹھا اور ۱۶۸۳ء مین مرگیا۔

چلبین گرم ہوتی ہین - کیونکہ جو امیر کہ ایک ہزار آدمی کی تنخواہ لیتا ہے اسکے پاس فقط پانچسو آدمی ہوتے ہین - اور اسی طرح سے اورون کا بھی حال ہے ایک سوار کی تنخواہ جو مغل ہو یا ایرانی دس چکین[1] ماہانہ مقرر ہے - اس تنخواہ مین اوسے دو گھوڑے اور چار پانچ خادم رکھنے پڑتے ہین - اور انھین لوگون مین پیدل سپاہیون کو پانچ چکین دیے جاتے ہین - جن کے پاس ضرور ہے کہ دو خادم اور ایک بندوق ہو - مگر ہندوستانیون کو جو اوس کی خاص رعایا ہین دو تین روپیہ ماہانہ سے زیادہ نہین دیتا ہے ان کے پاس برچھے اور نیزے ہوا کرتے ہین - چونکہ اس بادشاہ کا باپ اپنی سپاہ کو تنخواہ اچھی دیا کرتا تھا اس لیے لڑائی کے وقت اوس کی فوج خوب جوانمردی سے کام کرتی تھی - اوس کے پاس ہمیشہ ایک لشکر جرار تھا اور جسقدر فوج کی تنخواہ خزانہ سے دیجاتی تھی اوسی قدر فوج رہا کرتی تھی اور یہی وجہ تھی کہ اوس کے زمانہ مین مغلون نے اوس کے مقابلہ مین کچھ دست[2] اندازی نہ کی اور کبھی اوس نے اپنے بیٹے کی طرح اونھین خراج نہین دیا -

---

(۱) یہہ سکہ ٹرکی مین ۷ شلنگ ۸ پنس کو چلتا تھا اگر یہہ قیمت یہی اسکی تسلیم کرین تو ۷۵ حالی ماہانہ ایک سوار کی تنخواہ ہوئی غالباً چکین کی قیمت یہان یہہ نہوگی - اگر موسیو تھیو نو نے اوسکی قیمت کا حال کچھ نہین لکھا ہے اس لیے سوار کی اصلی تنخواہ کا دریافت ہونا نہایت مشتبہہ ہے - سوا ے اسکے چکین اس ملک مین سپاہ کی تنخواہ مین نہین دیا جاتا تھا یہان پیگوڈا یا ہون اوس زمانہ مین چلتے تھے - اور سپاہ کی تنخواہ مین دے جاتے تھے -

(۲) گو اس کے باپ سلطان محمد کے وقت مین مغلون کو خراج نہ دیا جاتا تھا - مگر سلطنت کی حالت کچھ قابل تعریف نہ تھی غالباً موسیو تھیو نو کی مراد اس کے باپ سے سلطان محمد قلی سے ہے جو اس کے باپ سے پہلے یہان حکمران تھا اور جس کے زمانہ مین یہہ سلطنت اپنے کمال عروج کو پہونچ گئی تھی -

پہلے تو بادشاہ کبھی کبھی اپنے بھاگ نگر کے محلات مین جایا کرتا تھا۔ مگر اب آٹھ برس ہو سے کہ وہ وہان نہین گیا ہے۔ اس کی وجہ یہہ ہے کہ اورنگ زیب نے جو اوس وقت ایک صوبہ کا صرف صوبہ دار تھا۔ اورنگ آباد سے فوج لی اور اس فرتی سے بھاگ نگر کے دروازہ پر آکر عبداللہ کو گھیر لیا کہ اوسے سنبھلنے کی مہلت نہ ملی لیکن گو اورنگ زیب شہر پر قابض ہوگیا۔ مگر بادشاہ بھیس بدلکر ایک خفیہ دروازہ سے شہر سے نکل گیا۔ اور گولکنڈہ پہونچ گیا۔ مغلون نے شہر کو اور نیز شاہی محلات کو لوٹا۔ اور تمام مال و متاع لے گیے۔ یہان تک کہ وہ طلائی چادرین بھی لے لین۔ جو شاہی کمرون کے فرش مین لگی ہوئی تھین۔ اس کے بعد بادشاہ کی والدہ نے اس فاتح کو اس طرح راضی کیا کہ اوس نے اوس کی بادشاہون کی سی خاطر کی۔ اور عبداللہ کی بیٹی سے اورنگ زیب کے بیٹے کے ساتھ شادی کر دینے پر رضامند ہوگئی اور یہہ اقرار کیا کہ اگر عبداللہ کے کوئی فرزند نرینہ نہ ہو جیسے کہ اب تک نہین ہے تو یہہ ہی داماد اوس کے بعد اوس کا جانشین کیا جائیگا اگر یہ باتین بادشاہ قبول نکرتا تو اوس کی سلطنت بھی جا چکی تھی اور شاید اوس کی جان بھی نہ بچتی۔ اوس زمانہ سے وہ ہمیشہ چوکنا رہتا ہے۔ اور اپنے والدہ کے سوا وہ جس کسی کا اعتبار کرتا ہے وہ ایک سیدی مظفر ہے جس کو وہ بہت چاہتا ہے اور چونکہ اس کی مان برہمنی ہے اوس کا برہمنون پر بھی بڑا اعتبار ہے اور وہ ہی اوسے ہر وقت گھیرے رہتے ہین بادشاہ کو جو کوئی خبر ملتی ہے وہ صرف اونہین برہمنون کی وساطت سے ملتی ہے اور کسی کی وہان تک رسائی نہین ہے۔ اور اوس نے کچھ برہمن مقرر کر لیے ہین کہ جو کچھ وزیر اور عہدہ دار بادشاہ سے کہنا چاہین وہ اوسے بادشاہ سے کہین مگر جب سے شاہنشاہ مغل نے بادشاہ

وزیاپور پر لشکر کشی کی ہے عبد اللہ کو بڑا خوف ہو رہا ہے کیونکہ اوس نے پہلے ایک خواجہ سرا کی ماتحتی مین دو لاکھ آدمی بادشاہ بیجاپور کی مدد کو بھیجے تھے۔ مگر جب کہ مغلون کے ایلچی نے جو گولکنڈہ مین رہتا ہے اوسکی نسبت شکایت کی تو فوراً بادشاہ نے اپنی فوج کا جو ابھی روانہ نہوئی تھی بھیجنا ملتوی کر دیا اور عذر کیا کہ یہ فوج میری بلا اطلاع وہان چلی گئی تھی۔ اوس کو اب بھی بڑا خوف ہو رہا ہے کہ مغل وزیاپور کے بادشاہ پر فتح حاصل کر کے اوس کا پیچھا کرینگے۔ ابھی وزیاپور کا بادشاہ بڑی بہادری کے ساتھ اپنے ملک کو بچائے ہوئے ہے۔ اس سے عبد اللہ کی نامردی ظاہر ہوتی ہے وہ اپنے امرا کے قتل کی جرات نہین کرسکتا گو وہ یقیناً قتل کے مستوجب ہوتے ہین اگر زیادہ سے زیادہ وہ کچھ سزا دیتا ہے تو اتنی ہی کہ جرمانہ کر کے روپیہ وصول کرلیتا ہے۔ ڈچ بھی اوسے نظر حقارت سے دیکھتے ہین۔ ابھی چند روز ہوئے کہ اونھون نے ایک انگریزی جہاز اوس سے زبردستی چھین لیا۔ جو اونہین موسلی پٹم کے راستہ مین ملا تھا اور بادشاہ نے اوس کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی تھی۔

دربار مین ایک امیر جسے عبد اللہ کی تیسری بیٹی منسوب ہے اور جو خاندان شاہی سے ہے بادشاہ کو بڑا دق کرتا ہے۔ وہ تخت و تاج کا دعوی کرتا ہے جس کا کہ عبد اللہ نے شاہنشاہ مغلیہ کو دینے کا وعدہ کیا ہے اس نے اپنا درجہ بادشاہ کے برابر کر رکھا ہے۔ اس سبب سے بادشاہ جو پہلے اوس سے بہت محبت کرتا تھا۔ اب نہ صرف اوس سے ہی جلتا ہے بلکہ اپنے باقی دامادون سے بھی ناراض ہے۔ اور گو یہ داماد بڑا ارا استیاز شمار کیا جاتا ہے مگر بادشاہ کو یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ وہ اوسے تباہ کر کے خود بادشاہ بنا چاہتا ہے۔

یہان ایک عربی النسل درویش بہاگ نگر مین نعمت اللہ کی کاروان سرائے کے
پاس رہتے ہین۔ مسلمان اون کی بڑی عزت کرتے ہین۔ اور ایک امیر نے اونکے
واسطے وہان مکان بنوادیا ہے دروازہ ہر وقت مکان کا بند رہتا ہے شام کے سوا
کسی وقت نہین کہلتا جب شام ہوتی ہے تو بہت سے لوگ وہان حاضر ہوکر حضرت کی
توجہ سے فیضیاب ہوتے ہین یہہ لوگ چلاتے ہین اور گر گر پڑتے ہین زمین کو بوسہ
دیتے ہین۔ غرض کہ ہر روز شام کے وقت کثرت سے امیر اس عیار ٹہگ سے ملنے
کو جایا کرتے ہین۔ یہہ بزرگ باہر بہت ہی کم نکلتے ہین۔ لیکن جب جاتے ہین تو پالکی
مین سوار ہوکر جاتے ہین اس وقت وہ ہندوستانی وضع مین بالکل ننگ دہڑنگ
ہوتے ہین اور لوگ اون کی ولیون کی سی تعظیم کرتے ہین۔ بڑے بڑے امیر اون کو
نذرانہ دیتے ہین۔ اون کے مکان مین ایک ہاتی بہی بند ہا رہتا ہے کسی امیر نے اونکو
دے دیا ہے۔ جب مین کرناٹس (کرناٹک) کو جارہا تھا۔ تو بادشاہ کے چھوٹے داماد
نے اپنی بیگم بادشاہ کی دختر کا بہت سازیور جواہرات ان مشایخ صاحب کو نذر کردیا تھا
چونکہ اس قدر بیش بہا نذرانہ دینے کا سبب کسی شخص کو معلوم نہین تہا جو غالبًا کسی بیہودہ
اعتقاد کی وجہ سے دیا گیا ہوگا۔ اس سبب سے عام لوگون مین یہہ افواہ اوڑی کہ بادشاہ
کے خلاف فوج تیار کرنے کو یہہ دیا گیا ہے اور ان بزرگ کی امداد سے بادشاہ کا تخت و
تاج چہینا جائیگا۔ یہہ افواہ سچ تھی یا غلط مگر اس قدر تو یقینی ہے کہ بادشاہ نے ان
بزرگ کے مکان پر آدمی بہیجے اور اپنے لڑکی کے جواہرات اور ہاتی منگالیا۔ اور مشایخ

(۱) اس درویش کا نام غالبًا سید شاہ راجو ہے جو سید محمد بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ کی اولاد مین۔
اور ابوالحسن تاناشاہ کے پیر و مرشد تہے اور جنکی قبر بیرون دروازہ غازی بنڈہ ابتک موجود ہے۔

صاحب کو حکم دیا کہ سلطنت سے نکل جائین۔ بادشاہ کی بڑی بیٹی شریف مکہ کے
ایک رشتہ دار کو دی گئی تھی۔ دوسری بیٹی سلطان محمد پسر اورنگ زیب سے
منسوب ہوئی تھی جس کا ذکر مین پہلے کر چکا ہون۔ اور تیسری شاہزادی چھوٹے داماد
مرزا ابدالکاسن (ابوالحسن) کو دی گئی ہے جس کے کئی ایک لڑکے ہین۔ اور لوگ
کہتے ہین کہ چوتھی کی بادشاہ بیجاپور کو دینے کی تجویز ہے۔

بادشاہ گولکنڈہ کی بڑی بھاری آمدنی ہے۔ وہ اپنی تمام سلطنت کی اراضی کا
مالک ہے جو کوئی سب سے زیادہ محصول ادا کرتا ہے وہ اوسے اراضی دے دیا
کرتا ہے۔ البتہ وہ اراضی اس سے مستثنیٰ ہے جو وہ اپنے دوستون کو مفت عنایت
کر دیا کرتا ہے اور ایک وقت معین تک اوس زمین پر اونکا قبضہ رہتا ہے جو مال واسباب
تجارت اوس کے ملک مین ہو کر گذرتا ہے یا بندرگاہان موسلی پٹم و مدراس پٹم مین آتا
جاتا ہے اوس کے محاصل سے بھی اوسے بہت بڑی یافت ہے اور شاید کھانے
پینے وغیرہ کی کوئی چیز اوس کی سلطنت مین مشکل سے ایسی چیز نکلیگی جس کا وہ محصول
نہ لیتا ہو۔ اور جس سے اوسے بہت کچھ وصول نہ ہوتا ہو۔

الماس کی کانون سے بھی اوسے بہت بڑی آمدنی ہے۔ اور جن لوگون کو وہ کان کا
ٹھیکہ دیتا ہے وہ محصول ادا کرتے ہین۔ جو کانین کہ موسلی پٹم کی طرف ہین اون کے
کام کرنے والے جا ہے اونہین ہیرا ملے یا نہ ملے فی گھنٹہ ایک پیگوڈا دیتے ہین
بادشاہ کی بڑی بڑی کانین وزیاپور کی طرف کئی جگہ کرناٹک کے ملک مین ہین۔ اور چند
ہزار آدمی ہمیشہ وہان کام کیا کرتے ہین ہر روز تین رطل کے قریب ہیرے اونہین ملجاتے
ہین۔ یہ سب بادشاہ کی طرف سے کام کرتے ہین۔

اس بادشاہ کے تاج مین ایک ایسا جواہرات ہے جو قریب ایک فٹ لنبا ہے۔ کھتے ہین کہ اس کی قیمت اندازہ سے باہر ہے۔ اسے کتنے ہی ہیرون سے جوڑکر نصف کرہ کی شکل مین گلاب کے پھول کی طرح بنایا ہے جس کا قطر تین چار انچھ کا ہی اس گلاب کے پھول کی چوٹی پر ایک چھوٹا سا تاج ہے جس مین ایک شاخ اوپر کو ایسی نکلی ہوئی ہے جیسے کھجور کی ڈالیون کا گپھا ہوتا ہے۔ مگر یھ شاخ مدور ہے اور گپھا جس کی چوٹی کچھ خمدار ہے ایک پورے انچ کے قطر کا ہے اور نصف فٹ کے قریب طول مین ہے۔ اس کے اوپر چھوٹی چھوٹی کونپلین ایسی نکلی ہین جیسے کہ اوپر پتیان پیڑ مین نکلی ہوتی ہین اور ان کونپلون مین ہر ایک کنارہ پر ایک نہایت خوبصورت ناشپاتی کی شکل کا موتی جڑا ہوا ہے۔ اس بیچ کے پھول کی جڑ مین طلائی پتیان کنگن کی طرح لگی ہین۔ اور اون مین بڑے بڑے ہیرے جڑے ہین اور ان ہیرون کے گرد لعل ہین اور اون مین بڑے بڑے موتی چارون طرف لٹکتے ہین جس سے عجیب وغریب بہار معلوم ہوتی ہے۔ پھر ان پتیون مین ہی ہیرون کی گھنڈیان یا بٹن لگے ہوے ہین کہ جن سے ان جواہرات کو سر پر رکھکر باندھ لیتے ہین غرض کہ اس بادشاہ کے پاس جواہرات کی انتہا نہین خزانہ اون سے بھرا ہوا ہے اور بیش بہا جواہرات کے لحاظ سے وہ تمام ہندوستان کے بادشاہون سے بڑھکر ہے اگر یہان کوئی سوداگران جواہرات کو بادشاہ سے مول لے لیتا تو آج بادشاہ کا خزانہ روپیہ سے کہچا کھچ بھرا ہوا ہوتا۔

باب ہشتم

امرائے گولکنڈہ

یہان کے امراء سلطنت کے بڑے بڑے لارڈ ہین جو اکثر ایرانی یا ایرانیون کی اولاد

مین سے ہین ۔ یہہ سب کے سب امیر ہین ۔ کیونکہ اون کو صرف اپنے عہدون کی بڑی بڑی تنخواہین ہی بادشاہ سے نہین ملتین ۔ بلکہ اون کو سپاہیون سے اس سے بھی نہایت درجہ بڑھکر منفعت ہوتی ہے ۔ اون کے لیے جسقدر سپاہیون کے رکھنے کا حکم ہے اوس سے وہ آدھے بھی نہین رکھتے ۔ علاوہ برین بادشاہ کی طرف سے اراضی اور دیہات بھی اونہین جاگیر مین عنایت ہوسے ہین جن پر اونکا ہر طرح اختیار رہے ۔ ان جاگیرون کو وہ برہمنون کو ٹھیکہ پر دیدیتے ہین اور اون سے بیچدر روپیہ وصول کرتے ہین ۔

یہہ امیر خوش وضع اور خوبصورت ہوتے ہین ۔ جب وہ شہر مین نکلتے ہین تو ایک دو ہاتی اون کے آگے چلتے ہین ۔ ان ہاتہیون پر تین آدمی جھنڈیان لیے سوار رہتے ہین اون کے گرد پچاس ساٹھہ سوار اچھے اچھے لباس پہنے یا تاتاری گھوڑون پر سوار تیر کمان لیے اور تلوارین توسے ہوسے ڈہالین پیٹھہ پر لٹکاسے کچھہ دور پیچھے پیچھے چلتے ہین ۔ انکے پیچھے کچھہ اور سوار قرنا پھونکتے اور نفیریان بجاتے جاتے ہین ان کے بعد وہ امرا(۱) گھوڑون پر ہوتے ہین اور تیس[۳۰] چالیس[۴۰] پیادہ ان کے ہمرکاب چلتے ہین کوئی آگے بچو بچو کرتے اور راستہ صاف کرتے جاتے ہین اور کسی کے پاس برچھے ہوتے ہین ۔ اور بعضون کے ہاتھہ مین مورچھل ہوتے ہین جو برابر ہلاتے جاتے ہین ایک شخص اپنے آقا کے سر پر چھتر لگاسے ہوتا ہے ۔ ایک آدمی حقہ لیے چلتا ہے ۔ بعض خادمون کے پاس صراحیان پانی کی ہوتی ہین جنھین وہ بید کی ٹوکریون مین رکھے ہوتے ہین ۔ اس سے پیچھے ایک پالکی بھی چار آدمی لیے ہوسے چلے آتے ہین اور دو آدمی خالی ان کے ساتھہ ہوتے ہین کہ تھک جاتے پر اونہین مدد دیتے جاتے ہین پھر اس سارے جلوس کے

(۱) امرا امیر کی جمع ہے مگر تھیونو صاحب نے اسے واحد کے طور پر مستعمل کیا ہے ۔ اور اسے انگریزی لفظ لارڈ کیطرح ایک شاہی خطاب سمجھا ہے

بعد ایک دو اونٹ ہوتے ہین جن پر لوگ تنبن بجاتے جاتے ہین -

جب امیر کا جی چاہتا ہے تو پالکی مین سوار ہو جاتا ہے اور گھوڑا اوس کے ساتھ ساتھ چلتا ہے - یہہ پالکیان کبھی کبھی چاندی مین مغرق ہوتی ہین اور اونکے ڈنڈون یا بانس کی دونون نوکون پر چاندی کا کام کیا ہوتا ہے - یہہ امرا اوس پالکی مین لیٹ جاتا ہے - پالکی مین امیر پھول سونگتا - حقہ پیتا پان سپیاری کھاتا جاتا ہے جس پردیسی کی اس پر نگاہ پڑتی ہے اور وہ اس زنانی روش کو دیکھتا ہے تو اوسے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہہ شخص بڑا کاہل الوجود(۱) اور نہایت عیاش ہے تمام لوگ جن کی بڑی بڑی تنخواہین ہین مسلمان ہون یا ہندو سب ہندوون کی تقلید کرتے ہین - اور شہر مین اکثر پالکیون کی سواری مین دکھائی دیتے ہین ان کے جلو مین متعدد خدام ہوتے ہین - ڈچ لوگون کا مترجم بھی جو ایک ہندو ہے اور بھاگ نگر مین رہتا ہے اسی ساز و سامان سے نکلتا ہے فقط اتنا فرق ہے کہ اونٹون کے بجاے اوس کے ساتھ رنہہ رہا کرتے ہین - غرض کہ اس وقت یہان کوئی ایسا امیر نہین ہے کہ جس کے پاس چھتر بردار اور دو چوہری ہلانے والے اور صراحی لیجلنے والے راستہ مین ہمراہ نہ رہتے ہون -

پان جسے یہان کے شرفا پالکیون مین کھایا کرتے ہین ایک پتا ہے جو نارنگی کے پتون کے قریب قریب مشابہ مگر بڑا چوڑا ہوتا ہے - اس کی ڈالی نہایت کمزور ہوتی ہے اوسے

(۱) جن لوگون کو اس نامعقول زندگانی کی حقیقت معلوم تھی وہ لوگ آج دنیا مین بادشاہی کر رہے ہین اور جو لوگ کہ ایسی عیش و عشرت مین مست و لایعقل ہو رہے تھے اونکا صفحۂ ہستی سے نام و نشان بھی مٹ گیا افسوس کہ جو کچھ لوگ ابھی تک بھی ان حقیقت بینون کا دیا ٹکڑا بھیک کے طور پر کھا رہے ہین اونھین ابھی اتنی عقل نہین کہ اپنی نالائق حالت کو سمجھین اور مآل اندیشی کرین -

سپاری کے درخت کے پاس لوتی ہین کہ وہ اوس پر چڑہ جاے ہندوستانی پان بغیر سپاری کے کبھی نہین کہاتے یہہ دونون چیزین ساتھ ساتھ بکتی ہین۔ سپاری کا درخت بہت اونچا اور عام کہجور کے درخت کا سا ہوتا ہے۔ سپاریون کے گچھے لگتے ہین۔ وہ خرما کے برابر ہوتے ہین۔ جن مین کچہہ مزہ نہین ہوتا ہندوستانی پان چہالی اس غرض سے کہاتے ہین کہ وہ ثقہ سمجھے جائین اور اسی لیے وہ راستون مین اور ہر جگہہ اوس کا استعمال کرتے ہین۔ اون کا مقولہ ہے کہ وہ ہاضمہ کے لیے بہت مفید ہے اور کہانے والے کے منہ سے خوشبو آتی ہے۔

جو لوگ کہ گولکنڈہ مین امرا کہلاتے ہین وہ سب اس لایق نہین ہین کہ اوس جلوس اور سازو سامان کو رکہین کہ جس کا مین نے ابھی ذکر کیا ہے۔ جو لوگ کہ بڑے دولتمند نہین ہین وہ اپنی آمدنی کی حیثیت سے جلوس اور سازو سامان اورون کی بہ نسبت کم رکہتے ہین مگر امارت کی صفت ایسی عام ہوگئی ہے۔ اور یہہ خطاب اس خیال سے دیا جاتا ہے کہ ہندوستانی جو قلعہ کی نگرانی کرتے ہین اور شاہی محلات پر متعین ہین اور جنکی تعداد کوئی ایک ہزار کے قریب ہے کہ سب امرا کہلاتے ہین حالانکہ اون مین سے بہت سون کی تنخواہ ایک کراون[1] ماہوار سے زیادہ نہین ہے۔ لیکن بعض بعض بڑے امرا نہایت ہی امیر ہین۔ میر جملہ نامی ایک شخص جو اصفہان کے تیلی کا بیٹا تھا اتنا بڑا امیر تھا کہ اوس کے پاس بادشاہون کے سے مصاحب تہے۔ اوس نے گولکنڈہ کے بادشاہ کی نوکری چہوڑ دی اور مغلون کے پاس چلا گیا۔ اور جب مرا تو صوبہ بنگالہ کا صوبہ دار تھا۔ یہہ مشہور ہے کہ وہ چاہتا تھا بنگالہ مین خود مختار بادشاہ بن بیٹہے۔ اوسے وہان بڑی طاقت حاصل ہوگئی تھی۔ اور اس موقع کی تلاش مین تہا کہ اپنے بیٹے کو بادشاہی مغل کے دربار سے کسی طرح

(۱) یعنی عہ ۲ [illegible] حالی

نکالے ہے جہان وہ لیطوراول گھیرا ہوا تہا۔ اوس کے پاس بیس آدمیون کے برابر وزن مین ہیرے تہے یا یون کہو کہ ہالینڈ کے ملک کے چارسو آٹھہ پونڈ وزن کے ہیرے اوس کے پاس موجود تھے۔ یہہ تمام دولت اوس کو اوس خدمت سے بہم پہونچی تہی جو پہلے اوس نے کرناٹک مین کی تہی۔ بادشاہ گولکنڈہ نے اوسے اپنی فوج کا سردار کر کے بیجانگر کے راجا کے مقابلہ کو بھیجا تہا اور ویجاپور کا بادشاہ بھی گولکنڈہ والون کے ساتھ شریک تھا اس سپہ سالار نے چند روز مین بہت سے مقامات فتح کر لیے مگر قلعہ گندی کوٹ نے اس کے فتوحات کو روک دیا کیونکہ وہ ایک ایسی ناقابل گذر پہاڑی پر واقع تہا کہ وہان تک ذرا پہونچنا کام رکہتا تھا۔ یہہ شہر ایک پہاڑ پر واقع ہے اور اگر کوئی وہان جانا چاہے تو اسے چندے یون چلنا پڑتا ہے ایک نہایت تنگ راستہ کے سوا وہان پہونچنے کا اور کوئی راستہ ہی نہین ہے میر جملہ نے اس قلعہ پر جب قوت سے قبضہ نہ پایا تو اپنی دانشمندی اور روپیہ کو خرچ کیا۔ اور جن لوگون کو نایک نے صلح کے پیغام سلام کے لیے بہیجا تہا اونہین ایسا گانٹہا کہ جس سے وہان کے حاکم کو اون کی وساطت سے ایک بڑے کام مین کچھ صلاح و مشورہ کے بہانہ سے بلا لیا۔ اور جون ہی وہ ملاقات کے لیے مقام مقررہ پر آیا اس نے اسے فوراً گرفتار کر لیا۔ اور اپنے قول و قرار کا ذرا بھی پاس و لحاظ نہ کر کے اس وقت تک قید مین رکہا جب تک کہ قلعہ پر اس کا پورا قبضہ نہ ہو گیا۔ یہہ مقام سیتٹا اس سے دس منزل پر ہے۔

مجھے دو مہینے یہان گذرے تہے کہ موسم برسات جون کی بارش اور گرج کے ساتھ شروع ہو گیا۔ لیکن گرج تو چار روز سے زیادہ نہ رہی۔ مگر مینہ خوب زور سے ہوا کے طوفان کے ساتھ وسط جولائی تک برستا رہا۔ اگرچہ اس کے بیچ مین کبھی کبھی کھل کھل گیا مگر باقی

مہینا بالکل کھلا رہا۔ اگست ستمبر اور اکتوبر میں بڑی بارش ہوئی لیکن گرج بہت ہوئی دریاؤں
مین ایسا پانی بھر گیا تھا کہ پلون پر سے اور ہاتیون کے ذریعہ سے گذرنا دشوار تھا۔ بھاگ نگر
کے دریا سے دو ہزار گھر بہہ گیے اور بہت سے آدمی اوس مین ڈوب گیے صبح شام کو ہوا
کچھہ ٹھنڈی چلا کرتی تھی۔ دن مین کسی قدر گرمی رہتی تھی۔ مگر موسم ایسا ہی معتدل تھا
جیسے مئی کے مہینے مین فرانس مین رہا کرتا ہے اور یہہ موسم اسی طرح برابر فروری تک
چلا گیا۔ مگر اس مہینے مین پھر بڑی گرمی پڑنے لگی۔

اس بارش سے اس ملک کی اراضی نہایت سرسبز ہو جاتی ہے۔ اور ہر قسم کے اجناس
اوس مین بافراط پیدا ہوتے ہین۔ خاصکر پہل تو وہان نہایت ہی کثرت سے ہوتے ہین
انگور کی بہت افراط ہے جو جنوری کے مہینے مین پکتے ہین مگر گرمی کی کمی بیشی کے لحاظ
سے فروری مارچ اپریل تک بہی پیڑون پر موجود رہتے ہین ان انگورون کی یہان سپید
شراب بنتی ہے۔ جب انگور توڑ لیتے ہین تو اون کی شاخین چھانٹ ڈالتے ہین۔ اور وسط
گرما مین اون سے عرق نکالا جاتا ہے۔ اس ملک مین چانول وغیرہ اجناس کی دو فصلین
ہوا کرتی ہین۔

باب نہم

موسیو تھیونو کی بھاگ نگر سے موسلی ٹم کو روانگی

جب بھاگ نگر مین مین خوب سیر دیکھہ چکا۔ تو مین نے چاہا کہ ساحل کیرومنڈل کے علاقہ
کو بھی دیکھون۔ اور گو ابھی جاڑے ہی کا موسم تھا کہ مین موسلی ٹم کو روانہ ہوا۔ چونکہ اس راستہ
مین ندی نالے بھرے ہوئے ہونے کی وجہ سے رتھہ اور گاڑیان نہ جا سکتی تھین اسلیے

مین نے اپنی سواری کو ایک گھوڑا اور اپنے نوکر اور سامان کے واسطے دو بیل کرایہ کر لیے اور سوداگرون کے ایک قافلہ کے ساتھ روانہ ہو گیا یہان آٹھ منزل پر ہم ایک قلعہ مین پہونچے جسے الماس کینیش کہتے ہین جو لوگ کہ الماس کی کان یا کانی کو جانا چاہتے ہین وہ یہان سے تنارا کو چلے جاتے ہین - جہان بادشاہ کے محلات بنے ہوئی ہین - ان محلات مین چار بڑی بڑی عظیم الشان سنگین دو منزلی عمارتین ہین انمین بڑی بڑی گوہین چیپر سائبان ہین ہین اور برآمدے بنے ہوئے ہین - ان مکانات کے سامنے ایک وسیع چوک ہے علاوہ ان شاہی مکانات کے وہان مسافرین کے قیام کے واسطے اور بھی مکانات ہین غریبون اور مسافرون سے جو وہان ٹھیرنا چاہین کرایہ نہین لیا جاتا -

چونکہ ہمین الماس کی کانون مین کوئی کام نہ تھا جو گولکنڈہ سے چھ سات منزل پر ہین اس لیے ہم دوسرے راستہ کو چلے - اس تمام سفر مین ہمین تین چھوٹے چھوٹے قصبہ ملے پانگل سیرحل نپکیش پول لیکن ہمین کئی دریا راستہ مین طے کرنے پڑے جن مین سب سے بڑے کشنا اور موسی ہین - اس کے سوا ہمارا سولہ سترہ گانون مین گذر ہوا اگرچہ راستہ بڑا خراب تھا مگر یہہ کھیت نہایت سرسبز اور خوشنما دکھائی دیتے تھے مین نے وہ تمام اقسام کے درخت یہان دیکھے جو ہندوستان مین ہوتے ہین - اور املتاش کے درخت بھی یہان ہمکو ملے جو ہندوستان کے اور مقامات مین کم ہوتے ہین غرض کہ ہم دس روز کے بعد موسلی پٹم پہونچے - تمام مسافت ۵۵ فرانسیسی لیگ (یا کوس) ہے اور اگر موسم اچھا ہو تو ایک ہفتہ کا راستہ ہے -

موسلی پٹم ساحل مالابار[۱] پر ۱۶ ½ درجہ عرض شمالی پر واقع ہے - خلیج بنگالہ کے کنارہ بھاگ نگر

(۱) مالابار کے بجائے کارو منڈل ہونا چاہیے -

سے جنوب مشرق کو ہے۔ اگرچہ قصبہ تو چھوٹا ہے مگر خوب آباد ہے سڑکین تنگ ہین اور مارچ سے جولائی تک اوس مین ایسی گرمی ہوتی ہے کہ برداشت نہین ہوسکتی۔ مکان الگ الگ بنے ہین۔ اور سمندر کے جوار بھاٹے کے سبب سے پانی کھاری ہے۔ یہان چھینٹ کی بڑی تجارت ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک تو چھینٹین یہان بنتی ہین اس کے سوا سینٹ ٹامس سے بہت کثرت سے یہان آتی ہین جو نہایت نفیس اور رنگ کے لحاظ سے ہندوستان کے اور حصون سے بہت اچھی ہوتی ہین۔

بھاگ نگر سے موسلی پٹم تک کے منازل

الماس کنپش ۸ منزل

شیلاپلی	الماس کنپش سے	۶ کوس	یہان پانگل ایک قصبہ اور ہلا۔
انانگل	شیلاپلی سے	۶½ ”	انانگل سے آدھ کوس پر ایک قصبہ سرچل کنپش ہے اور راستہ مین موسی ندی ہے۔
گوکلو	سرچل سے	۳ ”	
امیدنگر	گوکلو سے	۴ ”	پنگش پول امیدنگر سے پانچ کوس پر ایک قصبہ ہے
پٹلا	پنگش سے	۵½ ”	
مچھر	پٹلا سے	۴ ”	راستہ مین کرشنا دریا ہے۔
ادور	مچھر سے	۴ ”	
ملول	ادور سے	۴ ”	
گروپیٹھ	ملول سے	۲ ”	
موسلی پٹم	گروپیٹھ سے	½ ”	

ساحل بہت ہی اچھا ہے۔ تمام اقوام جہازات کے ذریعہ سے وہان آتے ہین اور یہان سے

تمام ممالک کو جہاز روانہ ہوتے ہین ـ مین نے وہان باشندگان کو چین اور نیز اور ممالک مشرقی سیام و پیگو کے رہنے والون کو دیکھا تھا ـ علاقہ موسلی پٹم مین اور نیز تمام ساحل پر بالکل بت پرست (ہندو) رہتے ہین اور اون کے مندرون مین مست اور شہوت پرستونکی بڑی بڑی شکلین بنی ہوئی ہین کہ اون کے اندر جانے سے خوف معلوم ہوتا ہے ـ میوہ جات کی وہان بڑی افراط ہے اور کھانے پینے کی چیزین نہایت ارزان ہین ـ ہمارے قافلے والون نے ایک بھیڑ بارہ پنس[1] مین اور ایک تیتر نصف پنس مین اور ایک مرغی دو پنس سے کم مین مول لی ـ تمام ساحل پر قریب قریب ارزانی کی یہی کیفیت ہے ـ جس کی حد لوگ راس ناگاپٹم سے راس موسلی پٹم تک سمجھتے ہین مگر بعض مصنفین نے اوسے اور آگے تک بیان کیا ہے ـ اور لکھتے ہین کہ یہ ساحل راس کماری سے مغرب کی طرف دریاے گنگا کے دہانہ تک چلا گیا ہے اور بعضون کا یہ قول ہے کہ وہ اسی راس پر جاکر ختم ہو جاتا ہے ـ

اس ساحل پر بہت سے شہر آباد ہین جن مین سے بعض بعض اچھے ہین انہین مین سے ایک ناگاپٹم ہے جو ۱۲ درجہ عرض بلد پر واقع ہے ـ ٹرنکوبار بھی اسی عرض بلد مین آباد ہے ملیاپور جسے سینٹ ٹامس بھی کہتے ہین ۱۳½ درجہ پر واقع ہے اسے مسلمانون نے ڈچ کی مدد سے سنہ ۱۶۵۲ء مین پرتگالیون سے پہلے لیا ہے ـ

گولکنڈہ کی عملداری سینٹ ٹامس سے صرف دو کوس آگے تک ہے یہان کے عیسائیون کا بیان ہے کہ سینٹ ٹامس اسی قصبہ مین شہید ہوا تھا ـ اس قصبہ مین ایسے گھونگون سے چونا بناتے ہین جیسے تارمنڈی کے ملک مین سینٹ میکائیل سے لاتے ہین ـ اوسے چونا بنانے کے لیے ہڈیون کو سور کے میلے مین جلانا پڑتا ہے ـ

---

(۱) ۱۲ پنس ایک روپیہ حالی ½ پنس = ۴ پیسے حیدرآبادی ۲ پنس = ۲ر۲ پائی حالی ـ

اس ملک مین چیچک کا بڑا زور رہتا ہے۔ یہان ایک اور بڑی بری بیماری ہوتی ہے
جس سے جانون کا بڑا نقصان ہوتا ہے ادسے اکرون کہتے ہین اور وہ بچون کو ہوا
کرتی ہے۔ زبان اور منھہ مین اس سے آبلے پڑ جاتے ہین۔ اور یہہ نہایت گرمی کی شدت
کے باعث پیدا ہوجاتی ہے اون کے مان باپ اپنے بچون کو وقتاً فوقتاً ٹھنڈی دوائین
دیتے رہتے ہین جو اس کے دفعیہ کے لیے ضروری ہین۔ ورنہ وہ بیماری آنتون مین اوتر
جاتی ہے اور سرین تک پہونچکر بعض بچہ کا کام تمام کر دیتی ہے سینٹ ٹامس کے جنوب
مین بہت سے نائک ہین جو خود مختار ہین۔ ایک مدورا کا نائک ہے۔ اور تانجور کا نائک
آج کل بادشاہ وزیاپور کا مطیع ہو گیا ہے۔ نائک کے اصلی معنی کپتان یا ایک فوجی سردار
کے ہین۔ یہہ لوگ پہلے ان مقامات کے حاکم اور بادشاہ کے اقربا تھے۔ بعدازان باغی
ہوکر خود مختار بن بیٹھے۔ پلیاکٹ سینٹ ٹامس کے شمال مین ہے۔ جو کوٹھی کہ ڈچ نے وہان
بنائی ہے وہ ہندوستانی کوٹھیون سے بہتر ہے۔ وہان روئی کا کپڑا بہت آتا ہے
اون کے بڑے بڑے گودام اوس سے لبالب بھرے ہوئے ہین۔ پلیاکٹ مین وہ شورہ
کو بنگالہ سے لاتے اور صاف کرتے ہین اور باروت بنا کر اپنے اور کوٹھیون مین یہان
سے بھیجتے ہین۔ قلعہ گلدریا۔ یعنی پولیکٹ کے قلعہ کے گورنر کی تنخواہ پچاس کراون[1] ماہانہ
ہے اور خرچ خوراک کے لیے بھی پچاس کراون ماہانہ اوسے ملتے ہین علاوہ برین شراب
تیل اور اپنے پہنے کے کپڑے بھی جب چاہے وہ کمپنی کے گودام سے لے سکتا ہے
یہان پر روپیہ اور پیگوڈا دونون چلتے ہین۔ پیگوڈا یہان چار روپیہ کا ہوتا ہے یعنی اوسکی
قیمت چھ فرانسیسی لیور ہے فینٹن[2] کا بھی یہان رواج ہے جس مین نصف سونا اور نصف

---

(۱) سوا سو روپیہ حالی (۲) جسے پانام بولتے ہین۔

چاندی ہوتی ہے اور اوس کا سکہ وہ ہی ہے جو پیگوڈا کا ہوتا ہے - ۶ ۱/۲ فینن کا ایک روپیہ اور ۲۶ ۱/۲ کا ایک پیگوڈا ہوتا ہے - گاذ بہی ایک سکہ ہے یہہ تانبے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہین اور فینن کے برابر ہوتے ہین - ایک فینن کے چالیس آتے ہین یہہ تمام سکے آج کل ڈچ[1] بناتے ہین -

اس کمپنی کی ایک کوٹھی پولیکٹ مین بہی ہے جو موسلی پٹم سے دو منزل پر شمال کی جانب واقع ہے اور ایک کوٹھی اسی ساحل پر وجیرون مین ہے بلی پٹم موسلی پٹم سے شمال کو چار منزل پر ہے - چاول عمدہ کپڑا لوہا موم لاکہہ ان مقامات مین تجارت کی چیزین ہین اور پیگو کی طرح یہان بہی بافراط ہوتی ہین - تانبا ٹین سیسہ اور مرچ باہر سے یہان آتی ہے بلی پٹم سے سیدکاکول براہ خشکی پندرہ گھنٹہ کا راستہ ہی اور یہہ مقام گولکنڈہ کی عملداری کا اس طرف سب سے آخری مقام ہے اس سے آگے بنگالہ کی طرف گولکنڈہ کی عملداری نہین ہے - اس ملک کے حکام نہایت ظالم ہین - اگر کوئی اون سے کہے کہ مین بادشاہ گولکنڈہ سے تمہارے ظلمون کی شکایت کرونگا تو وہ اوسپر ہنستے ہین اور کہتے ہین کہ گولکنڈہ کا بادشاہ اپنے ملک کا مالک ہے ہمین اپنی سلطنت کا اختیار ہے جو کچھ ہم کرتے ہین اوسکا اسمین کچھہ اجارا نہین ہے سیدکاکول سے بنگالہ براہ خشکی ایک مہینے کا راستہ ہی -

گولکنڈہ کی عملداری مین لوگون کو اکثر مقامات پر سانپون سے بڑا نقصان پہونچتا ہے لیکن

(۱) مسلمانون کے زمانہ مین گو سکہ پر بادشاہ کی طرف سے علامت ہوتی تہی - اور اور کسی کی مجال نہ تہی کہ سکہ پر اپنی علامت ثبت کرے مگر اس بات کی بہت ہی کم پروا کرتے تھے کہ سکہ بادشاہ کے ہی آدمی بنائین بلکہ جو چاہتا وہ باجازت اور کبھی کبھی بلا اجازت بہی اوسے بنا سکتا تھا اور وہ بادشاہی سکے ملک مین شاہی سکہ سمجھا جاتا تھا ॥

اگر کوئی شخص غفلت نہ کرے تو اون کے کاٹے کا علاج ہو جاتا ہے وہ جلتے ہوے کوئلہ سے زخم کو داغ دیتے ہین - داغ لگتے ہی معلوم ہوتا ہے کہ زہر کا اثر رفتہ رفتہ گھٹ رہا ہے اور لطف یہہ ہے کہ آگ اسوقت کچھ بھی تکلیف نہین دیتی اس کے سوا وہ سانپ کے منکے کا بھی استعمال کرتے ہین جس کا کہ مین پہلے ذکر کر آیا ہون -

جب مین نے خیال کیا کہ کارومندل کے ساحل پر جو مقامات ہین اون کے حالات مین نے بخوبی معلوم کر لیے تو مین موسلی پٹم سے بھاگ نگر کو واپس آگیا یہان مجھے تین ہفتے اور رہنا پڑا - کیونکہ مین موسیو بیزن کے بغیر جا نہین سکتا تھا اور اوس نے یہان ابھی اپنا کام پورا نہین کیا تہا - اسی زمانہ مین حضرت امام حسین علیہ السلام ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے میلہ (یعنی محرم کی تعزیہ داری کے ایام) آگئے گولکنڈہ کے مسلمانون نے ایرانیون سے بھی زیادہ اس ماتمی تقریب مین کاٹ چھانٹ کی ہے اور ایسی ایسی باتین کرتے ہین جو حد سے زیادہ تجاوز کر کے بیہودگی مین داخل ہو جاتی ہین - دس روز تک متواتر ان سانگون کے سوا اور کچھ نہین ہوتا - تعزیہ داری کے واسطے تمام سڑکون پر جابجا ڈیرے کھڑے کرتے ہین - اوس مین چراغ جلاتے ہین قالین بچھاتے ہین - راستہ مین لوگون کی بہت کثرت ہوتی ہے اور قریب قریب تمام آدمیون کے منھ پر چھنی ہوئی راکھہ ملی ہوئی ہوتی ہے جو لوگ ننگے ہوتے ہین اونکے تمام جسم پر یہہ بھبوت ملی ہوئی ہوتی ہے اور جو کپڑے پہنے ہوتے ہین وہ اپنے کپڑے اس سے رنگ لیتے ہین لیکن جو کپڑے وہ آجکل پہنے ہین اون سے اور خاصکر اون کی پگڑیون سے تو نمایش اور بھڑوا پنا برستا ہوتا ہے - ہتیار بند تو سب ہی ہوتے ہین مگر اکثر برہنہ تلوارین بھی رکھتے ہین بعض بعض لمبی لمبی زنجیرین جوان کی کلائیون کے برابر موٹی ہوتی ہین اپنے

کمرون مین باندہکر سڑک پر گھسیٹے ہوئے چلتے ہین چونکہ ان زنجیرون کے کھینچنے مین بڑا
کسالا کرنا پڑتا ہے وہ تھک جاتے ہین پھر اور لوگ ان زنجیرون کے لینے کی ان سے
درخواست کرتے ہین۔ یہہ لوگ پہلے زنجیرون کو چھوتے ہین اور اپنی اونگلیون کو چومکر
اور اونہین اوٹھاکر آنکھون تک لیجاتے ہین. گویا یہہ سمجھتے ہین کہ یہہ حضرت امام حسینؑ
کے متبرک آثار مین سے ہے ان لوگون کے بڑے جلوس نکلتے ہین کسی کے پاس علم
ہوتے ہین اور کوئی لکڑی کی جھنڈیان لیے ہوتا ہے۔ ان جھنڈیون پر چاندی کے پنجے
نصب ہوتے ہین اور سمجھتے ہین کہ وہ امام حسینؑ کے ہاتھ ہین۔ بعضون کے پاس چھوٹے
چھوٹے ہلکی لکڑی کے مکان بنے ہوے سر پر رکھے ہوتے ہین۔ وہ اوچھلتے کودتے
اور کچھ سانگ کی طرح گاتے بجاتے ہین۔ بعض ننگی تلوارون کو پھراتے ہوئے جاتے
ہین اور ایک دوسری تلوار کو آپس مین مارتے ہین۔ اور نہایت زور سے حسینؑ حسینؑ
کرکے چلاتے ہین۔ رنڈیان بھی اس میلہ مین شریک ہوتی ہین۔ ان کا ماتمی لباس بھی
خوشنما ہوتا ہے جو نہایت بیہودگی کے ساتھ ناچتی اور ٹھٹھر کرتی ہوئی چلتی ہین۔

یہان کے بت پرست کفار (ہندو) بھی دل لگی کے طور پر اس میلہ کو مناتے ہین
اور ایسی لغویات کرتے ہین کہ جو مسلمانون سے کہین بڑھکر ہوتی ہین۔ وہ خوب کھاتے
پیتے اور قہقہہ اوڑاتے اور چارون طرف ناچتے پھرتے ہین۔ مگر اون کے گیتون مین وہ حزن
و ملال کے آثار نہین ہوتے کہ جنہین بڑہ بڑہکر مسلمان ظاہر کرنا چاہتے ہین۔ یہہ لوگ
ان دس روز مین نہ صرف بال ہی منڈانا چھوڑ دیتے ہین بلکہ بجز روٹی اور میوہ کے تمام خرید و
فروخت بند کر دیتے ہین۔ تاہم مکانون مین ہر ایک چیز بکثرت خرید فروخت کیلئے موجود رہتی ہے
اس میلہ مین لبسا اوقات خون خرابہ ہو جاتا ہے اور شاید ہی کوئی محرم خالی جاتا ہو کہ شیعہ

سنیون مین لڑائی نہوجاتی ہو سنی انکی ان باتون پر ہنستے ہین اور شیعہ اس مضحکہ کی تاب نلاکر ان سے لڑمرتے ہین جس سے یہ میلہ اصلی صورت مین نمایان ہوجاتا ہے اس جدال و قتال کے بعد ازان بازپرس نہین کی جاتی نہ مقدمات دایر ہوتے ہین - کیونکہ مسلمان (شیعہ) کہتے ہین کہ ان دنٌ روز مین بہشت کے دروازے کہلے ہوتے ہین جو مسلمان اسلام کی راہ مین مرتا ہے وہ سیدہا بہشت مین چلا جاتا ہے - مین نے بہاگ نگر مین ایک تورانی کو دیکھا جس نے کچھ الفاظ[1] امام حسینؑ کے برخلاف کہے تھے اس سے شیعہ لوگون نے بُرا ماناتا اور سنی کے قتل کے درپے ہوے مگر اس سنی نے اپنی تلوار سے تین شیعون کو قتل کر دیا - طرفین سے بہت سی بندوقین چلائی گئین ایک شخص ان کے بیچ بچاو کرنے کو آیا اوس کے پیٹ مین ایسا مہلک زخم لگا کہ اوس کی جان کے لینے کے دینے پڑ گیے - سات آدمی فوراً قتل ہو گئے یہان تک کہ وزیر اعظم کے کچھ آدمی بھی اس لڑائی مین آکر شریک ہوگیے اور وزیر بہی اتفاق سے وہان کہین پالکی مین سوار آنکلا - مگر یہہ جدال قتال دیکھکر فوراً گھوڑے پر سوار ہوکر بہاگ گیا - اس میلہ کے دوسرے روز اور جلوس بہی ہوا کرتے ہین - یہہ لوگ مرثیے پڑھتے ہین اور تابوت (تعزیے) ادہر اودہر لیے پہرتے ہین جن کو اقسام اقسام کی چیزون سے ڈھنکتے ہین ایک پگڑی ہر ایک تابوت پر ہوتی ہے جو اسبات کی نشانی ہے کہ یہہ حضرت امام حسینؑ اور اون کے آدمیون کے جنازے ہین جنھین کربلا کی لڑائی مین یزید کی فوج نے قتل کیا تھا -

(۱) موسو تھیونو کا خیال ہے کہ سنی حضرت امام حسین کو نہین مانتے یہہ بالکل غلط ہے اس جھگڑے کی وجہ کچھ اور ہی ہوگی جس کا دریافت کرنا موسیو تھیونو کو ضروری نہ تھا - خیر کچھ بھی ہو یہہ تو اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ گو شاہی مذہب یہان شیعہ تھا مگر سنی بھی بکثرت تھے اور اس فریق کی قوت بہی کچھ کم نہ تھی -

باب دہم

موسیو تھیونو کی روانگی بھاگ نگر سے سورت کو

میلہ ختم ہوتے ہی موسیو بیزن نے مجھے سورت کو چلنے کے لیے کہا اور ہم نے جھٹ پٹ تیاری کی - چنانچہ ۲۳ نومبر کو بھاگ نگر سے چلدئے - موسیو بیزن نے ایک پروانہ راہداری بھی لے لیا - کہ گولکنڈہ کی عملداری میں کوئی ہم سے محصول نہ لے لیکن ہم اوس راستہ سے نہ گیے جس راستہ سے کہ آئے تھے - اس لیے ڈانک آتے پر ہم سے تین گانون کا محصول(۱) مانگا گیا - اور محصول کے مانگنے میں ایسی جلدی کی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ہم نے بڑا گناہ کیا - جو روپیہ دینے کیلئے ہانون میں ہی کھولکر رکھدیا - لیکن جب اوس شخص نے جسے شیدی منظر نے موسیو بیزن کے ساتھ پروانہ راہداری کی تعمیل کرانے کے لیے ساتھ کردیا تھا محصول گیرون کو وہ پروانہ دکھایا تو وہ چپ ہو رہے اور صرف ہم سے پان کھانے کے لیے بخشش مانگی - یہ انعام یا بخشش جہان کہیں کہ ہم محصول دیتے وہان سب جگہ دینی پڑتی تھی - یہہ راستہ نہایت ہی بد قطع تھا - سات دن کے سفر کے بعد ہم بیدر میں آیے جس کا کہ میں پہلے ذکر کرچکا ہون اور جو بھاگ نگر سے صرف ۲۲ کوس ہے - اس راستہ میں ہمین نروا پتنا اور موسی ندیان اور موسن اور پنڈیگل دو چھوٹے چھوٹے قصبے اور بہت سے گانون ملے - گولکنڈہ کی سلطنت یہان علاقہ کوہیر و سنجادر کے درمیان ختم ہوجاتی ہے -

---

(۱) اس محصول کو دہول اوڑائی کہا کرتے تھے کیونکہ مسافر سے اس محصول کے لیئے کیلیے سمجہ اسکے اور کوئی وجہ نہین ہوتی تھی - کہ اوس نے راستہ چلنے مین اوس گانون کی زمین سے دہول اوڑائی تھی - ۱۲

بہاگ نگر سے بیدر تک کے منازل

منزل	کوس	کیفیت
بہاگ نگر سے وانگ	۵ کوس	راستہ مین نزوا ایک ندی ہے
چلکور	۷ ″	راستہ مین پینو ایک ندی (جیسے اوپر بنا لکہا ہے)
اسکی کروہ	۶ ″	
یاقوت کی پنیٹھ	۳ ″	
تنکی ٹالہ	۶ ″	راستہ مین ہمن وپنڈیکل قصبہ
کوہیر	۳ ″	راستہ مین سنجا ور ندی
ویدی کوئی	۶ ″	
بیدر	۴ ″	

کوسون کی تعداد فرانسیسی لیگ مین ۲۲ ۱/۴ لیگ

بیدر سے پاتری کے منازل

منزل	کوس	کیفیت
اکور	۱۲ کوس	راستہ مین مانجرا ایک ندی
مورگ	۸ ″	
اودگیر	۶ ″	
ہلی	۶ ″	
راجورہ	۶ ″	
ساورگانون	۶ ″	راستہ مین گارک وگنگا ندی
کالی	۶ ″	
رامپوری	۶ ″	

پاترِی ۸ کوس

کل ۳۳ لیگ

پاترِی سے برام پور (برہانپور) کے منازل

کاہل گانون	۹ کوس	راستہ میں دودونا ایک ندی
پاتو قصبہ	۶ "	
نیز قصبہ	۹ "	
سیونی	۳ "	
شنیدیکور قصبہ	۳ "	راستہ مین اورنا ایک ندی
ظفرآباد قصبہ	۱۰ "	
پیپلی	۱۰ "	
دیول گانون	۶ "	
روکہبرا قصبہ	۶ "	
ملکاپور قصبہ	۲ "	راستہ مین نروا و پورنا ندیان
جالور	۱۲ "	راستہ مین تاپتی ندی۔
برام پور (برہانپور)	۲ کوس	

کل مسافت ۳۹½ لیگ

۱۳ نومبر کو ہم بیدر سے چلے اور مین نے ۳۳ لیک موسیو میزن کے ساتھ سفر طے کیا لیکن چونکہ اورنگ آباد مین کام تھا اور مجھے برہانپور کو جانا تھا ہم دونون پاترِی کے مقام پر دریاے مانجرا کارک و گنگا کو عبور کرکے ۳۰ نومبر کو جدا ہوگیے۔ راستہ مین ہمین او دگیر

راجورہ اور پاتری قصبے ملے - یہان مغلون کے حاکم رہتے ہین - اور وہ اون لوگون سے جو شاہ بیجاپور کے لشکر کی طرف سے آتے ہین بڑی چوکسی کرتے ہین - مغلون اور بیجاپوریون مین آجکل بازار جنگ گرم ہے - مین نے پاتری سے ایک اور نوکر رکھ لیا تھا - اور براہ قصبات پاتو نیر سنیند بیکور ظفر آباد روکرا و ملکاپور سفر کیا - یہہ چہہ قصبے ہمارے (فرانس کے) معمولی شہرون کے برابر بھی نہین ہین - بروز پنجشنبہ ۹ دسمبر کو مین برہانپور پہونچا - جس کا کہ مین پہلے بیان کر چکا ہون - پاتری سے برہانپور کے راستہ مین دودنا نروا پورنا اور تاپتی دریا ملتے ہین اس سفر مین مجھے ۲۹ - روز لگے - ہان اگر یہہ موسم نہ ہوتا تو صرف ۲۲ - روز مین سفر ہو سکتا تھا -

برہانپور سے جو صوبہ خاندیس کا دار السلطنت ہے مین سورت کو معمولی سڑک سے واپس ہوا - اور راستہ مین بیمار ہو جانے کے سبب سے مجھے ایک بیماری کا علاج معلوم ہو گیا پر تگالی چارون قسم کے قولنج کو جن سے ہندوستان مین اکثر شکایت ہوا کرتی ہے اور بہت ہی تکلیف پہونچتی ہے مارڈچن کہتے ہین - ایک تو معمولی قولنج ہے اسمین بڑا درد ہوتا ہے دوسرے قولنج مین درد کے علاوہ دست بھی آتے ہین - جن لوگون کو تیسری قسم کا قولنج ہوتا ہے اونہین درد کے سوا قے بھی بڑی شدت سے ہوا کرتی ہے - چوتھے قسم کے قولنج مین یہہ تینون شکایتین یعنی قے دست اور درد سب کچھ ہوتا ہے - میرے نزدیک یہہ اخیر حالت ہیضہ کی بیماری ہے یہہ بیماریان اکثر بدہضمی سے پیدا ہوتی ہین - اور کبھی ان ایسے جگر خراش درد ہوتے ہین کہ آدمی چوبیس گھنٹہ ہی مین مر جاتا ہے - ہندوستان ہین جو اس کا علاج کرتے ہین وہ یہہ ہے کہ ایک انگلی کی برابر لوہے کی ایک کیل لیکر خوب دہکاتی ہین پھر اوسے مریض کے پیر کے تلوے کو داغتے ہین - اور کیل کو اتنی دیر لگاے رکھتے ہین

کہ مریض کو اوس سے زیادہ رکھنے کی برداشت نہین ہوسکتی۔ جس سے مریض کے پیرین
داغ پڑجاتا ہے۔ یہہ علاج ایسا زود اثر ہے کہ فوراً درد جاتا رہتا ہے اگر اس داغنے سے
مریض کے بدن سے خون جاری ہوگیا تو اوس کی زندگی بڑے خطرہ مین پڑجاتی ہے
مجھے کتنے ہی آدمیون نے یہہ بیان کیا ہے کہ ایڑی کے جلنے سے پہلے اگر کسی مریض
کے خون جاری ہوجاے تو پھر وہ کسی طرح نہین بچتا۔ خون جاری ہونے سے اتنے عرصہ
کے بعد مرجاتا ہے کہ شروع بیماری سے جتنے عرصہ کے بعد خون جاری ہوا ہے لیکن اگر
عمل مذکور سے دو روز کے بعد خون جاری ہو تو کچھ خطرہ نہین ہوتا۔ بعض لوگ اس بیماری کا
علاج باندہنے سے بھی کیا کرتے ہین اور مریض کے سر کو ایسا کسکر باندہتے ہین کہ مریض کا
مغز ہی نکلنے کے قریب ہوجاتا ہے اور ساتھ ہی اوس کے پیٹھہ کمر رانین اور پنڈلیان بھی
باندہ دیتے ہین اور جب مریض کو یہہ بندش ناگوار معلوم ہونے لگتی ہے تو سمجھا جاتا ہے
کہ مریض اچھا ہوگیا۔ صفرخالی دست بھی آیا کرتے ہین ہندوستان مین یہہ بڑی خطرناک
بیماری ہے۔ بہت لوگ اس سے مرجاتے ہین ذرہ کسی کو گرمی زیادہ ہوگئی۔ اور اس بیماری
نے اوسے آدبایا۔ دوا اوس کی یہہ ہے دو درہم ریوند چینی بریان اور ایک درہم زیرہ
سفوف کرکے لیمو کے عرق مین اور اگر یہہ نہ ملے تو گلاب مین ملاکر اوس کو دیتے ہین۔ عام
ہندوستانی اس دوا کے سوا اوس کی اور دوا نہین جانتے۔ ہان چانولون کو پانی مین
اسقدر اوبالتے ہین کہ وہ خشک ہوجاتے ہین پھر وہ اونہین ایسے دودہ کے ساتھ جو
کھٹا ہوگیا ہو یعنی (دھی کے ساتھ) ملاکر کھاجاتے ہین اور کوئی چیز اوس وقت تک
نہین کھاتے جب تک کہ یہہ بیماری رہتی ہے۔ اگر خونی اسہال ہو تو بھی وہ یہی علاج کیا کرتے ہین
برہانپور سے جب مین سورت گیا تھا تو میرا ایک بیٹا اور ایک ملا سے ساتھ ہوگیا تھا

جو بادشاہ کے دربار سے آتا تھا - اس ملا نے بادشاہ سے اپنی غریبی اور افلاس کا بیان
کر کے پانچسو ۵۰۰ روپیہ کا وظیفہ حاصل کیا تہا جو فرانسیسی سکہ مین ۰ ۵ ۷ لیور کے برابر ہوتا ہے
اس روپیہ کی نسبت اوسے حکم دیا گیا تہا کہ وہ ایک گانون سے وصول کر لیا کرے
برہانپور سے سورت تک ۵ ۷ لیگ کا فاصلہ ہے پندرہ دن ہمین اس سفر مین لگے اور
راستے مین بہت سے قصبے شہر اور قلعے ہم نے دیکھے - چلتے مین ہمین کوئی گہنٹہ نہین
گذرتا کہ کوئی بستی ہمین نہ ملتی ہو - راستہ مین شہر دیکھنے مین آئے - کہین کہین درختون
کے نیچے جھونپڑیان اسی غرض سے ڈالی گئی ہین کہ شب کو مسافران مین چہپ کر ہو بیٹہین -
اس راستہ مین کئی پہاڑ اور آٹھہ دریا بھی ہین عام باتون کے سوا کوئی خاص بات نہین
دکھائی دی - البتہ اس کا بڑا اندیشہ تہا کہ بادر کے راجہ کے سوار آکر ہمین کہین نہ لوٹ
لین جو خاندیس کے کوہستان مین چہپے رہا کرتے ہین - اور ہر وقت ادہر ادہر تاک
جہانگ لگا ئے رکھتے ہین - گو اس زمانہ مین یہہ راجا مغلون کا مطیع ہے مگر پہر بھی یہہ
خوف لوگون کو لگا رہتا ہے - لیکن ہمین راستے مین کوئی سوار نہ ملا - اور ہم سورت کو بخیریت
تمام پہونچ گئے -

بالخیر

فہرست مضامین ردیف وار

تمت بالخیر